بعون حسن صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و آسمان

جامع الاخلاق

مطبع نامی منشی نولکشور میں بطبع مقبول جہان ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد اوس کریم کارساز کو سزاوار ہے کہ جسنے جواہر اخلاق حمیدہ کو اپنے دریای کرم سے
غواصان بحر کمال کو بخشا اور یاقوت خصائل پسندیدہ کے تئین اپنے خزانۂ احسان سے
طالبان مخزن فضائل کو عنایت فرمایا وہ ایسا حکیم ہے کہ اپنے فضل سے بیت المقدس
حکمت کو شیاطین جہلا سے محفوظ رکھا سبحان اللہ کیا عادل ہے کہ غایت انصاف سے
تخت گاہ عدالت کو عدوان تظلم سے بچایا اور ثنا ایسی پاک بے نیاز کی ہے کہ جسنے
دامن عفت کے تئین لوث شر و بدکاری سے پاک رکھا اور جنود شجاعت سے عساکر
جبن کو مقہور کیا میری زبان کو کیا طاقت ہے جو اوسکی فضیلت حکمت کو بیان کرے
اور اس دہان کی وہ لسان کہان کہ اسکی شرافت عدالت کا نام لیوے بالفرض اگر
ناطقۂ بشری دریاے عفت سے ہزار ہزار بار منہ دہووے پہر وہ منہ کہان سے لاوے
کہ اسکے دریاے سخاوت سے لب تر کرے اور شجاعت انسانی کو کیا امکان ہو جو اسکی
ثنا کے میدان پر اقدام کرے + ابیات + کیا تاب مجکو اور مری اس زبان کو +
حمد و ثنا مین اسکی کرین سلک گفتگو + اک حرف اوسکی وصل کا ہرگز نہو سکی + گر ہو زبان میرے
بدن مین ہر ایک مو + صورت کا انفصال ہیولے سے ہو تو ہو + لیکن کسی سے وصف کا
اسکو بیان نہو + ہزار ہزار شکر اوس کارساز حقیقی کا ہے جسنے اس عالم کون و فساد کو بندوبست
جزوی کو تدابیر منزل سے محکم اور ممالک ایجاد کو قوانین کلی کو سیاست مدن سے منتظم کیا

اور بہت سے آثار و حقائق دنیا رہے ہیں کیا وسیلہ نیز خواص مخلوقات کو ذریعہ تہذیب الاخلاق کے
مہذب و ... موجودات ہیں انکی تبعیت سے جواب کیا ہے ہمین لازم ہے کہ مقابل اس
نعمت عظمی کے سجدہ شکر کو بجا لاوین اور ہمیشہ اپنے اوقات کو درستی اخلاق مین مصروف
رکھین تا کہ ظلمات صفات رذیلہ سے بچ کر حسن اعمال کی صراط مستقیم پر جو موجب وصول مکان
مقصود کا ہے آوین لیکن پہچان اس راہ کی بے ہدایت انبیا و رسل کے نہین ہو سکتی پھر اوسمین چلنا
بغیر روشنی شمع نبوت کے ممکن نہین علی الخصوص تجلی انوار مشکوٰۃ ایوان رسالت کی اور پرتو
نورانی سے چراغ خاندان نبوت کے ہدایت کرنیوالے راہ اسلام کے تبانی تاری معنی کنت کنزاً
مخفیاً کے مضمون فخلقت خلقا کی باعث ایجاد عالم موجب افتخار بنی نوع آدم ختم الانبیا شافع الوریٰ
نبی اور رسول ہمارے محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو اس راہ سے بھٹکے پھر وہ کبھی +
نہ پہونچیگا منزل کو اے متقی + بحق رسول و بنی فاطمہ + خدا میرا ایمان پہ کر خاتمہ + مدح تیری صاحب
دام اقبالہ کی بعد اسکی بنا کلام کی اس امیر کبیر کی مدح سے ہے کہ شمع عدالت سے جسکی
شبستان عالم کی روشن ہوئی اور خارستان تظلم کا گلشن اوسکی سیاست کی دہشت سے
دزد پاسبان ہو رہا اور قزاق نگہبان فتنہ ایکبارگی جہان سے مرگیا اور امن و امان عالم
امکان مین جی اوٹھا ظلم اوسکے زمانے مین مجبور ہے اور عدل اوسکے دور مین مسرور مخالف اوسکی
دولت کے مقہور ہین محب اوسکے اقبال کے مشکور جس جگہ اوسکے نشان ایالت کے بلند ہووین
فتح و ظفر اوسپر آ سر گرین بلکہ وہ خود ایک فتح مجسم ہے کہ غنیم اوسے دیکھتے ہی اجل کے کونے مین چھپے
اور جہان اوسکے نقارے ریاست کے بجین حکومت وہانکی سامنے آ حاضر ہووے بلکہ وہ
عین حکومت ہے کہ عدو کے نظر پڑتے ہی داغ غلامی کا اپنی پیشانی پر کھینچے یہ باتین فقط دعوے نہین
بلکہ سب پر ہویدا ہے اسلیے کہ ایک ہی سال کے درمیان سلطان ٹیپو فرمان روا دکن کا باوجود
اس جاہ و ثروت کے برنہ آسکا اور مرہٹون نے ساتھ اس حشمت کے لاچار ہو صلح اختیار کی
باقی اور امرای ہند نے بھی اسکی اطاعت کو قبول کیا تا ہم یہ دولت خداداد ہے اور اقبال
روز افزون کس کا مقدور ہے جو دعوا مقابلہ کا کرے اور کسکو تاب ہے جو اسپر غالب ہووے
مثنوی کسی نے اگر اس سے دعوا کیا + پھر آخر کو خود وہ پشیمان ہوا + بلا اسکو کہنے کی کیا احتیاج +

خدا جسکو چاہے اوسیکا ہے راج ٭ بدرگاہ حق جو کہ مقبول ہے ٭ سبھی سامنے اوسکی معقول ہے ٭
خدا نے اوسے اسلیے سروری ٭ ہے بخشی کہ عالم کو ہو بہتری ٭ یہ سچ ہے کہ اقلیم ہندوستان ٭ ہوئی
اوسکے اقبال سے بوستان ٭ جہانتک تھا اس ملک کا انتظام ٭ انہانون محکم کیا سب تمام ٭ جو سرکش
تھے اوسکو ہوئے سب غلام ٭ رعایا ہین سب اوس سے راضی تمام ٭ ثنا خوان ہین اوسکے صغیر و کبیر ٭
ہے ممنون احسان امیر و فقیر ٭ پناہ اوسکی دولت کی جسنے ہے لی ٭ وہین ہوگیا دم مین سب سے غنی ٭
کسی پر کرے جو کرم سے نظر ٭ غلامی کرے اوسکی آسیم زر ٭ شاید کہ وہ جواہر دل ہے کہ واسطے انتظام
جزوی و کلی اس عالم سفلی کے عالم علوی سے اوسنے نزول فرمایا کہ وہ رب النوع ہے کہ اوس مبدا ے
حقیقی نے بنی نوع انسان کی پرورش کے لیے بھیجا الحمد للہ جب ایسے شخص کو تسلط ہو تو رفاہیت
خلائق کی کیون نہو اور گلشن امید صغار و کبار کے کس لیے نہ پھولین اور خاص و عام کی
خوشوقتی کے درخت کسواسطے نہ پھلین بیت خدا اوسکو سرسبز رکھے مدام ٭ کہ امن اوسکے
سایہ مین سب خاص و عام ٭ وہو الامیر الکبیر ملجا ر الغربا ملاذ الفقرا دار و مدار العلما بابہ
باب الفضلا الذی بیدہ مقالید انتظام الوری و بکفہ مفاتیح رتق و فتق البرایا
حامی الرعایا دافع البلایا الامیر ابن الامیر الذی لقبہ بالفارسیۃ ٭
زبدۂ نوینان عظیم الشان مشیر خاص کیوان بارگاہ انگلستان مارکوئس ولزلی گورنر جنرل بہادر دام ظلہ ابدا ابدا
بیت نت تجھے ہر صبح دولت ہوجیو ٭ شام غم دشمن کی قسمت ہوجیو ٭ صاحب مدرس تفریق
مبتدی مدرسہ عالیہ دام اقبالہ کی دعا ہے حق سبحانہ تعالی ذات خجستہ صفات مدرس صاحب عالی
جناب کی ہمیشہ اپنے سایہ فضل مین رکھکے حاجت روائے ارباب احتیاج کرے اور اوسکے آستان فیض
نشان کو جو معاش اہل فضائل ہے معاد اہل فواضل کا کرے صدمہ آفات سے محفوظ رکھے اور مدام اختر اقبال
اوسکا اوج ترقی پر ہو انقلاب حضیض سے محفوظ رہے آفتاب دولت اوسکا ہموارہ مشرق حشمت سے
طالع ہووے اور مہتاب سعادت کا علی الدوام مطلع جلالت سے ساطع تا کہ قران السعدین ہوا کرے مشتری
بخت اوسکا زہرائے اقبال سے قرین رہے جب تک کہ علامت کسوف و خسوف کی دکھائی دے دشمن اوسکا
محاق غم مین گرفتار ہووے تا زمان انقطاع دور افلاک کر دیا وے اوسکے مخالفون کو مقطوع ہووین
جب تک محیط اعظم محدود عالم رہے بد اندیش اوسکا محاط زندان آفت کا ہووے صاحب والا منش

معدن فرہنگ و دانش جامع الاخلاق نادر الآفاق نیک طینت صفا طبیعت عالی ہمت والا رتبت آئین آمین دوست خائن دشمن ضابط قوانین مدرسہ ادیب کامل محیط فضائل خدایگانی کپتان جمس موئٹ صاحب مدرس تفریق ہندی مدرسۂ عالیہ کہ ہین دام اقبالہ ابیات فلک پر تا رہی خورشید اور ماہ ٭ رہی تابندہ اوسکا اختر جاہ ٭ رہین جب تک کہ انجم ہین درخشان ٭ احبا اوسکی خوش اعدا پریشان ٭ رہی اقبال پر اوسکا تحکم ٭ غلامی اوسکی کرین غرو تنعم ٭ می گلفام عشرت کا جو نام ٭ تو ہووین اوسکی مہر و ماہ سی جام ٭ بیان اوسکی مروت کا کرون کب ٭ وہ اک دریا ہی خوشخوئی کا سب ٭ کھلین عشرت کی گل اوسکی چمن مین ٭ رہی نت عیش اوسکی انجمن مین ٭ الہی آسمان جب تک ہے قائم ٭ رہی ذات اوسکی دنیا بیچ دائم ٭ مجھی کیا تاب ہی جو اوسکی ثنا کرون اور اوسکی مدح مین دم بھرون بیت جو کرون اوسکی مین ثنا مین کلام ٭ ہی یقیناً ہنوز ہو نہ تمام ٭ کتاب کی ترجمے اور مصنف کی احوال کا بیان یہ دو تنخواہ سرکار فیض آثار کمپنی بہادر دام اقبالہ کا شیخ امانت اللہ مترجم تفریق ہندی مدرسی کا ہی جب اس بندی نی نسخہ ہدایت الاسلام کی جلد اول سی فراغت کی اوس صاحب ممدوح کی خدمت مین اظہار کیا ارشاد ہوا کہ تو اخلاق جلالی کا ترجمہ زبان ریختی مین کر اگرچہ یہ کتاب بغایت مغلق اور دقیق المضمون اول سی آخر تک تمام مسائل حکمی اور تدقیقات علمی سی مشحون ہی اور ترجمہ کرنا اوسکا مستلزم تجرید مادۂ جسمانی اور اسقاط قوای انسانی کا ہی لیکن بمقتضای نمکخواری کی صورت انکار کی مناسب نہ دیکھی آمدہ فضال حقیقی پر توکل کر کے اوسمین اقدام کیا لیکن اوسکی خطبی کے بدلے دوسرا خطبہ علیحدہ لکھکر ضمیمہ اس ترجمی کا کر کے حکمت عملی کی تقسیم سی شروع کیا اور حتی المقدور اوسکی تسہیل کرنے مین کوتاہی نہین کی مگر ان اصطلاحون کا جنکا ترجمہ اس زبان مین ممکن نہین انشاء اللہ تعالی بعد اتمام کے ان اصطلاحون کی تفسیر اشاری و کنایی سی کر کے جدی ایک فرہنگ مختصر تخمیناً مقدار دو تین جزکی آخر کتاب مین ملحق کیجایگی جس کسیکو کسی لفظ مین شبہہ ہو تو اوس فرہنگ مین دیکھ لیوے اور جابجا کچھ زیادتی کر کے ترجمہ لفظی چھوڑ سہل ہونی کے لیے مطلب بیان کر دیا ہے پر ترتیب اس ترجمی کی باعتبار ابواب و فصول کی مطابق اصل کتاب کے باقی رہی نام اسکا جامع الاخلاق رکھا لیکن اون بزرگون سی جو مذاق علمی رکھتی ہین یہ عرض کرتا ہون کہ جسوقت اسکو ملاحظہ کرین تو بمقتضای الانسان مشتق من النسیان کہ اگر کہین سہو یا خطا دیکھین

تو مہربانی سے اوسکی اصلاح پر سعی کرین اور زبان طعن کی اس قلیل البضاعت کے اوپر نہ کھولین
فرد وہ کونسا بشر ہے کہ جس سے خطا نہو ۔ بالفرض اگر کمال ہین وہ بو علی بھی ہے ۔ توکلت علی اللہ و ہو
حسبی و نعم الوکیل تقسیم جب کہ مقاصد اس کتاب کے قواعد حکمت عملی کے ہین اور وہ عبارت ہے احوال
نفس ناطقہ انسانی کے جاننے سے اس اعتبار پر کہ اچھے یا برے افعال اوس سے ہوسکین تا اس علم کے
سبب بری صفتوں سے چھوٹ کر اچھی خصلتون کی آرایش سے آراستہ ہووے اور حسن کمال کی طرف وہ
متوجہ ہو اوس سے حاصل ہووے افعال دو قسم کے ہین ایک وہ ہے جو ہر ایک شخص سے علاقہ رکھے اوسے علم اخلاق
و فرہنگ کہتے ہین دوسرے وہ جو ایک جماعت سے تعلق رکھے اوسکی بھی دو قسمین ہین ایک وہ ہے کہ علاقہ اون
لوگون سے رکھے جو ایک حویلی مین ایک ساتھ گذران کرتے ہین اوسکو علم کدخدائی اور بند و بست خانہ داری
کہتے ہین دوسرے وہ کہ تعلق رکھے اون آدمیون سے جو ایک شہر یا ایک ملک مین رہتے ہین اس علم کا
نام ملک داری اور سیاست مدنی ہے پس بالضرور مقاصد اس کتاب کے کہ موسوم بلوامع الاشراق
فی مکارم الاخلاق ہے تین قسمون کے درمیان منحصر ہوئے ہر گاہ کہ طریقہ تدوین کے مقتضی اسکے ہین کہ مقدمہ کو
جو مشتمل ہے تھوڑی سی ایسی یقینی باتون پر کہ فن مقصود سے علاقہ رکھین اور شروع کرنیوالے کی آنکھین اونسے
کھل جائین اور مقاصد کے تحصیل کرنے کے لیے اوسکی اعانت ہو مطالب کے اوپر مقدم کیجیے اسواسطے
ترتیب اس کتاب کی ایک مطلع پر جو عبارت ہے مقدمہ سے بیچ بیان کرنے ان باتون کے اور تین لامع پر
ان تینون مقصدون کے مقرر ہوئی اور ابواب و فصول کی تعبیر لمع اور مانند اوسکے سے کی گئی لیکن
توفیق اسکی اللہ ہی سے ہے اور ہم اسکے سوا کسی کی عبادت نہین کرتے اور کمک نہین چاہتے مگر اوسی سے

مطلع حق سبحانہ تعالی نے فرمایا ہے کہ مین نے آسمانون اور زمین کو اور اونکو جو اون دونون کے
درمیان ہین بطریق بازی کے پیدا نہین کیا اور فرمایا ہے کہ کیا تم گمان کرتے ہو کہ ہمنے تمکو عبث پیدا کیا
حالانکہ ہماری طرف رجوع کروگے یہ خلاصہ تقریر اور یہ ترجمہ بدون تصرف کے ہے ان دونون
نیر مقدس کے پرتو سے منظر تحقیق کے دیکھنے والون کو یہ معنی نظر آتے ہین کہ عالم کون و فساد کے ذرون اور
جہان امکان کی حقیقتون کو جنھین شہرستان عدم سے لا کر کرسی وجود پر جلوہ دیا اور ایک آیت کے
گلگونہ سے جسکے معنی یہ ہین رنگ خدا کا ہے اور کون شخص خدا سے رنگریزی مین بہتر ہے آراستہ
کرکے معرض ظہور مین لایا بموجب اس آیت کے جسکا مضمون یہ ہے ہر شے کو اوسکی پیدایش عطا کی

پھر ہدایت کی ہر ایک کی ایک غایت اور ایک مصلحت ہے ہوا وسکے نتیجے کو برابر ہے اگرچہ فعل جواد مطلق
اور فعال برحق کا معلل بالغرض نہین ہی پر حکمت و مصلحت اور نہایت نتیجہ سے خالی بھی نہین چنانچہ یہ دونو نا
مقدمے علم الٰہی مین یقینی دلیلون اور روشن حجتون سے ثابت ہو ذریت اور انسان کے پیدا کرنے کی غرض
جو خلاصہ امکان اور عین اعیان اور خاصہ جہان کا ہے خلافت الٰہی ہے چنانچہ معنے آیہ کریمی کو بے شبہ
مین زمین پر خلیفہ پیدا کرونگا اور مضمون اوس آیت کا جسکے معنے یہ ہین وہ خدا ایسے ہے جسنے تمکو زمین
خلیفہ کیا خبر اوسی دیتی ہین اور اوس آیت کے درمیان جسکے معنی یہ ہین کہ تحقیق ہمنے امانت کو
آسمانون اور زمین اور پہاڑون کے نزدیک ظاہر کیا اوسھون نے اوسکے اوٹھانے سے انکار کیا اور
اوس سے ڈری پر اوٹھایا اوسکو انسان نے تحقیق وہ اپنے اوپر بہت ظلم کرنیوالا اور بڑا نادان تھا
اگر امانت کو عقل یا تکلیف شرعی سے تعبیر کرین جیسے مشہور تعبیرون مین مذکور ہے تو اول صورت پر
فرشتے اور جن انسان کے ساتھ عقل مین شریک ہین اور ثانی وجہ پر تکلیف شرعی مین جن اور
آدمی برابر ہین پس بار امانت کا اوٹھانا مخصوص انسان ہی سے نہین حالانکہ آیت کی روش سے
تخصیص انسان کی مفہوم ہوتی ہے جیسا کہ یہ ظاہر ہے پس اولی یہ ہے کہ تعبیر اوسکی خدا کی نیابت
سے کیجیے کیونکہ اس بار عظیم کے اوٹھانے کے لائق انسان ضعیف البنیان کے سوا کوئی نہین **بیت**
ہستی کا اپنی بوجھ نہین گراوٹھا سکون ✤ پر بار عشق سے مجھے انکار ہی نہین ✤ **فرد** آسمان بار امانت کو
اوٹھا جب نہ سکا ✤ قرعہ تب نام سے پھینکا ہے بنی آدم کے ✤ رتبہ خلافت مین انسان کا مستحق ہونا
اسلیے ہے کہ وہ کمال کی جہت سے ہر طرح کی صفت کے قابل اس طور سے ہے کہ خدا کی ہر ایک قسم کے
وصف کا جو اس عالم کے بند و بست کا مدار ہے مظہر ہو سکتا ہے اور عالم صورت و معنی کا انتظام کر سکتا
کیونکہ فرشتون کو اگرچہ قوت روحانی اور اوسکے لوازم جیسے انوار علمی اور توابع اوسکے ذات عقلی ہے
بحسب پیدایش کے حاصل ہین پر آلات جسمانی اور اسباب مدنی سے جو مدار تحمل خلافت کی ہین
بالکل بے نصیب ہین اور اجسام فلکی کے اگرچہ قواعد حکمت کے رو سے نفوس ناطقہ ہین لیکن کمالات
اونکے فطری ہین اور بدن اونکے کیفیت اور طبیعت مختلف سے خالی ہین اور ایک ہی مقام اور ایک ہی مرتبہ کے
سوا دوسرے مقام اور مرتبے کو نہین پہونچ سکتے اور نقص و کمال کی صفت سے بھی عاری ہین اور
احوال اونکے ایک ہی طور کے سوا نہین اور عالم علوی و سفلی کی سب حقیقتون کا احاطہ بھی نہین کر سکتے

بخلاف پیدایش انسانی کے کیونکہ وہ جمیع اطوار پر قادر اور ہر مقام کا سائر ہے پہلی ابتداء وجود مین وہ مرتبۂ جمادی سے مرتبۂ نما کو اور نما سے مرتبۂ حیوانی کو پھر وہان سے درجۂ انسانی مین پہونچا پھر جب لباس اعتدال فراجی اور حلیۂ تعدیل قوای جسمانی اور نفسانی سی آرایش پاوے تو بدن اور روح کی جہت سی اجرام فلکی کے سات مشابہت پیدا کرے کیونکہ دو ضدون کے درمیان آنا اونسے چھوٹ جانے کے برابر ہی پھر بسبب اس لطیفۂ روحانی کے مانند نفوس فلکی کی آئینۂ دل مین صورت حال و ماضی و استقبال کی مشاہدہ کرے یہ مرتبہ یا اسلیے ہی کہ وہ عالم مثال سی جو اساطین حکما کے نزدیک حکمت بیانی وعیانی سی ثابت ہی آگاہ ہو جاتا ہی یا اسواسطے کہ پرتو صورت قدسی کا نفس ناطقی کی شمع روشن سی اوسکی چراغ خیال مین آتا ہی پھر تمثیل اوسکی بطور صورت جسمانی کی جیسی آئینہ کی درمیان عکس نظر آتا ہی چنانچہ بعضی حکیمونکی رائی اسطرف گئی ہی مشاہدہ کرتا ہے اور جب اس مرتبہ سی ترقی کرکے نفی ماسوا اللہ کا یقین حاصل کرے اور ہمت کے پانون سے معراج تقدس پر جاوے اور شاہد حقیقی کے جمال کو مشاہدہ کرے تب مقرب فرشتونکی زمرے بلکہ برتر نگہبانون کی صف مین داخل ہووے سات اسکی مقصور ایک مقام میں بھی نرہے بلکہ جہان چاہے وہان بار اوتارے **ابیات** ہوا ہی دل میرا قابل ہر ایک صورت کی + نہین ہے فرق یہان دیر اور حرم کے بیچ + قبول مین نے کیا جب سی عشق کا مذہب + جدائی مین نے یہان دیکھی ہی صنم کے بیچ + اور آدمی سب سی اہل سنت اور جماعت کی امامون نے جو گروہ خلق اللہ کے مالک ہین اسپر اتفاق کیا ہی کہ خواص آدمی خواص فرشتے سے افضل ہین **بیت** ہو آدمی جو کبھی تو ملک سی درگذرے + کہ سجدہ گہ ہی فرشتون کی آدم خاکی + لیکن عوام بشر اور عوام فرشتونکی درمیان اختلاف کیا بعضی کہتے ہین کہ عوام آدمی افضل ہین چنانچہ علم کلام کی مشہور کتابون مین مذکور ہی اور بعضی برعکس اوسکی کہتے ہین پر خواص فرشتون کی افضل ہونے مین عوام آدمی سے کچھ شک نہین اور حضرت مرتضی علی رضی اللہ تعالی عنہ سی جو مدینۂ علم کی دروازے ہین اور دروازہ اونکا یقین کی طلب کرنیوالونکا مرجع ہی منقول ہی کہ اللہ تعالی نے فرشتون کو عقل بدون خواہش اور غضب کی دی ہی اور حیوانون کو خواہش اور غضب بغیر عقل کی عنایت کی اور انسان کو دونون بخشے اگر انسان اپنی حرص اور غضب کو تابع عقل کی کرکی کمال عقلی کی مرتبہ کو پہونچے تو مرتبہ اوسکا فرشتونکی

مرتبے سے برتر ہوئے کیونکہ انسان باوجود اتزاحم موانع کے اپنی سعی اور کوشش اختیاری سے مرتبۂ کمال کو پہونچا بخلاف فرشتون کے اس لیے کہ مرتبۂ کمال مین انکا کوئی مزاحم نہین بلکہ اسمین کچہ انکا اختیار نہین اور جو عقل کو مغلوب ہوا حرص اور غضب کا کرے تو چارپایون کے مرتبے سے بھی اوتر جاے اسواسطے کہ وے بسبب کم عقلی کے فرمانبردار شہوت و غضب کے ہوسکتے ہین بنابر اسکے تحصیل کمال سے معذور ہین بخلاف آدمی کے قطعہ آدمی زادہ طرفہ معجون ہے ٭ ہوا پیدا املاک و حیوان سے ٭ گر کرے خواہش اسکی اوس سے گھٹے ٭ جو کرے میل اوسکی سے ہی بڑہے ٭ فرشتون پر انسان کی ترجیح دینے مین حکیمون سے جو خلاف کہ منقول ہے اوسکے اوٹھانے اور فریقین کی باتون کی تطبیق دینے کے لیے صاحب اصطلاحات یعنی شیخ عبد الرزاق صوفی نے یہ تقریر کی ہے کہ شرافت غیر ہے کمال کی کیونکہ سلسلۂ ایجاد مین شرافت ہر ایک شخص کی بحسب قرب مرتبے کے ہے اس مبداء حقیقی کے ساتہ اور مطابق غلبۂ روحانی اور صفاء قلبی کے جو لازم اوسکے ہے اور کمال بسبب جامعیت کے ہے پس فرشتے اگرچہ بنابر قلت اسباب اور کثرت احکام تجرد کے انسان سے اشرف ہین لیکن انسان جامعیت اور احاطۂ کمال کی جہت انسے افضل ہے اور دونون فریقون کی باتون کو اگر ایک ہی تقریر پر قیاس کرین تو اختلاف اتفاق سے بدل جاے اور نزاع درمیان سے اوٹھے لیکن توفیق اوسکی اللہ تعالی ہی سے ہے تنویر انسان کی خلافت کی تحقیق دو چیز پر موقوف ہے ایک حکمت بالغہ جو عبارت ہے کمال علمی سے دوسری قدرت فاضلہ کہ عبارت کمال علمی سے ہے لیکن یہ بات اوس صورت مین بنتی ہے کہ حکمت کی تعبیر اس طور سے کرین کہ وہ فقط علم ہے احوال موجودات کا اور عمل کو اوسکی حقیقت سے خارج رکہین لیکن اوس صورت پر جو تعریف اوسکی کرین کہ وہ عبارت ہے نفس ناطقہ کے پہونچنے سے اس کمال کو جو علم و عمل کی دونو جانب مین اوسکے ممکن ہے تو احتیاج دوسری قید کی نہین اسلیے کہ اسصورت مین عمل حکمت کی حقیقت مین داخل ہے اور یہی تفسیر بہتر ہے کیونکہ وہ اصل معنی کے موافق ہے اسواسطے کہ اصل لغت کی رو سے حکمت کے معنے سچ بولنا اور اچہا کام کرنا اور نص قرآنی بھی جسکے معنے یہ ہین کہ جس شخص کو حکمت عطا کیجاے تو بیشبہہ اوسے بہت بہتری دیجاے اس معنی سے مناسبت رکہتی ہے اور تفسیر اول پر مانند اوس آیت کی جسکا مضمون یہ ہے کہ تحقیق بدرستیکہ ہم نے

علیم حکیم ہے الفاظ مترادف کی عطف کی قسم سی ہے اور شک نہین کہ قیاس کرنا اوسکا تاسیس پر
تاکید سی اولی ہی اور حکیمون نی حکمت کی تعریف مین جو کہا ہی کہ وہ اللہ سی مشابہت پیدا کرتی ہی
سو تفسیر ثانی ہے کیونکہ بدون اخلاق الہی کے تشبیہ تمام نہین ہوتی اور یہ بات ثابت ہے
کہ آدمی فقط علم سے بغیر عمل کے درجۂ کمال کو نہین پہونچتا چنانچہ حدیث نبوی علیہ افضل الصلوٰۃ
والسلام ہے کہ علم بدون عمل کی وبال ہے اور عمل بدون علم کی ضلال اور پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ
والسلام نی علم بی عمل سے خدا کی پناہ مانگی اور فرمایا ہی یا پروردگار مین اس علم سے تیری پناہ لیتا ہون
جو نفع نہ بخشی پر مراد اس علم سی جو حکمت کی تعریف مین مذکور ہی صرف یاد کرنا اون باتونکا نہین جو کتابونمین
مشہور ہین بلکہ اصل مطالب کی تفتیش کرنی خواہ نظر ظاہری اور استدلال سی حاصل ہووی جیسی وہ طرز
اہل نظر کا ہی اونکو علما کہتے ہین یا تصفیہ باطنی اور استکمال کی روسی حاصل ہووے چنانچہ یہ راہ
اہل فقر کی ہے اونکو عرفا اور اولیا کہتی ہین پر حقیقت کی روسی دونون فریق حکیم ہین لیکن فریق
ثانی جب کہ محض بخشائش ربانی سی درجۂ کمال کو پہونچا اور مکتب سی اسلئے کہ سکھایا ہین نی اوسکو
اپنی علم مین سے سبق پڑھا اور اوس راہ مین شک کے کانٹی اور بگولی وہم کے کمتر ہین اور یہ راہ
نبیون کی وراثت کی طرف کہ وی لوگ برگزیدی خلائق کی ہین بہت ہی نزدیک ہی اسلیے وے
سب سے اشرف اور اعلی ہین غرض وی دونون راہین مقام مقصود مین پہونچانیکو اچھی ہین اونکی
طرف سبکی بازگشت ہی پر محققون کے نزدیک اون دونون طریقونکی بیچ کچھ اختلاف نہین ہے
چنانچہ منقول ہی کہ شیخ عارف محقق پیشوا ارباب مشاہدی کی برگزیدی عین الانسان کی شیخ ابوسعید
بن ابوالخیر کو متاخرین حکیمون کے امام شیخ ابوعلی بن سینا سی قدس اللہ تعالی روحہما اتفاق
صحبتی کا ہوا بعد انقضای مجلس ایک نی کہا جو وہ جانتا ہی سو مین دیکھتا ہون دوسری نی کہا
جو وہ دیکھتا ہے سو مین جانتا ہون حکیمون مین سے کسی نی اس طریق کا انکار نہین کیا بلکہ
اوسکو ثابت کیا ہی چنانچہ ارسطاطالیس کہتا ہی یہ مشہور باتین مرتبۂ مقصود کی لیے زینے کی
مثال ہین پس جسنی ارادہ کیا کہ اوسے حاصل کرے چاہیے کہ اپنی واسطی دوسری فکر پیدا کرے
اور افلاطون الہی نی فرمایا ہی کہ مجھے ہزار مسئلے ایسی حاصل ہوے کہ اونپر کوئی دلیل نہین ہی
اور شیخ ابوعلی اشارات کی مقامات العارفین مین نمط فرماتی ہین جو چاہے کہ اونھین پہچانے

پس چاہیے کہ درجہ بدرجہ ترقی کرے یہان تک کہ صاحب مشاہدہ سے ہووے نہ اہل مشافہہ سے اور نہایت کے
پہونچنے والون مین سے ہووے نہ نقطۂ خبر کرنے والون مین سے اور حکیم شیخ شہاب الدین مقتول جو
قدیم حکیمون کی رسومات کے زندہ کرنیوالے ہین تلویحات مین نقل کرتے ہین کہ مین نے جلسۂ لطیفہ
مین جیسے اس فریق کی اصطلاح مین غیبت کہتے ہین ارسطو کو دیکھا اور ادراک کی تحقیق مین جو
حکمت کے مشکل مسئلون مین سے ہے کئی باتین اوس سے مین نے پوچھین اوسنے اپنے اوستاد افلاطون کی
مدح شروع کی اور بہت سی تعریف اوسکے کمال کی کرنے لگا تو مین نے پوچھا کہ متاخرین حکیمون مین سے
کوئی اوسکے برابر تھا کہا کہ نہین بلکہ ستر ہزار ٹکڑون مین سے ایک ٹکڑا بھی نہین پھر اہل اسلام کے
بعضے حکیمون کی پوچھی پر کسی کی طرف اوسنے التفات نہ کیا پھر احوال ارباب کشف و مشاہدہ کا جیسے
جنید بغدادی و ابویزید بسطامی و سہیل بن عبد اللہ تستری ہین مذکور ہوا کہا اوسنے کہ وہی بے شبہہ
حکیم ہین لیکن اوس راہ کے درمیان بہت سے خوف اور خطرے ہین کیونکہ وسوسے اور فریب و خیال
فاسد طلب کے بیابان کے چلنے والے کو حیران اور سرگردان رکھتے ہین اور بڑا فساد یہ ہے کہ تھوڑی
نمایش سے جسطرح میدانون مین سراب نظر آتا اور پیاسا اوسکو پانی سمجھتا ہے یہان تک کہ جب اوسکے
نزدیک آیا تو کچھ نپایا طلب کی راہ سے رہ جاتے ہین پھر جب اونکو اصل حقیقت پر تنبیہ ہوتی ہے تو حسرت
اور ندامت کے سوا کوئی چیز اونکے ہاتھ مین لگتی بیت اس دشت مین بس دور لب آب ہے
طالب ✤ ہشیار ہے تجھے غول بیابان کا نہ بہکاے ✤ میدان کے طے کرنے والے بہت ہین پر منزل کے
پہونچنے ہارے تھوڑے اور اس راہ کے دکھانے والے جو عبارت مرشد کامل سے ہے کم ہوتے ہین اور
ہونے سے بھی پہچان اونکی محال یا مشکل ہے کیونکہ کمالات انسانی کو سواے صاحب کمال کے
نہین پہچانتا اور جوہر کی قیمت بدون جوہری کے کون جانتا بیت ہدہد و سیمرغ کے قصے سے
واقف کون ہے ✤ ہان مگر جو اون پرندون کے سمجھتا ہے کلام ✤ اور اکثر آدمی تصویر طمع پر
بھول جاتے ہین اسیلے اس معشوق اصلی کے جمال سے محروم رہتے ہین بیت خرمہرے کو
مقابل یاقوت دے کرین ✤ سنگ سیہ سے چاہین کہ سونا خرید لین ✤ اور کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے
کہ مبتدی فریب کھاکر اپنی نقد عمر کو کسی ناقص کی خدمت مین اوسے کامل جان کر رایگان کر دیتے ہین
نادان گمراہون سے ہم خدا کی پناہ چاہتے اسواسطے اکثر علما آدمیونکو نظر و فکر کے طریقے کی ترغیب دیتے ہین

حالانکہ تصفیہ باطنی کی طریقون بھی اعتدال اوسکی ہے کیونکہ سالک اگر علم رسمی سی با اطل بالتصدیق ہو تو افراط
و تفریط کی گرداب سی بچ نہین سکتا اور شریعت و حکمت کی برخلاف سی خالی نہین رہتا اور نہ جانا ہے
کہ بسبب اپنی نادانی کے ریاضت کی حد اعتدال سی رہ جای یا بڑھ جای یہان تک کہ اسکے مزاج مین
خلل لازم آوے اور استعداد اوسکی باطل ہوو ی اسیواسطی جن و انسان کی ہدایت کرنیوالے
علیہ و آلہ افضل التحیۃ والسلام فرماتے ہین کہ خدا تعالی جاہل کو ہرگز اپنا دوست نہین کرتا اور دوسری
حدیث مین آیا ہی کہ میری پیٹ کو دو آدمیون نی توڑا عابد جاہل اور عالم فاسق تبصرہ جب کہ معلوم
ہوا کہ انسان کے پیدا کرنی سے غرض خلافت الہی ہی اور تحقیق اوسکی علم و عمل پر موقوف ہے
پس جو علم کہ وسیلہ اس کا ہو سکتا ہی وہ اور سب علمون کی نسبت سی نہایت مقصود ہوگا سو حکمت
عملی ہی کہ اوسی طب روحانی کہتے ہین کیونکہ اوسکی پہچان سی اعتدال خلقی پر جو صحت بدنی کے
برابر ہے قادر ہو سکتا اور اوسکی سبب بری خصلتون سی چھوٹتا ہی جیسی صحت بدنی کی احتیاط سی
مرض و بیماری سے بچ رہتا ہے اور تفصیل کلام کی اس مقام مین اسطور سی ہے کہ شرافت
ہر ایک علم کی اسکے موضوع یا اوسکی غرض منفعت کی شرافت یا اوسکی دلیل کی استواری سی ہی
اور یہ علم ان تینوں اعتبار سے اشرف ہی کیونکہ موضوع اوسکا نفس ناطقہ انسانی ہے اس روسے
کہ اچھے یا برے کام اوسکے ارادے سے اوس سی ہووین اور نفس انسانی کی شرافت
سابق تقریرون کی نحو اسے معلوم ہوئی ہے اور غرض اوسی کمال نفس انسانی کا ہے اور دلیل اس
منفعت کی زیادہ اوس سی ہے کہ نفس انسانی جو چارپاے اور درندون کے مرتبہ بلکہ اوس سی بھی
فروتر ہے اس علم کے وسیلے سی فرشتی سی بھی رتبہ عالی کو پہونچتا ہے اسیواسطی بعضی بزرگون نی
اوسکو اکسیر اعظم کہا کیونکہ انسان جو سب سی ناقص ہی اس علم کی سبب اس مرتبہ کو پہونچتا ہی جو سب
موجودات امکانی سے اشرف ہی اسیواسطی اون قدیم حکیمون نی جنھون نی پرتو حکمت کا نبوت کی
روشن شمع سے لیا تھا فضیلت کی طلب کرنیوالون کو پہلے علم اخلاق کی پڑہنی کے لیے پھر علم منطق
کی بعد اوسکی علم ریاضی اور علم طبیعی کے اون کی بعد علم الہی کے واسطے ارشاد فرمایا پر حکیم بو علی مسکویہ نی
ریاضی کو منطق پر مقدم رکہا ہے اور یہ راہ مطلب کی طرف بہت نزدیک ہی کیونکہ علم ریاضی کی
مشاقی سی نفس انسانی خوگر یقین کا ہوتا اور قوت استقامت اور استقلال کی اوسکو حاصل ہوتی ہی

او بتکلف وتحقیق و تعسف و تدقیق کی درمیان تفرقہ کرنی شعور اوسکا ہوتا ہی اور اکثر منطقی جو علم ریاضی در
ناواقف ہین اون صفتون کی برعکس موسوم ہوتی ہین بلکہ شور و شغب اور جنگ وجدل ہی کو کمال
جانتے اور نہایت تحقیق کو مغالطہ اور شک خیال کرتی ہین اور اسی سبب افلاطون نی اپنی دروازہ پر
لکھدیا تھا کہ جو شخص علم ہندسہ نجانے وہ میرے گھر نہ آوے غرض سب حکیمون کی نزدیک علم
تہذیب الاخلاق کا تمام علمون پر مقدم ہے اور بقراط حکیم نی کہا ہی جو بدن کہ اخلاط فاسدہ سے
خالی نہین جتنا تو اوسی کھانیکو دیوے اوتنی ہی اوسکی بیماری بڑھاوے یہ اشارہ اوسکی
طرف ہے کہ جو شخص بدخلقی سے چھوٹا نہین سیکھنا اوسکا علم حکمت کو سبب اوسکی زیادہ فساد کا
ہوتا ہے اسیواسطے اوسکی مزاج مین غرور اور تکبر آتا ہی اور بھلے آدمیون کی ایذا اور بڑے
فاضلون سے لڑنی کو تیار ہوتا تحقیق اوسکی یہ ہی کہ اکثر طالب العلم جو جنگ و جدل و حیلہ جوئی سے
باز نہین رہتی سبب اوسکا یہ ہے کہ اس آیہ کریمہ پر جسکے معنی یہ ہین کہ تم اپنی گھرون مین انکے
دروازون سی آو عمل نہین کرتے اور پہلی ہی سے درستی اخلاق کی سعی نہین کرتے اور انھون نی
فقط سنا ہی کہ حکمت تقلید کی قید سے چھوڑاتی اور پایہ تحقیق کو پہونچاتی ہے پر اوسکی معنے کو
نہ سمجھکر اپنی خیال باطل سے کہتی ہین کہ حکمت شرع کی احکام اور دین و مذہب کی قوانین سے
باز رکھتی اور وی ہوا و حرص اور اپنی طبیعت کی خواہشون کے تابع ہوکر شرع کی رسومات سے
جو راہ طلب کی چلنے والونکی ہتھیار ہین بی نصیب ہوکر منہ کھلی چارپایون کی مثال آب و دانہ کی
طرف دوڑتی ہین اور درندون کی مانند اپنی ہمسرونکی ایذا کی لیے اور سلف کی بزرگونکی اوپر
طعن کرنیکو جنکی شکرگذاری طلب کرنیوالون پر واجب ہی دانت پیستی اور منہ کھولتی ہین
اور اپنی عقل کی کوتاہی سی اصل حقیقت کو نہ سمجھکر مانند اون لوگون کے جنھین شیطانون نی
دنیا مین گمراہ کیا ہے حیران رہتے وی تھکے تبکی سی نہ ادہر کی ہین نہ اودہر کی اور اوسی کا
ثمرہ ہی کہ حکمت جو خمیرہ ربانی اور چشمہ زندگانی ہے اور قرآن و حدیث کی اکثر موضع مین بھی
اوسکی تعریف ہی اون کوتاہ ہمتون کی بدخوئی سے مصرع بدنام کرنی والی ہین وی نیکنام کو
محل طعن کی ہوتی حق تعالی ہمین اور سب مسلمانون کو اونکی بہتان اور اونکی فعل اور اعتقاد
کی لغزش سی نگاہ رکھی اور ہر بات کی کمک خدا ہی سی ہے کشف غطا یعنی شک کا پردہ اوٹھانا

شاید کہ پردہ شبہہ کا طلبگارون کی چشم بینا کو جملۂ ارشادکی ان دوشیزۂ عروسون اور پاکیزہ دلہنونکی دید کا مانع ہو اور اسلیے پہلے واجب ہی کہ تقریر شبہہ کی کیجیے پہراوسکے اوٹھانی کی سعی تقریر شبہہ کی اسطور سی ہے کہ منفعت اس فن کی اسوقت متحقق ہووی کہ اخلاق تغیر و تبدیل کی لیاقت رکہین لیکن ظہور اوسکا پردہ خفا مین مستور ہی اور پیغمبر کی اوس حدیث سی جسکی معنے یہ ہین کہ جب سنو تم کہ پہاڑ اپنی مکان سی ٹل گیا تو یقین جانیو اور اگر سنو کہ مرد اپنی خو سی باز رہا تو باور نہ کیجیو کیونکہ جس چیز کے ساتہ وہ پیدا ہوا ہے جلد اوسکی طرف رجوع کریگا صریح معلوم ہوتا ہی کہ اخلاق زوال پذیر نہین اور قوانین حکمت سی بہی معلوم ہوتا ہی کہ خلق تابع مزاج کہ ہے اور مزاج متبدل نہین ہوتا اگر کوئی اسبات سی انکار کری اور کہے کہ مزاج قابل تبدیل ہی کیونکہ ہم دیکہتی ہین کہ مزاج ایک ہی شخص کا ہر سال بلکہ ہر وقت مین مختلف ہوتا ہے تو جواب اوسکا یہ ہے کہ ہر ایک شخص کی لیے ایک عرض مزاج متوسط ہی افراط کی ایک حد معین اور تفریط کی ایک حد معین کی بیچ چارون کیفیتون مین سے ہر ایک کیفیت مین اور ممکن ہی کہ اوسکی عرض مزاج کو ہمیشہ ایک ایسی خو لازم ہو کہ اوسکی جانی سی مزاج شخصی اوسکا جاتا رہے کیونکہ رہنا اوسکا بغیر اوسکی محال اب اوس خو کی دور کرنے کا قصد کرنا سراسر عیب ہی مصرع کہ دہونی سے زنگی نہووے سفید ✤ اور حدیث نبوی مین واقع ہی کہ آدمی سونے روپے کی کہان کے برابر ہے جو ایام جاہلیہ مین اچہی ہین سو زمان اسلام مین بہی اچہی ہین جب سمجہین یہین سی معلوم ہوتا ہی کہ اصل فضیلت کی سرشت کی پاکیزگی اور جوہر خلقی کی صفائی ہے اور کثافت ذاتی اور خساست اصلی کی ساتہ اوسکی تکمیل کی سعی کرنی ویسی ہی جیسی کوئی شیشی کو جلا دیکر چاہی کہ لعل و یاقوت کی درجے کو پہونچاوے یا لوہی کو صیقل کرکے سونے اور روپے کے مرتبے مین لاوی اور یہ خیال محال ہے بیت جام جم کا جوہر طینت ہی اور ہی کان سی ✤ تو توقع کوزہ گر کی گل ہی کیون رکہتا ہی بس ✤ یہی تقریر شبہہ کی تفصیل کی روسی ہی اوسکے اوٹہانی کی لیے تمہید ایک مقدمہ کی ضرور ہے وہ یہ ہے کہ خلق نام ہی ایک ملکہ کا جو نفس انسانی مین ہے کہ یہ سبب اوسکی صدور فعل کا اوس سی بطریق سہل بغیر فکر و اندیشہ کے ہوتا ہی اور ملکہ نام ہی ایک کیفیت راسخ کا جو نفس انسانی مین ہے پر حکمت نظری سی معلوم ہوا ہی کہ کیفیت نفسانی اگر سریع الزوال ہو اوسکو حال کہتے ہین اور جو بطی الزوال ہو تو ملکہ اور خلق جو نفس انسانی مین پیدا ہوتا ہے اوسکا سبب

دو چیزین

دو چیزین ہین پہلی طبیعت چنانچہ مزاج شخصی اصل پیدایش مین ہو جیسے یہ کہ استعداد کیفیت ظاہری
اوس مین زیادہ ہو تاکہ اوس سبب سے ... کیفیت ہو وہ منقلب ہو رہے جیسا مزاج شخصی
غضب کا گرم وخشک اور شہوت کا گرم تر اور نسیان کا سرد وتر اور بلادت کا سرد وخشک ہی
تفصیل اسکی حکمت اور طب کی کتابون مین ظاہر ہی دوسری عادت وہ یہ ہی کہ کوئی شخص ابتدا اپنی
اپنے اختیار کے ساتھ ایک فعل کو بار بار کرتا ہی تو کہ ایسا ہوتا ہی کہ وہ کام بغیر فکر واندیشہ کی آسانی
اوس سی ظاہر ہوتا ہی اب وہ فعل گویا بطریق خو کی ہو گیا اور بعضی یہ کہتے ہین کہ سب اخلاق طبیعی ہین یعنی
طبیعت کی خواہش سی اور قابل زوال کی نہین چنانچہ شیخ کی تقریر مین مذکور ہوا اور ایک گروہ
اسپر ہی کہ بعض خلق طبیعت کی اقتضا سی ہی وہ قابل زوال کے ہین اور بعض بطور عادت کے
اور قابل زوال کی ہی اور ایک فریق یہ کہتا ہی کہ کوئی خلق نہ طبیعت کی خواہش سی ہی اور نہ اوسکے
مخالف بلکہ نفس انسانی پیدایش ہی مین تقاضا کی دو توجہ کو قبول کرتا ہی جسکو اپنی مزاج کی
موافق پاتا ہی اوسی بآسانی قبول کرتا ہی اور جسکو مخالف اسکو بدشواری اور ایک جماعت اسکی
قائل ہے کہ آدمی اصل فطرت سی بہتر اور نیک ہی لیکن ہوا وحرص اور شہوت پرستی اور برے
کامون سی بدخو اور شریر ہوتا ہے پر قدیم حکیمون سی ایک گروہ برخلاف اسکی ہے اور یہ کہتا ہی
کہ انسان اپنی سرشت مین طبیعت کی گردی سی پیدا ہی اور نفس انسانی اپنی ذات مین ایک نور ہی
تاریکی سی ملا بس اوسکی طینت ہی مین شر لگا ہوا ہی لیکن بسبب تعلیم وتادیب کی اچھا ہوتا ہی اگر
تاریکی اوسکی روشنی پر غالب ہو اور جالینوس یہ کہتا ہے کہ بعضی آدمی اپنی پیدایش مین نیک ہین
اور بعضی بد اور بعضی دونون کی قابل اور وہ اپنی مذہب کی ثابت کرنی کی لیے یہ دلیل لاتا ہے
کہ اگر تمام آدمی اپنی سرشت ہی سے نیک ہوتے اور شرارت اون مین عارضی ہوتی تو وہ
یا آپ ہی سی شرارت کو سیکھتے یا غیر سی اول صورت پر اونکی طبیعت مین ایک ایسی استعداد
پائی جاتی کہ وہ سبب ہوتی شر کا تو لازم آتا کہ وہ اپنی سرشت مین نیک نہوون اور یہ خلاف
مفروض ہی اور جو ان مین استعداد نیکی وبدی دونون کی ہوتی اور قوت شر کی غالب تو بھی یہی
لازم آتا ہی اور دوسری صورت پر بھی یعنی اگر شرارت غیر سی سیکھین تو بھی خلاف لازم آتا ہے
کیونکہ وہ غیر اس اعتبار سی اصل طینت مین اپنی شریر تھا کہ اور ون نی اوس سی سیکھا اور اوسکی

باطل کرنے کے لیے کہ سب آدمی اصل پیدایش سے شریر ہین نہین دلیلون کو لاتا ہے پھر ان دونون وجہ کو باطل کرکے یہ کہتا ہے کہ مین اپنی آنکھون سے دیکھتا ہون کہ طبیعت بعضے آدمی کی نیکی کو چاہتی ہے اور وہ اوس سے کبھی باز نہین رہتا وے لوگ تھوڑے ہین اور بعضون کی طبیعت بدی کو وے ہرگز نیکی کی خواہش نہین رکھتے اور وے بہت ہین باقی متوسط ہین کہ وے نیکون کی صحبت سے نیک ہوتے ہین اور بدون کی صحبت سے بد یہ دلیل جالینوس کی وہ ہے کہ اخلاق ناصری مین منقول ہوئی ہے لیکن داناؤن کے نزدیک ضعف اس دلیل کا چھپا نہین کیونکہ بحسب قوانین حکمی کے نوع انسانی کے افراد کے لیے زمان ابتدا کا نہین پس اسصورت مین ممکن ہے کہ شرارت اسکی ہر ہر فرد کو عارض ہو بسبب اوسکی غیر کے اسی طرح سے غیر متناہی زمان مین اس طور سے کہ انتہا اس عروض کا کسی شریر بالذات تک نہو اگر کوئی کہے یہ موجب تسلسل کا ہے اور وہ باطل تو جواب اوسکا یہ ہے کہ اسطور کا تسلسل مضایقہ نہین کیونکہ یہ تسلسل اسباب مین ہے اور وہ حکما کے نزدیک درست ہے اور دوسری وجہ کے لیے بھی یہی تقریر کافی ہے کیونکہ جائز ہے کہ عروض خیر کا بسبب غیر کے ہووے غیر متناہی زمان مین لیکن بوعلی نے اپنی شفا کے بیچ یہ کہا ہے کہ سب سے بہتر یہ ہے کہ طوفانونکو سبب جو بڑی مدتون مین ہووین یا فلک البروج اور فلک اطلس کے دونون منطقے کے ملجانے یا قریب ملجانے کے اگر ہووین یا اوج وحضیض کے بدل جانے یا کسی اور سبب سے اکثر موضع زمین مین سے ایسے کہ وہان آبادی ہوسکتی اور جاندار جانور وہان رہ سکتے ہین اور وے مکان دائرہ معدل النہار سے قریب ہین ایک انداز سے چوڑائی زمین کی پانی کے درمیان ڈوب جاتی ہے اسصورت مین زمین کے دو حصے ہوتے ہین ایک جو ڈوبا ہوا دریا مین دوسرا وہ جو نکلا ہوا لیکن وہان آبادی ہو نہین سکتی بہت چوڑائی کے سبب یعنی بسبب اسکے کہ وہ دائرہ معدل النہار سے دور اور قطب شمالی سے نزدیک ہے اسلیے سب جاندار اور گھاس پھوس ضایع ہو جاتے ہین پھر خود بخود پیدا ہوتے ادھر جتے سے نہین اور انواع کے ازخود پیدا ہونے پر کوئی دلیل بھی نہین اسلیے کہ اونمین سے بہتون کو دیکھا ہے کہ ازخود پیدا ہوئے اور جتنے سے بھی مثلا بیشتر آدمی کے بال سے سانپ پیدا ہوئے اور بچھو کبھی اینٹ اور مینڈک پانی سے اور بازروج یعنی خفاش گھاس اور چوہے مٹی سے اور جو ایک مدت دراز تک کوئی اونمین سے پیدا نہووے تو اس سے لازم نہین آتا ہے کہ کبھی نہو کیونکہ شاید کسی مہم موقوف رہے کہ برسون تک ہوا کرے لیکن اولی یہ ہے کہ عالم کے درمیان سب چیزین برسون کے

بعد پیدا ہوتے ہین جسکو قیامت عظمیٰ کہتے بلکہ جسوقت پیدایش ہر ایک شی کی حرکت ادوار پر بند ہر
مثلاً موقوف ہو اور عنصر ادوار ہو سے ضروری نہین تو بالضرور اسکی قایل ہوئے ہین کہ وسے حوادث
بھی پیدا ہوتے ہین تا سلسلہ ہر ایک نوع کا باقی رہے کیونکہ ہر ایک شخص سی خلقت کا سلسلہ
کچھ ضرور نہین اور نہ کسی شخص سی اوسکے بعد پھر کہا ہی کہ ہر ایک پیشی اور صنعتون مین اگر کوئی تامل
کرے تو اوس سی معلوم ہووے کہ سب حادث ہین یعنی نو پیدا کسی شخص معین کی فکر سی حاصل ہوئے
ہین دلیل اسکی یہ ہی کہ وسے روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہین اور انکا حادث ہونا اسپر دلالت
کرتا ہے کہ انسان کا بھی بعد ٹوٹنے سلسلہ حدوث کے کوئی مبدا ہی کیونکہ اکثر ان صنعتون سی ایسی ہین
کہ بغیر اختصاص لبشر کے ساتھ خاصیت آسمانی اور الہام ربانی کے جو طور متعارف سی باہر ہے
ہو نہین سکتین پس ہر آئینہ جس شخص نی اونکو اختراع کیا ہو وہ اپنی ذات مین اونسی بے نیاز ہوگا تاکہ دوسرونکے
واسطے اختراع کرے یہانتک کہ شیخ کی بات ہی اور اسی پر بنا ہی جالینوس کے مذہب کی لیکن اسمین بھی
بہت سی باتین ہین اور مناقشے کو حل جانا چاہیے جالینوس کے مذہب کی بنا کی وجہ شیخ کے کلام پر یہ ہے
کہ خلاصہ تقریر شیخ کا تناہی زمان کی ہی جو موجب ہی انتہائی عروض خیر یا شر کا کسی خیر یا شر پر بالذات تک
پر حکمار متاخرین نے یہ اختیار کیا ہی کہ کوئی خلق نہ طبیعت کی خواہش سے ہی اور نہ اوسکی برخلاف
تقریر اول کی یہ ہی کہ ہر ایک خلق قابل تغیر کے ہے اور جو قابل تغیر ہے وہ طبیعی نہین اس سے
یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کوئی خلق طبیعی نہین صغرا کا بیان اس طور سے ہے کہ مین آنکھون سی دیکھتا ہون
کہ آدمی شریر کی صحبت سی شرارت سیکھتے ہین اور نیکونکی مجلس سی نیکی چنانچہ لڑکونکی خصوصاً اونکے
احوال سی کہ جنہین غلام کرکے ایک مکان سی دوسری مکان مین لیجاتی ہین معلوم ہوتا ہے کہ تادیب
اونکو بہت اثر کرتی اور وسے موافق استعداد کے خواہ بآسانی یا بدشواری نیک خوئی اختیار کرتے ہین
اور اخلاق اگر قابل زوال کے نہوتی تو آدمیون مین امتیاز اور فکر کی استعداد بیفائدہ ہوتی اور قاعدے
سیاست و تادیب کے عبث اور شریعت و دین کے احکام جھوٹ ہوتے حکیم ارسطاطالیس نے
بھی کہا ہی بری لوگ ادب و تعلیم سی اچھے ہوتے ہین پر بیان اوسکا کہ جو قابل زوال کے ہی وہ طبیعی نہین ہوتا
ظاہر ہی کیونکہ پانی کی خاصیت ذاتی نیچے کیطرف جاتا ہی ہر چند اوسی باندہ سی بند کر رکھیے پھر جسوقت
ٹوٹ جائیگا تو وہ نہین وہ اوسی کی طرف رجوع کریگا ایسی ہی آگ کی خاصیت ذاتی اوپر کیطرف

مثلاً کسی طرح سی ضد نہین ہوتی اسبات کی بدیہی ہونی کے سبب مثالین تنبیہ کی لیے مذکور ہوئین اور اخلاق ناصری
مین بھی اسی طور سی بیان ہی لیکن جو مشاق علم نظریکا ہی سو جانتا ہی کہ یہ دلیل بھی اقناعی ہی کیونکہ اگر کوئی کہی
تو کہہ سکتا ہی کہ جیسی دیکھنی سی معلوم ہوا کہ بعض اخلاق قابل زوال کی ہی ویسی ہی معلوم ہوتا ہی جو بعض
خلق بعضی شخص سی اصلا نہین چھوٹتا ہی علی الخصوص قوت فکری کے کمال مثلاً حدس یعنی جلدی
ہی مطلب کا دل مین آنا اور یاد رکہنا اور اچھا سوچ اور اونکی مثالون سی معلوم ہوتا ہی کہ بعضی آدمی
ہر چند اونکی سعی کرتی ہین پر کچھ فائدہ نہین کرتی چنانچہ یہ حالت اسوقت کی اکثر طالب العلمون مین
پائی جاتی ہے پھر صرف اس دلیل کی رو سی کیونکر یہ بات کہی جاسے کہ کوئی خو طبیعی نہین اور سب
خوئین چھوٹنی والی ہین غرض استقرار تام یعنی مطلوب کی ہر فرد کی احوال مین خوض کرنا ہو نہین سکتا
اور استقرار ناقص بھی یقین کا فائدہ نہین دیتا کیونکہ جائز ہی کہ کوئی فرد برخلاف اوسکی ہو وسے
جیسی ہین نی تقریر کی دلیل مین ثابت کیا پھر بداہت کا دعوا بے فائدہ ہی اور جو کوئی کہی کہ ان
مثالون کا ذکر کرنا تنبیہہ کی لیے ہی سو ممنوع لیکن قوت تمیز کا بیکار رہنا اور سیاست اور تادیب کا
عبث اور احکام دینی کا جھوٹ ہونا تب لازم آوسے کہ اگر ایک خو بھی قابل زوال کے ہو
اوسکی تشبیہہ مین یہ کہتی ہین کہ اگر کوئی بیماری علاج سی دور نہوتی تو علم طب جھوٹ ہوتا بلکہ اسبابکی
جھوٹ ہونی مین کچھ شک نہین حاصل کلام یہ ہی کہ اشرار سیاست و تادیب سی کچھ اچھی ہوتی ہین
چنانچہ ارسطاطالیس کی کہا ہی اگرچہ یہ حکم علی الاطلاق نہین لیکن بار بار کی سزا دینی سی نیک اثر اون مین
پیدا ہوتا ہی گو اوس سی بدذاتیان اونکی بالکل نہین جاتین پر کچھ کم ہوتی ہین یہین سی معلوم ہوتا ہے
کہ اس علم کی منفعت کا بیان اس دعوی کا محتاج نہین جو کہی کہ اگر تمام خو چھوٹ سکی بلکہ کچھ اون مین
گھٹ جانا کافی ہی جیسی علم طب کی منفعت بالفرض اگر مانی کہ بعضی خو نہین چھوٹتی ہی وہ نہایت کم ہی
اور ویسی لوگ بہت تھوڑی ہین اون مین بھی اس علم کا فائدہ شر کی گھٹ جانی کی طریق سی ہی
پس کسطرح عبث ہونا سیاست کا اور تکلیف شرعی کا جھوٹ ہونا لازم نہین آیا کیونکہ اگر ایک
شخص کی کسی بیماری مین دوا اثر نکرے تو اوس سی علم طب کا کچھ نقصان نہین اگر کوئی کہی
کہ اس سی معلوم ہوتا ہی کہ ہر ایک شخص کی تکلیف شرعی اوسکی بد خوئی چھڑانی کی مقابل ہے
اور جائز ہی کہ کوئی خو ایسی ہو کہ وہ ایک شخص سی نہین چھوٹتی پس چاہیے کہ وہ تکلیف شرعی ہی

باز رہی تو جواب اوسکا یہ ہے اگرچہ اوسکی نجات کا یقین نہین ہی پس شرع اور عقل کی حکم سی واجب ہے کہ وہ اوسکی چھوڑانی کی کوشش کرے چنانچہ پیغمبر علیہ السلام کی کلام مین اوسکا اشارہ ہی کیونکہ حضرت علیہ السلام نی فرمایا ہی تم عمل کرو کیونکہ ہر ایک چیز آسان ہی شخص کی لیے جسکی واسطی وہ پیدا ہوا ہی ان باتون سی معلوم ہوتا ہے کہ اونکی باتون کی بنا اس فن مین مسامحت پر ہی انشاء اللہ تعالی اسکی بعد اس سے اچھی تفصیل کی ساتھ اون مسامحات کی ارتکاب کرنی کے عذرون کی تمہید کا بیان ہوگا پہلا لامع درستی اخلاق مین اوسمین دس لمعہ ہین پہلا لمعہ اپنی خصلتون کی تعداد مین حکمت طبیعی کی بحثون سی علم نفس کی بحث مین مقرر ہوا ہی کہ نفس ناطقہ انسانی مین دو قوتین ہین ایک قوت ادراکی جسکی سبب ہر ایک شی کو جان سکی دوسری قوت تحریکی جسکی سبب ہر ایک طرح کا کاروبار کر سکی پر قوت ادراکی کی دو شعبی ہین پہلا عقل نظری وہ سبب ہی صور علمیہ کی قبول کرنیکا مجردات سی دوسرا عقل عملی جسکی سبب ہر ایک آدمی اپنی بدن کو کاروبار مین مشغول کرتا ہی یہ شعبہ یعنی عقل عملی باعتبار علاقہ رکھنی اوسکی قوت غضبی اور قوت شہوی کی ساتھ سبب ہوتا ہے فعل کا جیسی مارنا کھانا پینا یا قبول فعل کا جیسی شرمندگی ہنسی رونا اور باعتبار اسکی کہ وہم و خیال اوس سی استعمال کرین باعث ہوتا ہے جزوی فکرون اور جزوی پیشون کا اور باعتبار نسبت کرنی اسکے عقل نظری کی ساتھ سبب ہوتا ہی اوس فکر کلی کا جو سب کامون سی علاقہ رکھی جیسی معلوم کرنا اوسکا کہ سچ کہنا اچھا اور جھوٹ کہنا برا ہی اور مانند اوسکی پہر قوت تحریکی کی دو شعبی مین سی ایک قوت غضبی ہی اور وہ سبب ہی بری چیزون کی دفع کرنیکا بطریق غلبے کے دوسری قوت شہوی کہ وہ سبب ہی اچھی چیزون کی لینی کا لیکن قوت غضبی کو چاہیے کہ بدن کی سب قوتون پر غالب ہی اس طور سی کہ ہرگز کسی سی کم زور نہو بلکہ سب اوسکی حکم کی تابع اور اوس سی مغلوب رہین اور یہ قوت جسکو جس کام مین متعین کرے وہ اوسکو بخوبی انجام دیا کرے تاکہ آپس کی موافقت اور اوسکی حکومت سی آفرینش انسانی کی پاو شتابت کا بند و بست اچھی طرح سی انجام پاوے اور کسی وجہ سی اس انتظام مین خلل کا دخل نہووے اگر اسی طرح سی ہر ایک قوت اپنی کام مین جس طور سی کہ عقل کی موافق ہو اقدام کرے تو عقل نظری کی صفائی سے جو پہلا شعبہ قوت ادراکی کا ہی حکمت حاصل ہووی اور عقل عملی کی صفائی سے جو دوسرا شعبہ ہی اسی قوت کا عدالت پیدا ہووی اور قوت غضبی کی

... شجاعت اور قوت شہوی کی صفائی سے پارسائی اسی کا نام کمال قوت عملی ہے اس تقریر کی رو سے ... لوگون نے کہا ہے کہ نفس انسانی مین جدی جدی تین قوتین ہین کہ بسبب اونکے علیحدہ علیحدہ کام اوس سے ظاہر ہوتے ہین بسبب ارادے کے جسوقت ایک اونمین سے دوسرے پر غالب ہووے وہ دوسری مغلوب یا معدوم ہوجاتی ہے اونمین سے ایک قوت ناطقہ ہے اوسکو نفس ملکی و نفس مطمئنہ کہتے ہین وہ سبب ہے فکر و تمیز کا اور موجب اوس شوق کا ہے کہ جس سے اشیا کی حقیقتون مین فکر کیجیے دوسری قوت غضبی اوسکو نفس ... یعنی بھیڑیان اور نفس لوامہ یعنی ملامت کرنیوالا کہتے ہین وہ سبب ہے غضب اور ... کا اور پرخطر کامون پر اقدام کرنیکا اور جاہ و حشمت کے پیدا کرنے اور دشمن پر غالب ہونے کے شوق کا تیسری قوت شہوی اوسکو نفس بہیمی یعنی چارپایا خو اور نفس امارہ یعنی فرمایش کرنیوالا کہتے ہین وہ موجب ہے شہوت اور طلب روزگار کا اور شوق اوسکا اچھے اچھے کھانے پینے اور بیاہ شادی کرنیکا پس درجے فضیلت کے باعتبار او تحقیق قوتونکے ہین کیونکہ اگر کاروبار سب نفس ناطقہ کے برابر رہین اور اوس سے شوق تحصیل یقینیات کا ہو تو اس وجہ سے اوسکو علم حاصل ہوتا ہے اور بتبعیت اوسکی حکمت اور اگر کاروبار نفس سبعی کے سبب برابر رہین اور وہ نفس ملکی کے تابع ہو اسپر کہ جو قوۃ عاقلہ اوسکے حصے مین اوسے دیوے صبر کرے تو نفس ناطقہ کو اوسے فضیلت حلم کی حاصل ہووے اور بتبعیت اوسکی شجاعت اور اگر نفس بہیمی کے کاروبار تمام موافق رہین اور قوۃ عاقلہ کے مطیع ہوکر اسپر قناعت کرے جو بموجب عقل کے قسمت اوسکی ہے تو اوسے فضیلت پارسائی کی حاصل ہوتی اور بتبعیت اوسکی سخاوت جسوقت یہ تینون فضیلتین نفس انسانی مین پیدا ہووین اور وے آپس مین ایک دوسری سے ملکر ایک ہوجاوین تب ایک حالت ایسی اوسمین پیدا ہوتی ہے کہ کوئی اونمین سے پہچانا نہ جاوے نام اوسکا تشابہ ہے یہی کمال اور تمامی ہے فضیلتون کی اسی کا نام فضیلت عدالت ہے یہ تقریر اخلاق ناصری کی ہے اور پہلی تقریر اجمالا بیان ہوئی لیکن ہوشمند دانا سے چھپا نہیں کہ تقریر اول کی رو سے عدالت ایک قوت بسیط ہے یعنی مرکب نہیں اور تقریر ثانی کی رو سے احتمال بساطت و ترکیب ... دونون کا ہے لیکن باعتبار لفظ کے بسیط ہونا اقرب ہے کیونکہ ظاہر عبارت کا یہ ہے کہ عدالت

جو عبارت ہے اعتدال خلقی سے اعتدال مزاجی کے برابر ہے اگرچہ وہ جدا ہے جدی کے چارون عنصر کے باہم
ملنے سے ہوا ہے لیکن حکمت کی دلیلون سے ثابت ہوا ہے کہ مزاج ایک کیفیت بسیط کا نام ہے
غرض اس مقام مین اونکی باتون سے مفہوم ہوتا ہے کہ عدالت امر بسیط ہے پر اور مقامون سے
صریحًا معلوم ہوتا ہے کہ وہ مرکب ہے اور تقریر اول سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عدالت خاص کمال قوت
عملی کا نام ہے اور ثانی تقریر سے مفہوم ہوتا ہے کہ اختصاص اوس سے نہین رکھتی ہے بلکہ قوت نظری کو بھی
مگر جب کہین کہ ہر ایک قوت کو اوسکے کام مین متعین کرنا اگرچہ وہ قوت نظری بھی ہو تعلق قوت
عملی سے رکھتا ہے پھر تقریر ثانی سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ وے تینون قوتین عدالت کی جز ہین یا مثل جز
جز کی جیسے چارون عنصر کی کیفیتین مزاج کی جز ہین اور اوسمین یعنی کیفیت عناصر مین وہی دونون احتمال ہین
لیکن حکیمون نے اسکی بساطت اختیار کی ہے اور تقریر اول سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہی
تینون قوتین موقوف علیہ عدالت کی بمنزل شروط کے ہین جز نہین کیونکہ کمال قوۃ عملی کا وہ ہے
کہ ہر ایک قوۃ اوسکے حکم کے تابع رہے تاکہ تصرف ہر ایک کا جو عبارت عدالت سے ہے بر وجہ
اور ظاہر ہے کہ ہر ایک قوۃ کو اوسکے اپنے مقام مین متعین کرنے اور طریقے حکم و احکام کے جاری رکھنے
موافق تدبیر و مصلحت و اعتدال کے بغیر قوۃ عملی کے اونھین سے کوئی سزاوار نہین ہو سکتی
تفصیل کلام کی اس مقام مین اسطور سے ہے کہ جب وہی تینون قوتین نفس انسانی مین
پیدا ہووین تو وہ شبیہ عقل عملی کو بدن کی سب قوتون پہ برائی حاصل ہوگی یہان تک کہ
سب قوتین اوسکی تابع اور فرمانبردار ہین اور وہ کسی سے مغلوب نہو وے چنانچہ مقدمہ
مین اوسکی طرف اشارہ ہوا ہے پس اگر اس قوۃ کا نام عدالت رکھین تو بسیط ہوتی ہے
چنانچہ امام حجت الاسلام کے کلام سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے کیونکہ احیاء علوم مین اوسنے
عدالت کی تعریف مین یہ کہا ہے کہ نفس انسانی مین عدالت ایک حالت اور ایک قوت
ایسی ہے کہ بسبب اسکے نفس انسانی غضب و شہوت کو سیاست کرتا ہے اور وہ قوت
اون دونون کو موافق حکمت کے اوٹھاتی اور ضبط کرتی ہے اپنی خواہش کے مطابق بند و بست کرتی ہے
اس سے صریحًا معلوم ہوتا ہے کہ عدالت امر بسیط ہے اور ملزوم اون تینون کا اور وہ اوسکے
لازم ہین اور عدالت کمال عقل عملی ہے اور جاننا چاہیے کہ یہ قوت ایک وجہ سے مطلقًا ...

اور دوسری قوتین مثال خادم کی کیونکہ ہر ایک قوت کو اپنے اپنے کام مین بحسب مصلحت کے کس کس وقت مین اور کس کسطرح سی مامور کرنا اگرچہ وہ قوت نظری ہی بھی ہو اوسی قوت سی تعلق رکھتا ہی پس یہ قوت رئیس اونکی ہوئی اور دوسری وجہ سی رئیس مطلق قوت نظری ہی اور قوتین اوسکی خادم ہین کیونکہ ہر ایک شی کی حقیقت کو جاننا اور تمام موجودات کی نہایت کو سمجھنا جو عبارت ہی تحصیل غایت سعادت سے کمال اس قوت کا ہی تو ضرور ہوا کہ قوت نظری بدن کی سب قوتوں پر حاکم رہے اور وہ محکوم تا یہ کمال نفس انسانی کو اس انتظام سی حاصل ہووے اور اگر عین اونھین تینون قوتون کو عدالت کہین تو وہ مرکب ہوتی ہے لیکن اسصورت پر فضیلت کی قسمون مین احتیاج تعداد کی نرہی اسلیے کہ مجموعہ سب قسمون کا دوسری قسم نہین ہے جیسے وہ مشہور ہے اعتبار کرکے قید وحدت کی مقسم کے درمیان اور ذیل صفتون کو اوسکے مقابل کہنا اور انواع معینہ کو اوسکی تحت مین مقرر کرنا بھی مناسب نہین کیونکہ اس صورت پر اوسکی اور اوسکی اجزا کے انواع ایک ہی ہین اور مقابل اوسکے بعینہ اونکی مقابل کیونکہ عروض ایک ایسی صورت کا کہ بسبب اوسکی نوع حقیقی ان تینون قوتون سی ہو ظاہر نہین اسواسطے شیخ رئیس نے رسالۂ اخلاق مین کہا ہے کہ عدالت کہ اونھین تینون قوتون سے ہے پر اوسکی انواع اور مقابل کا کچھ تعرض نہین کیا ہے بلکہ فقط اونھین تینون قوتون کی انواع اور اونکے مقابل پر اختصار فرمایا اور وہ جو دوسرون نے عدالت کی انواع مین مذکور کیا ہی اکثر کو اونمین سے حکمت کی تحت مین درج فرمایا ہے یہین سے معلوم ہوتا ہے کہ جو اس فن کی کتابون مین مذکور ہے کہ عدالت مین سے ان تینون قوتون کی اور اوسکی واسطے مقابل اور انواع مستقل بھی ثابت کیے ہین وہ محل تامل کا ہے واللہ اعلم بحقائق الامور اور یہان لوگون نے ایک اعتراض کی ہے اور کہا ہے کہ حکمت کو پہلے نظری اور عملی کی طرف تقسیم کیا پھر عملی کی تین قسمین کین اونمین سی ایک علم اخلاق ہے کہ مشتمل ہی اوپر فضائل چہار گانہ کے اونمین سے ایک حکمت بھی ہے پس حکمت اپنی قسم آپ ہوتی اور یہ درست نہین کیونکہ اس سی لازم آتا ہی کہ حکمت اپنا جز آپ ہی ہووے یہ محال ہے جواب اس اعتراض کا اس طور سی ہے کہ جس حکمت کی تقسیم کی ہے وہ علم ہے احوال موجودات کا

ہرگاہ وہ بھی موجودات سے ہے تو اس علم مین اوسکے احوال سے بھی بحث ہوگی اس سے لازم نہین آتا
کہ وہ حکمت کا جز ہو جاوے کیونکہ اجزاء اوسکے مسائل اوسکے ہین بلکہ اگر لازم آتا ہے تو یہ آتا ہے کہ حکمت موضوع ہے
ایک کسی مسئلہ کی جو جز اوسکا ہے اسکا کچھ مضائقہ نہین بلکہ نظیر اوسکی علم الٰہی مین بھی موجود ہے کیونکہ بحث بیچ
موجودات کے ہے اور علم بھی موجودات مین سے ہے پھر یہ ہو سکتا ہے کہ وہ خود اپنے مسئلہ کا جز ہو اس سے
لازم نہین آتا کہ وہ اپنا جز آپ ہووے اور وہ محال نہین کیونکہ علم عبارت تصدیقات سے ہے
یا اون قضایا سے کہ جو متعلق تصدیقات کے ہین جس حیثیت سے کہ وہ متعلق ہین اور تصدیقات
یا ذات مسائل اس حیثیت سے کہ وہ مشہور ہین نہ اوس حیثیت سے کہ متعلق تصدیق کے ہین
موضوع مسئلہ کا واقع ہوا ہے، ہان قباحت تب لازم آتی کہ مسائل علم حکمت کے یا تصدیقات جو متعلق ہین
اس سے وے بعض مسائل سے حکمت عملی کے یا تصدیقات متعلقہ سے اسکی ہوتے اور یہ بات یہان
لازم نہین آتی ہے یہ جواب وہ ہے کہ زبان اعتراض کو بند کرتا ہے اور معترض کو گونگا بناتا ہے
کہ یہ خلاصہ ہے اخلاق جلالی کی تقریر کا لیکن عبارت اوسکی جابجا منتشر واقع ہوئی اسلیے
ناظر اسکا دغدغہ مین پڑتا ہے پر جو شخص کہ طریقہ علم سے خبردار ہے اوسے مقدمات دلیل کو مطلوب پر
انطباق کرنا اور نتیجہ مقصود کو حاصل کرنا کچھ مشکل نہین دوسرون نے جواب اسکا اس طور سے
دیا ہے کہ مراد اس تقسیم سے حکمت عملی سے مطلق حکمت نہین اور بسبب اختلاف معنی کے اختلال تقسیم سے
دفع ہوتی ہے لیکن اس سے لازم آتا ہے کہ عدالت جامع ہو سب فضیلتون کی حالانکہ برخلاف
اوسکی تصریح کی ہے لیکن انصاف یہ ہے کہ حکماؤن نے بنا کلام کی عقل عملی پر ضعف بسبب عملی
اور اس فن کے طلبگار کو اوسکے سب مقصدون کی تحقیق کے لیے تکلیف نہین فرمائی بلکہ جس
انداز سے کہ سی تشبیہ عمل کی ہووے اور طلب کرنیوالا اوسکا بری صفتون سے نجات پاوے
اوسی پر اکتفا کیا اسلیے کہ اونہون نے مبتدی کو آغاز تحصیل مین اس فن کی طرف راہ دکھائی
پھر اگر اوسکو تحقیق مطالب کے لیے تکلیف دیتے تو باعث حیرت طبیعت اور فوت مقصود کا ہوتا
کیونکہ تحقیق اونکی حکمت کی دوسری کتابون پر موقوف ہے اور مبتدی کو اصلا اون مین دخل نہین
بعضے محققون نے بھی اوسکی تصریح کی ہے اور شیخ رئیس نے رسالہ اخلاق تو یہی مین اوسکی
طرف اشارہ فرمایا اور شفا کی بعضی جگہ مین مذکور کیا ہے کہ کمال عقل عملی یہ ہے کہ اچھی تدبیرون

اور بڑی فکرون سے اچھے کام کو بُری کام سے پہچان لینا اسطور سے کہ فی الواقع مطابق بر ہان کے ہووے
لیکن تحقیق اوس برہان کی کمال عقل نظری سے تعلق رکھتی ہے واللہ اعلم بالصواب دوسر المعہ
اون فضیلتون کی تعریف مین کہا ہے کہ حکمت عبارت ہے احوال موجودات کے علم سے مطابق طاقت
بشریکے اور اون موجودات کے احوال باوجود اونکے انسان کی قدرت و اختیار مین نہون تو جو علم
اونسے علاقہ رکھے وہ حکمت نظری ہے اور جو اوسکی قدرت و اختیار کے تحت مین ہون تو جو علم متعلق اوسکا ہو
سو حکمت عملی ہے اور شجاعت وہ چیز ہے کہ نفس سبعی تابعدار نفس ناطقی کا ہو کر اوسی خوف و خطر کے
مقام پر ثابت رکھے اور کسی طرحکی لغزش کو اوسمین دخل نہ ہووے اور موافق عقل کے اچھے کامون پر
اقدام کرے عفت وہ ہے کہ قوہ شہوت تابع نفس ناطقی کے رہے تاکہ تصرف اوسکا اچھی
تدبیرون سے انتظام پاوے اسطور سے کہ نفس ناطقہ ہوا و حرص اور ہر طرحکی خواہشونکی قید سے
چھوٹ کر خلعت آزادی سے مخلع ہووے بیت غلام اپنے غلامون کا تو ہو رہا ہے جہان
تیرا غلام اور تو ہے شاہ جہان ؛ پس عدالت وہ ہے کہ وے قوتین باہم متفق ہو کر قوہ ممیزہ کی
فرمانبرداری کرین تاکہ صاحب قوہ ہر ایک خواہش اور تمنا کی کشاکشی سے حیرانی کے گرداب مین
نہ پڑے اور علامت داد و دہش دینے لینے کی اوسمین پیدا ہووے یہان تک تحقیق ہے
عدالت کی اور حکیمون نے کہا ہے کہ جب تک اون فضیلتون سے ہر ایک کا فائدہ دوسرے کو
نہ پہونچے تو صاحب فضیلت ہرگز لایق مدح کے نہووے اسی واسطے بہت خرچ کرنیوالے کو
جب تک اوس سے کچھ اورونکو نہ پہونچے سخی نہین کہتے ہین بلکہ متفاق یعنی بہت خرچ کرنیوالا اسی
طور سے صاحب غضب کو شجاع نہین کہا جائیگا بلکہ غیور یعنی غیرت والا اور دانا کو بینا کہینگے نہ حکیم
پر جب کہ اثر اوسکا غیر کو پہونچیگا تب صاحب فضیلت اوس غیر کے خوف و رجا کا موجب ہوویگا
اور اوسکی ریاست اور بڑائی دلونمین خوب تاثیر کریگی کہ لوگون پر اوسکی مدح اور ثنا واجب
ہو جائیگی کیونکہ ہر چند کوئی ہر ایک قسم کے کمال مین طاق ہووے لیکن جب تلک اوس سے
توقع نفع کی اور خوف نقصان کا نہووے ہرگز عقل نہین چاہتی کہ اوسکی مدح کسی پر
واجب ہو اور جسوقت اون دونون سے ایک پائی جائیگی تو فائدے کی طمع اور ایذا کی
خوف سے ہر ایک شخص اوسکی خوبیونکا ذکر اور اوسکی خوشامد کو اپنے اوپر واجب جانیگا

تیسرا المعہ اون چارون قسمون کی ہر ایک قسم کے تحت مین بہت سی انواع ہین اونمین سے جو مشہور ہر
وہی مذکور ہوگی پر حکمت کی نوعون مین سے مشہور سات نوع ہین ذکا سرعت فہم صفائی ذہن
سہولت تعلم حسن تعقل تحفظ تذکر پر ذکا وہ قوت ہے کہ بسبب اوسکے قیاس کے مقدمون سے
نتیجون کو بآسانی نکال سکے لیکن یہ موقوف ہے ان مقدمون کی مشاقی پر جو نتیجہ مین سرعت فہم
نام ہے اوس قوت کا جسکے سبب ملزومات سے اونکے لوازم کی طرف انتقال ذہن کا ہووے
بلا توقف پر اون دونون مین یہ فرق ہے کہ پہلے سرعت حرکات فکری مین ہوتی ہے اور
دوسری اوسکے غیر مین جیسے ملزومات تصوریہ سے اونکے لوازم کیطرف انتقال کرنا یا قضیات سے
انکی عکوس مستویہ یا عکس نقیض کیطرف صفائی ذہن اوس ملکہ استعداد کو کہتے ہین کہ بسبب
اوسکے بغیر رنج و تعب کے استخراج مطالب کر سکے سہولت تعلم نام ہے اس استعداد کا جسکے
سبب توجہ کلی مطلوب کی طرف کیجے تاکہ بخاطر جمعی آسانی سے اوسکو حاصل کرے حسن تعقل
وہ ہے کہ بحث و مناظرے مین مطلب کی توضیح کرنے کے لیے حد لائق کو نگاہ رکھے یا بسبب
غفلت کے کچھ اوسپر واجب ہوجاے اور نہ کسی شی زائد کو استعمال کرے تذکر کی تکلیف یاد کرنا
اون چیزون کا جو قوت حافظہ مین ہین جب چاہے تحفظ اوس ملکہ کا نام ہے کہ جس سے
معقولات یا محسوسات کی صورتون کو منضبط کرے اور شجاعت کے تحت مین جو نوعین مندرج ہین
اونمین سے مشہور گیارہ ہین کبر نفس تجدت علو ہمت ثبات علم سکون شہامت تحمل
تواضع حمیت رقت پر کبر نفس وہ چیز ہے کہ نفس انسانی بری اور نامعقول چیزونکی طرف
التفات نکرے اور مشکل و آسان سے کچھ پروا نرکھے بلکہ خوش آمد یا برآمد اور تونگری یا فقیری
خوش یا مغموم نہوے اور احوال کے ہیر پھیر کے سبب کسی وجہ سے اختلال کو اپنی طرف راہ نہ دے
یہ قوت شریف ایسی ہے کہ سواے چالاک طبیعت اور عالی ہمتون کے اوسکے پائے کو نہین پہنچ سکتے
اسی واسطے اہل تصوف کے مشائخون نے فرمایا ہے آخر جو چیز نکل آتی ہے راست بازون کے
سرون سے وہ محبت جاہ و حشم کی ہے اور فقیری کی وہ دولت نہین پاتا ہی جسکے نزدیک خوشامد
و برآمد برابر نہین تجدت استحکام نفس انسانی کا ہے ثابت قدمی سے اس طور پر کہ اگر کوئی
بڑی مشکل پیش آے یا سخت بلا سامنے آوے تو نہ گھبراوے سے نہ ڈرے اور اوس وقت کبھی بیجا

اوس سی سا اور نہووے علو ہمت وہ چیز ہی کہ اچھی چیزون کی طلب کرنے اور کمالات کی پیدا کرنے میں
اس جہان کے نفع و نقصان پر نگاہ نکرے کہ اوسکے پانے سے خوش ہووے اور نپانے سے
بیزار ہووی یہان تک کہ موت سی بھی نہ ڈرے چنانچہ اس میدان کی سالکوین سی بعضی نی کہا ہی قطعہ
وہ نہین ہون جو عدم سی مین ڈرون * مرنی بینے سی سدا مین خوش رہون * جان رب نی اک مجھکو دی
عاریت * جب وہ پھر مانگے وہین آگے دہرون * بیت یہ جان عاریت کہ بحافظ کو دوستنی
سونپی * پر ایک دن اوسی دیکہون مین دون وہین اوسکو * ثبات قوت مقابلی کی ہی پریشانیون
او سختیون کے ساتہ تا بسبب زیادتی کی اوسمین کچہ تاثیر نہ کر سکین اور اونکے آنی سے کسی طرح کی
تنگدلی کو دخل اوسمین نہووے حلم عبارت ہی بردباری سے کہ بسبب اوسکی صاحب حلم جلد بلکہ
کبھی مغلوب غضب کا نہووے سکون وہ ہے کہ حرمت اور دین و مذہب کی لیے یا جاہ و حشمت کے
واسطی لڑائی اور جھگڑی مین جو درکار ہووے اوسمین سستی نکرے شہامت وہ شوق ہی نفس
انسانی کا بڑے کامون کی حاصل کرنی کے لیے تا کہ اوس سے نیکنامی اور بڑا اجر پاوی تحمل اوس
قوت کا نام ہے جسکے سبب آلات بدنی یعنی ہاتہ پاؤن وغیرہ کو اچھی فضیلتون اور نیک خصلتوں کی
تحصیل کرنی کے لیے استعمال کرین تواضع وہ چیز ہے کہ اپنے تئین ان لوگونپر جو پائین مرتبے
مین ہین زیادہ نجانی اور اوس قوت کی حاصل کرنی کی اصل یاد رکھنا اس بات کا ہی کہ افراد
انسانی امور خلقی او نقص و احتیاج کی علامتون اور عجز و لاچاری کی صفتون مین مشترک ہین باعتبار
وحدت اصلی اور قرابت جبلی کی جیسی مضمون آیہ کریمہ کا جسکی معنی یہ ہین ای آدمیو تم اپنی اس پروردگار
ڈرو جسنی تمہین ایک ہی شخص سے پیدا کیا ہی اور مفہوم اوسکا کہ تمہین پیدا نہین کیا اور تمکو نہین بھیجا
مگر برابر شخص واحد کی تصریح کرتا اور اوسکی چہرہ حقیقت سی پردہ خفا کو اوٹھا دیتا ہے حمیت وہ ہی
کہ دین و مذہب اور حرمت کی حفاظت کی واسطے کاہلی نہ کرے اور اوسکے لیے جان و مال کی
سعی کرنی الا نہ جانے چنانچہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہے کہ اللہ تعالی غیور ہی اور اپنی غیرت
سے سبب بد کامونکو حرام کیا اور فرمایا ہی عمر نی کہ در حقیقت نیک آدمی صاحب غیرت ہوتا ہی اور میں
نیک آدمی سی صاحب غیرت ہون اور بتحقیق اللہ تعالی مجہ سی غیور ہی رقت وہ ایک ملکہ ہی جسکے سبب سے
اپنی ہمجنسونکی پریشانی کو دیکھنے سے نرم دل ہو جاوی اور وہ سبب سے شفقت و مہربانی کرنیکا بعضی کو

تحت مین جو نوعین مندرج ہین مشہور اونمین سے بارہ ہین پہلی حیا وہ اپنی تئین بُری کامونسے بچا رکھنا تاکہ لوگونمین متہم اور بدنام نہووے چنانچہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حیا ہر وجہ سے بہتر ہے دوسری رفق وہ کسی پر احسان کرنا کسی کام مین بطریق تبرع کے تیسری حسن ہدی وہ عبارت ہے انسان کی نہایت خواہش سے کمالات کے حاصل کرنے کے واسطے چوتھی سالمت وہ صلح و آمیزش ہے اوسوقت مین سے کہ جب بسبب اختلاف مزاج کے آپس کے درمیان فساد واقع ہو پانچوین ورع وہ اپنی تئین تھامنا ہے وقت غلبہ شہوت کے چھٹے صبر وہ ہوا حرص کے ساتھ لڑنا ہے اسلیے کہ بُری کام اوس سے صادر ہوتے ہین حق سبحانہ تعالی نے فرمایا ہے جو اپنے پروردگار کی عظمت سے ڈرا اور اپنے تئین ہوا و حرص سے بچایا پس بے شبہہ بہشت اوسکا مکان ہے بعضون نے صبر کی دو قسمین کی ہین ایک مقصود سے صبر کرنا دوسری مکروہ پر لیکن دوسری قسم قوت نفسی سے علاقہ رکھتی ہے صبر کے زیور پیغمبری اور جوانمردی کے گلے کی زیب و زینت ہین چنانچہ پیغمبر علیہ السلام نے جو مکارم اخلاق کی بانی اور طریق توفیق کے ہادی ہین فرمایا ہے تم صبر اختیار کرو جیسے صاحب عزم پیغمبرون نے صبر کیا ہے یعنی حوادثات زمانی اور مشکلات ناگہانی مین پیغمبرون کے ساتھ جو اوس پاک درگاہ کے مقرب اور اوسکی دوستی و اخلاص کے خلعت فاخرہ سے مخلع ہین موافقت کرے تاکہ دونون جہان کی خوشوقتی کے دروازے اوسکے آگے کُھل جائین اور شاہد مطلوب حجاب مستوری سے دکھائی دین چنانچہ حدیث مشہور مین واقع ہے کہ صبر خوشوقتی کی کُنجی ہے اور دوسری حدیث مین بھی ہے کہ فتح صبر کے ساتھ ہے اور صحیفہ صغرا مین جو پارس کے حکیمون نے ہیکلون اور عبادت خانون مین لٹکا دیا تھا یہ لکھا تھا کہ جیسے لوہا اپنی سرشت سے عاشق مقناطیس کا ہے ایسی ہی ظفر خواہ مخواہ طالب ہے صبر کی ساتوین قناعت وہ کھانی پینے اور کپڑے وغیرہ مین تخفیف کرنی اور جسقدر کہ درکار و ضرور ہووے اوسپر اکتفا کرنی نظر حقارت سے اون چیزون پر نہ جمع مال کی آرزو سے جو شرع کی رو سے نشانی بخل کی ہے اور عقل کی رو سے بخلاف پہلی صورت کے کیونکہ وہ سب کے نزدیک بہتر ہے چنانچہ حضرت علیہ السلام کے کلام مین واقع ہے کہ قناعت وہ ایسی دولت ہے جو نہین خرچ ہوتی آٹھوین وقار وہ خاطر جمعی ہے نفس انسانی کی اور جلدی سے اپنی تئین بچانا حضرت پیغمبر خدا علیہ السلام نے جو خاتم مین مجموعہ

خوش خلقی کے فرمایا ہے کہ جلدی کرنی شیطان کی طرف سے اور آہستگی رحمان کی طرف سے ہے
اور سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت میں جلدی کی ہی مبالغہ اسطور سی ہے کہ امام ماوردی نے
جو بڑے مجتہدون میں سے ہیں تصریح کی ہے کہ اگر کسی کو نماز جمعہ کے فوت ہونے کا خوف ہووے
تو باوجود اسکے راہ چلنے میں شتابی نکرے اور آہستگی اور میانہ قدمی کی راہ سے منحرف ہووے
نوین ورع وہ مداومت کرنی نفس انسانی کی ہے اچھی اور پسندیدہ کامون پر حق تعالیٰ نے
کہا ہے کہ خدا دوست پرہیزگاری مین دسوین انتظام وہ بندوبست اور اندازہ کرنا ہے
ہر ایک کام کا موافق لیاقت و مرتبہ اور مطابق اپنی قوت کے گیارھوین حریت یعنے آزادی
وہ عبارت ہے اچھی پیشون سے مال کو حاصل کرنا پھر اوسی بڑے بڑے مصرفون مین صرف کرنا
لیکن برے کام اور بیجا مصرف سے احتراز کرنا واجب ہے بارھوین سخاوت وہ نام ہے
اوس ملکے کا جو سبب اوسکی دولت کے خرچ کرنے مین دریغ نہ آوے اسطور سے کہ جسکو
جیسا درکار ہو اوسکو ویسا دے اور پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام مین واقع ہے کہ
خدا تعالیٰ اسنے دین اسلام کو اپنے لیے قبول کیا اور سخاوت و خوشخوئی کے برابر کوئی شے
دین کو رونق نہین دیتی ہے پس خدا تعالیٰ نے اپنے دین کو اون دونون سے مزین کیا اور
دوسری حدیث مین فرمایا ہے کہ قیامت کے دن پہلے جس چیز کو نیکون کی ترازو مین تولینگے
وہ خوش خلقی اور سخاوت ہے اور جب خدا تعالیٰ اسنے ایمان کو پیدا کیا کہا اوسنے یا الٰہی مجکو
قوی کر حق تعالیٰ نے اوسکو خوشخوئی اور سخاوت سے قوی کیا اور جسوقت کفر کو پیدا کیا اوسنے کہا
یا بار الٰہ میرے تئین زور آور کر خدا تعالیٰ نے اوسکو بدخلقی اور بخیلی سے زور دیا امام غزالی نے
روایت کی ہے کہ کفار عرب مین سے ایک گروہ کو اسیر کرکے حضرت رسالت پناہ کے
پاس لائے حضرت نے فرمایا اونمین سے ایک کی جان بخشی کرو باقی سبکو مار ڈالو اسوقت امیر المومنین
علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ خدا ایک ہی ہے اور دین بھی ایک اور گناہ اون سبھون کا برابر
پس اسمین کیا حکمت ہے جو ایک اونمین سے نجات پائے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ
میرے تئین جبرئیل نے خبر دی کہ سبکو مار ڈالو اور اوسکو چھوڑ دو کیونکہ وہ سخی ہے اور سخاوت
اوسکی ہمارے نزدیک مقبول ہوئی اور اخبار مین واقع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ پیغمبر کو وحی بھیجی

کہ سخی کو دوست رکھتا ہے اسلیے کہ وہ سخی ہے اور دوسری حدیث مین ہے کہ بہشت سخی لوگون کا گھر ہے
اور سخاوت کے تحت مین ہشت نوعین ہین تفصیل اسکی بڑی کتابون مین ہے جاننا چاہیے کہ بیشتر شجاعت کو
سخاوت لازم ہوتی ہے کیونکہ جب نہایت بڑی مشکلونکو اوٹھانے اور خوف وخطرے کے مکانون مین
جو احتمال ہلاکی کا ہے ٹھہرنے کی پروا نہین رکھتا اور اپنی جان پر کھیلتا ہے تو ہر آئینہ اوسکے نزدیک
مال اموال کچھ چیز نہیں ہے اور برعکس اوسکے بہت کم ہے کیونکہ بہت سے سخی ہین کہ اونمین شجاعت کی
بو بھی نہیں پائی جاتی اور حسب عدالت کے تحت مین جو نوعین مندرج ہین مشہور اونمین سے بارہ ہین
۱ صداقت ۲ الفت ۳ وفا ۴ شفقت ۵ صلہ رحم ۶ مکافات ۷ حسن شرکت ۸ حسن قضا ۹ تودد ۱۰ تسلیم ۱۱ توکل
۱۲ عبادت لیکن صداقت عبارت ہے سچی دوستی سے اور علامت اسکی یہ کہ از روی شریعت وعقل کے
واسطہ دوئی کا درمیان سے اوٹھا دیوین اور دو تن نہایت اتحاد سے ایک ہو جاوین اسطور سے
کہ جو اپنے اوپر پسند نکرے وہ اپنے دوست کو اوپر بھی پسند نکرے اور جس چیز کو اپنے لیے چاہے
اسکو اپنے دوست کے لیے بھی چاہے چنانچہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تم مین سے کوئی
مومن نہین ہو سکتا ہے جب تک نچاہے اپنے دوست کے لیے جو چاہے اپنے واسطے اور الفت
وہ ہے کہ سب کی راے اور عقیدے انکے ایک دوسرے کی کمک مین برابر ہین اور سب
ایک ہو کر مخالف کے توڑنے مین اتفاق کرین اور وفا وہ چیز ہے کہ موافقت واتفاق کی راہ سے
سر مو تجاوز نکرے پر بعضون نے تعبیر اسکی اسطور سے کی ہے کہ جس سے جو وعدہ کرے اسکو اپنے
اقرار کے موافق بجالاوے اور کسی کا حق اگر اپنے اوپر ہو تو اوسکو بخوبی ادا کرے اور شفقت
عبارت ہے مہربانی اور رحم دلی سے جب کسی پر مصیبت دیکھے پھر اوس سے چھڑانے کے لیے
کسی وجہ سے کوتاہی نکرے کیونکہ دانشمندون کے نزدیک ظاہر ہے کہ ہر ایک ذرہ اس عالم کا
اسی آفتاب حقیقی کا پرتو ہے اور اوسی تجلی کی چمک اور سب ذیحیات اوسکے چشمہ فیض سے
سیراب اور اوسکے خوان نعمت سے شاداب ہین خصوصًا انسان کہ سررشتہ اتحاد کا انکے
درمیان از بسکہ استوار ہے مثنوی مین ہے آپسمین جون عضو آدم کی نسل ٭ کہ خلقت مین ہے
ایک ہی اونکی اصل ٭ کسی عضو کو درد پہنچے اگر ٭ سرایت کرے دوسرے مین اثر ٭
مصیبت سے اورونکی نہ غم ہو جسے ٭ تو پھر آدمی نام تیرا نہو ٭ غرض اس مقام مین بہت سی باتین

چنانچہ شبلی رحمت اللہ علیہ سے منقول ہے کہ کسی نے ایک چارپائی کو سونٹا مارا پر چوٹ اوسکی اس کے بدن میں
لگی مترجم کی عبارت حیف ہے کہ باوجود تفاوت نوعی کے اثر الم کا پیدا ہوا اور جہان قرابت نوعی کے
ساتہ اتحاد فطری متحقق ہے کچہ بھی نہو تعجب ہے کہ اسنے کیا کیا تہا کہ اس درجہ کو پہونچا اور اوسنے کیا نہ کیا
کہ اوس سے محروم رہا بیت چھوڑ دے ای نے مروت اپنی خودبینی کو تو ✤ پھر یہ ظلمت تیری
آنکھونمین سراسر نور ہے ✤ اگرچہ راز اسکا ان لوگونسے جو سمجھ گفتگو کے تہ خانے مین بند ہین اور نظر انکی
اشیا کی کنہہ کو نہین پہونچتی اسلیے شاہد مطلوب کے جمال سے محروم رہکر رسمی کتابونمین ظاہر اجو لکھا ہے
اوسی پر اکتفا کرکے ان مضمونون کی بات سے رہ جاتی پوشیدہ رہیگا لیکن اون داناؤن پر جنکی
آنکھین تقلید کی جالی سے خالی ہین اور انکے انصاف کے دامن غبار کجروی سے پاک ظاہر ہے
کہ وہم امور خلقی مین بہت تاثیر کرنے والا ہے اسیواسطے ترشی کے خیال سے منہ مین پانی بھر آتا ہے
اور اونچی دیوار کے اوپر آمد و رفت کرنے سے وہم گرنے کا ہوتا ہے اگر زمین مین اتنی مسافت پر چلے
پھرے تو اسکا گمان بھی نہین ہوتا یقین ہے کہ اس تقریر کے بعد جو یہان محال دکھائی دے
عقل اوس سے کبھی انکار نکرے لیکن یہ تقریر یہان بطور تنزل کے مذکور ہوئی بیت اس سے بالا تر
زبان کچہ اور ہے ✤ عشق کے غم کا بیان کچہ اور ہے ✤ بیت شمع تجلی کو بصر چاہیے ✤ دیدۂ
قلبی سے نظر چاہیے ✤ اور صلہ رحم وہ چیز ہے کہ جب کوئی جاہ و حشمت کو پہونچے تو اقربا کو اوسکے
شریک کرے اور جسمین انکی بہتری ہووے اوس کی سعی یہ قرابت ظاہری ہے پر قرابت باطنی کی بھی
ہے کہ جو نسبت روح کے ساتہ رکھتی ہے اور اسکو قرابت الٰہی کہتے ہین اسی طرحسے رعایت
حق انکی واجب ہے بلکہ اوس سے بھی زیادہ چنانچہ امیر المومنین ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
فرمایا ہے کہ ایک قرابت گوشت و لہو کی ہے دوسری جان و دل کی اور اونکے درمیان برا فرق ہے
مصرع آب و گل سے جان و دل تک یان بہت ہی فرق ہے ✤ اور مکافات وہ چیز ہے
کہ جسقدر فائدہ اپنے تئین غیر سے پہونچا ہے اتنا ہی یا اُس سے زیادہ اوسکے بدلے اوسے پہونچاوے
اور جو کچہ ایذا اسکو اپنے تئین پہونچی ہو تو اُس سے کم بدلا کرے اور حسن شرکت وہ ہے کہ آپسمین
کاروبار اسطورسے اختیار کرے جو شریکون کے دل نہ پھر جاوین بحسب امکان اور بشرط محافظت
عدالت کے طور پر اور حسن قضا وہ ہے کہ لوگونکے حق کو ادا کرے اور اپنے تئین مذمت و ملامت سے بچا رکھے

اور تودد اپنے تئین سروں کے ساتھ دوستی کرنی ہی اور فاضلوں سے اچھی بات اور اونکی ساتھ داد و دہش
کرنی اور ان چیزونکو اختیار کرنا جو موجب کشش محبت کی ہین اور تسلیم وہ ہی کہ خدا کی احکام اور قوانین شرعی
او طریقہ پیغمبری اور اوسکے امثال پر جو شریعت کی اماموں اور طریقت کے مشائخوں سے مرسوم ہین راضی
رہے اور انکو اچھی نیت سے قبول کرے اگرچہ وی اسکی طبیعت کی موافق نہون حضرت رب العزت نی
کلام مجید مین تسلیم کو موقوف علیہ ایمان کا کیا اور فرمایا ہے کہ قسم تیری رب کی کہ نہین مومن ہوسکتے وے
جب تک تجھے اپنے درمیان حکم نکرین پھر جو تو حکم کرے اوسے اپنے دلونمین کچھ حرج نہ سمجھین
اور اسکو درستی نیت سے تسلیم کرین اور توکل وہ ہی کہ جو چیز انسان کی قدرت و اختیار مین نہو اور
اندیشہ کا بھی کچھ اوسمین گذر نہین زیادتی اور کمی اور اوسکی جلدی اور دیری پہنچانی سے اور اوس
کارساز حقیقی پر بھروسا کرکے بیجا خیالوں کو چھوڑ دے بیت خدا کی حکم پہ راضی ہو اور خوشدل رہ
کہ میرے اور نہ ترے اختیار مین کچھ ہے ✤ اور حضرت پیغمبر خدا علیہ الصلواۃ والسلام سے مروی ہی
کہ جو کوئی گھر سے نکلنے کی وقت یہ دعا پڑھے وہ کریم روزی بخش اپنی خزانہ بی انتہا سے در وسعت
روزی اور فراغت کے اسکے آگے کھولے بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰی نَفْسِیْ وَدِیْنِیْ وَمَالِیْ اَللّٰهُمَّ رَضِّنِیْ بِقَضَائِكَ
وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَا قُدِّرَ لِیْ حَتّٰی لَا اُحِبَّ تَعْجِیْلَ مَا اَخَّرْتَ وَلَا تَاْخِیْرَ مَا عَجَّلْتَ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ
خدا کی نام سے جو بہت بخشش کرنیوالا اور نعمت دینی ہارا ہے مین اپنی واسطے اور اپنی دین اور اپنی
مال کی لیے خدا کی نام سے پناہ لیتا ہون یا پروردگار تو اپنی حکم پر میرے تئین راضی رکھ اور
نیک کر اوس چیز کو جو میری لیے مقدر کیا یہان تک کہ جسے تو دیری سے بخشی اوسکی جلدی
مین نچاہون اور جسکو تو جلد عنایت فرماوے اوسکی دیری نہ طلب کرون بیشک تو
ہر شی پر توانا ہے بینا لوگون سے پوشیدہ نہین کہ مضمون اس دعا کا توکل اور رضا کی
طلب ہے مطابق خواہش الہی کی اور لازم ہے کہ اپنی خواہش کو حق تعالی کی خواہش کے
ساتھ موافق کرے اور گوشۂ دل کو ہوا و ہوس کی وسوسون سے بالکل خالی کرے تا تسکین اور
نہایت خاطر جمعی حق تعالی کی طرف سے اوسکے دل مین حاصل ہووے یہان تک کہ ہوی خوف
اوسکو ارادے سے بھی تعلق پکڑے عبادت وہ چیز ہے کہ اپنی پروردگار کی تعظیم و تکریم
جسنی اوسے نیستی کے ویرانے سے لاکر ہستی کی آبادی مین بسایا اور بغیر سابقہ استحقاق کے

نہایت مہربانی سے بیشمار نعمتین اپنے خزانہ الطاف سے عنایت فرمائیں انپر اور یہ واجب کری
ہو فرشتون اور نبیون کی تابعداری اور صحابہ اور اون کی تابعین اور اولیا اونکی متابعت اور
اون داناؤن کی جو علم الٰہی سے آگاہ ہین لازم جانے اور حکم شرعی کو ماننا مذہب کی رسومات
بجالانا پارسائی اختیار کرنی گناہون سے باز رہنا کہ وہ سبب ہین کمال کے شعار اپنا کری
لیکن طریقے عبادت کی تفصیلاً شرع سے معلوم ہوتے ہین اور جب اشیا کی بحث حکمت مین
اسطور سے ہوئی کہ یہان تک رسائی عقل کی ہوا اور احکام شرعی کو بھی تفصیلاً جاننا عقل کے
احاطہ سے باہر ہے پر وہ باتین جو وہان عقل سے معلوم ہوتی ہین سو بطور مجمل کے ہین
کیونکہ بیوسیلہ شمع نبوت کی شریعت کی گھر کی راہ دکھائی نہین دیتی اور عقل اکیلی وہان
بھٹکتی پھرتی ہے پس فقہ کی باتین اجمال کی روسے حکمت عملی مین داخل ہین اور تفصیل کی
نظر سے خارج یہ بیان ہے انواع فضیلت کا یہ بعض کے ساتھ بعضے کے ملنے سے
بہت سی قسمین پیدا ہوتی ہین حکیمون نے کہا ہے کہ جیسے اشخاص کی مزاج مختلف ہین
اور دو شخصون کے مزاج ایک طور کی نہین ویسی اخلاق بھی گوناگون ہین یہان تک کہ خصلت
دو شخصونکی ایک روش پر نہین ہے ارسطاطالیس نے کہا ہے کہ آدمیونکی شکل وصورت طرح بطرح
ہونے کا سبب باوجود کہ اس قدر تفاوت اور حیوانون مین نہین یہ ہے کہ اونکی عقل کے گوناگون
ہونے سے جدی جدی ایسی کیفیتین کہ وہ تابع مزاج کی ہو سکین نفس انسانی مین پیدا ہوئی ہین
کہ اونمین سے ہر ایک کیفیت جدی ایک شکل کو چاہتی ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ غصے کی حالت
کچھ ہے اور خوشی کی صورت کچھ اور ایسی ہی ہنسی کا چہرہ اور رونے کی شکل اور بخلاف اور حیوانو کے
کیونکہ اونمین ایک ہی طرح کی عقل کے سوا کچھ نہین ہے اسی واسطے تفاوت کیفیتون مین کم ہے
اور شکلین اونکی ملتی ہوئین ہین حاصل اس تقریر کا یہ ہے کہ یہ سب اختلاف کیفیت کے
مزاج متبدل ہوتا ہے اور بسبب اسکے اخلاق متغایر ہوتی ہین یہان تک کہ دو شخصونکے مزاج
ایک ہی نہین ہوتے اور خصلتین بھی ایک نہین تو پیر اون بحثونکے درمیان اس مقدمے
کی رو سے جسکی تمہید ہوئی اکثر مسامحہ یعنی ضعف اور سستی ہے اونمین سے بعض یہ ہے
کہ ذکا اور سرعت فہم اور اونکی امثال کو جنس حکمت کی انواع مین داخل کیا حالانکہ

انہون نی حکمت کی مطابق جو تفسیر کی ہی بموجب اوسکی دو قسمین سبب ہوتی ہین حکمت کا
ہان اگر تفسیر حکمت کی اسطور سے کرین کہ وہ ایک ملکہ ہی جسکی سبب قوت نظری احوال
موجودات کی پہچان سے مستحکم ہوتی ہے تو دو قسمین اوسکی انواع سے ہو سکتی ہین
پر یقین یہ ہے کہ جنہون نی کہا ہی کہ قوت نطقی کی روشش اگر برابر ہی تو اوس سی روشن علم کی
حاصل ہوتی ہے اور یہ تبعیت اسکی حکمت بنا اوسکی اسی تفسیر پر ہے غرض اس فن کے
مسائلون کے لیے عذر کی تمہید ہوئی چوتھا لمعہ جب اون فضیلتون کو معلوم کیا تو جاننا چاہیے
کہ مقابل اونکے کتنی صفتین ایسی ہین کہ وہ اون فضیلتونکی جنس سے نہین بلکہ اونسے مشابہ بھی نہین
اسلیے اکثر لوگ جو علم اخلاق سی ماہر نہین فریب مین پڑتے ہین پس لازم ہے کہ فضائل اور
رذائل کی درمیان کیا فرق ہے اوسکا بیان اور وجہ تشبیہ کو ظاہر کیجیے اسطور سی کہ اصل جواہر
ہوت کی شبہ سی پہچانی جاسے یہانتک کہ جوہر کمال انسانی کی ڈھونڈہنی والی اور ملکہ نفسانی کی
خواہش رکھنی ہاری دغا مین نہ پڑین اور دغا باز ہیر پھیر کرنیوالونکی فریب مین آکر ٹھیکریون کو موتیون کی
قیمت سی نہ لین لیکن اون فضیلتون مین بعضی لوگ ایسی ہین کہ وی علمی باتونکو یاد کرنی مین
پھر انکی دلیلون کو بھی کسی طرح سے سیکھ کر تقریر اسطور سے بناتی ہین کہ اکثر آدمی جو میسر
بینائی اور انوار دانائی سے بی نصیب ہین اون تقریرون کو سنکر بہت ہی خوش ہو تعجب مین
آتی ہین اور انکی دانائی کی گواہی دیتے ہین حالانکہ اونہین کسی بات کا یقین حاصل نہین
اور انکے دلون کی صفحے حروف راستی سے عاطل ہین ان لوگونکو علما اور داناؤن سی بول چال مین
تشبیہ دینی ویسی ہی جیسی طوطی اور بندر کو آدمیون سی یا لڑکونکو بوڑہون کی ساتھ بیت لکڑی کا سانپ بنا
کہ ہو وہ بشکل مار ۔۔ دشمن کو زہر دوست کو مہرا ہی امین کب ۔۔ بعضے انہین سے ہوسے ہین
کہ کسی مطلب مین صاف سچ کا بھی اعتقاد نہین کرتی اور ہر ایک بحث مین اگرچہ وہ پیدا ظاہر ہے
جو نہین جانتی ہین سو بول چال کیا چاہتے ہین اور جھوٹی باتون کو اپنی وہم سے تراشش کر
مبتدیون کو شک مین ڈالتے باوجود اسکی کہ جن یقینی باتون مین وہم کی مزاحمت نہین [illegible]
قاصر مین پھر بڑے مطلبون نہیں گردن دعوا کی بڑھاتی ہین اور باطل کو حق سی [illegible]
بصورت علم و یقین کی دکھاتی ہین اور اسی ۔۔ کا نام تحقیق رکھتی ہین ہر گاہ کہ حکمت [illegible]

اور پہچان اوسکی سواے حکیمون کے میسر نہین پس اون فریقون اور حکیمون کے بیچ تفرقہ کرنا بہت مشکل ہی
لیکن عفت کی مقابل جو صفت مشابہ اوسکی ہے مثال اوسکی جیسے ایک جماعت لذت دنیاوی سے
اعراض کرتی ہے اس توقع پر کہ جنس عفت اون کو زیادہ حاصل ہو مثلاً اکثر زاہد اس زمانے کے
اپنی زہد کو دکھاتے ہین کہ اوس سے دام مکر و فریب کا پھیلا کر عوام الناس کو چڑیونکی مثال پھنساوین
اسلیے کہ عرض دنیاوی کو جو مرتبہ ادنیٰ ہی حاصل کرین یا اون لذتون سی کچھ خبر نہین رکھتی اسیلیے پہاڑی
اور جنگلی آدمیونکی مانند شہر و آبادی سے متفاوت رہتی ہین یا اون لذتونکی بہتایت سی بیزار ہین یا وہ
اپنی بد البس ہی سے اسی طور پر ہین یا بنا بر کسی مرض کی شہوت اونمین کم ہے یا دکھہ درد کی ڈر سے
یا اسواسطے کہ اگر آدمی اونکے احوال سے مطلع ہون تو اونھین سرزنش کرین جو لوگ کہ ایسی ہین وے
صاحب عفت نہین پر سخاوت کی مقابل جو صفت اوسکی مشابہ ہی مثال اوسکی یہ ہی کہ بعضے آدمی
ہوا و حرص اور شہوت پرستی مین مال و اموال کو لٹا دیتے ہین یا لوگون کی دکھانے کے لیے یا جاہ کے
واسطے یا دفع ہجو کے لیے یا اوس مقام مین خرچ کرتے ہین جہان احتیاج اوسکی نہین اور بعضے لوگ
زیادہ خرچ کرتے ہین بسبب اسکے کہ وے دولت کی قدر سے غافل اور کس مقام مین اوسکو
خرچ کرتے ہین اوس سے جاہل ہین یہ حالت اکثر اونمین پائی جاتی ہی جنکو اتفاقاً بسبب میراث کی
یا کسیطرح اور سبب سی مال مفت ہاتہ لگجاے مثل مشہور ہی کہ مال مفت دل بے رحم وے احمق ایسی ہین
کہ اسکی پیدا کرنیکی مشقت سی بے خبر اور یہ نہین جانتے کہ آمدنی بہت متعذر اور خرچ کرنا نہایت آسان ہی
حکیمون نے کہا ہی کہ دولت جمع کرنی ویسی ہی کہ جیسے بڑے ایک پتھر کو پہاڑ کی اوپر لیجانا اور خرچ کرنا
ویسا ہی جیسے اوس پتھر کو وہانسے نیچے چھوڑ دینا کیا وے نہین جانتے کہ مدار زندگانی کا زر ہے
اور مفلسی کے سبب بے رونق ہوتی ہین فضیلت و ہنر حضرت سلیمان پیغمبر کے صحیفے مین لکھا ہے
کہ حکمت تونگری سے جی اوٹھتی ہے اور مفلسی سے مرجاتی دانا کی پاس اگر پیسا نہو کوئی اوس سے
کچھ فائدہ نپاوے بلکہ وہ آپ ہی اپنی احتیاج کریے دکھہ اوٹھاوے اور کمالات سے رہجاوے
بہت مجھکو بہ تجربہ حاصل ہوا کہ آخر کو یہ ہو قدر مرد ہنر سے ہنر کی زر سے ہو اور حاصل کرنا
اوسکا بھی وجہون سی دشوار اسلیے کہ بہتر پیشے کمتر ہین اور آزادونکو اسکی راہون پر چلنا مشکل ہے
پھر جو لوگ اس وضع کے پیسے خرچ کرتی ہین وے سخی نہین بلکہ حقیقت مین سخی وہ شخص ہے

جواپنی دولت کو کسی غرض کے واسطے بخش ندے بلکہ اسلیے کہ سخاوت بہت اچھی چیز اور بالذات
مطلوب ہے اور بغیر اوسکے دوسری وجہ سے اگر قصد اوسکا ہووے تو وہ سخی بالذات نہوگا
بلکہ بالعرض چنانچہ سابق مطلع کے درمیان خدا کے افعال مین اشارہ اوسکی طرف ہوا ہے
اور شجاعت کے مقابل جو صفت مشابہ اوسکے ہی نظیر اوسکی یہ ہی کہ بعضے لوگون سی شجاعت کے کام
ظاہر ہوتی ہین پر وے حقیقت مین شجاع نہین ہین مثلاً ایک جماعت پر خطر لڑائیون اور بڑے
کامون مین طمع مال یا واسطے مرتبے کے یا کسی غرض کے لیے شہرہ رہتی ہے لیکن یہ صرف اوسکی
حرص کے سبب ہی اور شجاعت کی قوت سی نہین جیسے چور بڑی مار پیٹ اور دائمی قید بلکہ کٹ مرجانے پر
بھی صبر اختیار کرتے اسلیے کہ نام اونکا اپنے ہمجنسونکے درمیان کہ وے بھی بُرے کامون مین
اونکی شریک ہین رہے اور جو کوئی اپنے بھائی بندون کی ملامت اور بادشاہ کی دہشت
یا مانند اوسکی سے اون چیزون پر راضی ہووے یا کبھی اتفاقاً فتح پائی ہو اسواسطے اوسکو دلیری
غرور آگیا ہی ایسی ایسی آدمی بھی شجاع نہین ہین بلکہ حقیقت مین شجاع وہ شخص ہی جسکی غرض قصد کی
ہدف گاہ سوای اس قوت فاضلہ کے نہووے بقیاس اوسکی جو اور قوتون مین مذکور ہوا
پر درندون کی خاصیت جیسے شیر وغیرہ اگرچہ شجاعت سی ملتی ہے لیکن بہت وجہون سے
نہین بھی ملتی اونمین سی ایک وجہ یہ ہے کہ وی اپنے غلبے اور بڑائی کی استواری اور اپنی طبیعت کی
خواہش سی غلبے کا شوق رکھتے ہین پس اون کامون پر اقدام کرنا اونکے غلبہ طبیعی کی روسی ہے
شجاعت کی نظر سے نہین دوسری یہ کہ مثال اونکی پہلوان زور آورون کے برابر جو تمام بدن
ہتھیار سے بچے ہوے ہین اکثر کم زور بیچارونکے ساتھ لڑتے ہین اور یہ شجاعت کے طریقے سی باہر ہے
کیونکہ تمام فضیلتون کی اصل عقل ہے تاکہ اور قوتین اوسکی تابع اور فرمان بردار ہین سواونمین
نہین پس حقیقۃً شجاع اوسکو کہتے ہین جس سی شجاعت کی خصلتین عقل کے حکم سی ظاہر ہون اور
غرض اصلی اوسکی سوا اس فضیلت کے نہوا اور جبکہ ایسا ہو نشانہ اوسکی نزدیک بدکاری کا
ڈر موت کی دہشت سی زیادہ تر ہے اور مرنے کی نیکنامی جینے کی بدنامی سی بہتر جیسا کہ کہا ہے
مصرع آبرو جگ مین رہے تو جان جانا سہل ہے ✤ اور ایک شعر عربی مین کہا ہے
معنی یے ہین بیت ہم پر آسان ہی کہ کرین ہمین برائی کا جو [illegible]

اگرچہ لذت شجاعت کی ابتدا مین کچھ نہین معلوم ہوتی کیونکہ اول اوسکا خوف ہلاکی کا ہے لیکن آخر کو
حلاوت زندگانی کی اور منفعت اوسکی دونون جہان مین اپنی آنکھون سے مشاہدہ کریگا خصوصا
جبکہ دین کی نگہبانی اور شرع متین کی تقویت کیلیے اپنی جان پر کھیلے چنانچہ آیہ قرآنی اسپر دال ہے
جسکے معنی یہ ہین جو لوگ خدا کی راہ مین مارے گئے تم گمان نکرین کہ وے مردہ ہین بلکہ زندہ ہین
خدا کے نزدیک اونکو روزی دیجاتی ہے اور مرد دانا جانتا ہے کہ لڑائی سے بھاگنا سبب
زندگانی کا نہین ہوتا اور نامرد بھاگنی مین اپنی جان کا بچاو چاہتا ہے جو بچ نہین سکتی
پس حقیقت مین طالب محال کا ہے بالفرض اگر کتنے دن تک اوسنے فرصت پائی لیکن نامردی کی
شرم اور بے عزتی کی خفت اور اپنے ہمسرونکا طعن وتشنیع اوسکی شیرینی حیات کو تلخ کر دیتے ہے
پس ایسی زندگانی سے جوانمردی اور نیکنامی اور توقع اجر عظیم کے ساتھ مرنا ہزار درجے بہتر ہے
بیت اکدن تو ہو ویگا جو کہانی یہ خاص عام ✣ بارے وہ کر کہ جس سے تو ہو جاے نیکنام ✣
اور حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے جو اپنے یارون سے فرمایا ہے مضمون اوسکا یہ ہے
کہ اے آدمیو فراموشی تمہاری خصلت موروثی ہے غفلت کی نیند سے چونکو اور یاد رکھو کہ اگر تم مارے
نجاؤ البتہ ملک الموت کے ہاتہ سے نہین بچوگے پس لڑائی سے کیون ڈرتے ہو اور نامردی کی شرم
کیون اپنے اوپر لیتے ہو قسم اوس رب کی جسکے اختیار مین ہماری روح ہے کہ تلوار کے ہزار وار کھانے
اپنے بچھونے پر مرنے سے بہتر ہے کیونکہ مردانہ وار جان پر کھیلنا اولا اوس سے ہے کہ رنڈیونکی مثال
جان دینا بیت دونون جگہین سرخرو ہے جو شہید عشق ہے ✣ خوب ہے وہ دن کہ مجکو کشتہ
یہان سے لیچلین ✣ اور اکثر حدیثین شجاعت کی فضیلت مین وارد ہین اونمین سے ایک حدیث ہے
جسکا مضمون یہ ہے کہ تحقیق خدا تعالیٰ شجاعت کو چاہتا ہے اگرچہ ایک سانپ کو بھی
مارے اور سب آدمی کے نزدیک شجاعون کی تعظیم اور اونکی تکریم واجب ہے علی الخصوص
بادشاہون اور سلاطین کو کیونکہ یے گروہ عالی شکوہ نفیس ضمون ہے کہ وہ گوہر جان ہین
کارزار کی بازار مین کاروبار کرتے ہین اور اپنے سینونکو سپر مصیبت کی بناکر دولت کے
مخالفون سے لڑتے ہین پس بادشاہونکو لازم نہین کہ مال واسباب کو اونسے دریغ رکھین یا تھوڑی
تقصیر سے اونپر خفگی فرماوین اور جو کوئی مفلسی کی پریشانی یا دولت کے جانے کے خوف

اور ذو قرمونکی دہشت سی یا محنت کی سبب اپنی تئین ہلاک کرتے ہین اونکی ان حرکات کو
نامردی پر قیاس کرنا بہتر ہے کیونکہ اہل شجاعت ہر ایک مصیبت پر صبر کرتی ہین اور
سختیون کو اوٹھاتے ہین اور ہر صورت کی گھبراہٹ سی اپنے تئین بچاتی کیونکہ آفت کے
وقت گھبرانا اور بلاؤن سے دل چرانا نامردی اور زنانہ پن ہے اور شرع مین سبب
طعن کا چنانچہ احادیث صحیحہ مین بھی ایسا ہی وارد ہے اون بحثو نسے معلوم ہوا کہ عفت
اور شجاعت بکلی حاصل نہین ہوتی مگر حکیم کو اما عدالت کی مقابل جو صفت مشابہ اوسکی ہی
بیان اوسکا یہ ہے کہ اکثر کام بطور عدالت کے اون لوگون سی صادر ہوتی ہین جو حقیقۃً
عادل نہین بلکہ وے صرف دکھانے یا سنانیکے لیے یا اسواسطے کہ لوگونکو اپنی طرف
لگالین یا مال و دولت اور جاہ و حشمت پیدا کرین عدالت کی روش سی بناوٹ کرتے ہین
اونہین عادل نہ کہا چاہیے بلکہ حقیقت مین عادل وہ شخص ہی کہ اپنے سب قوتو کو برابر رکھے
تاکہ عقل کے حکم سے سب کام اسکے موافق ہون کہ کوئی قوت زیادہ اس حصے سے
جو عقل نے اسکے لیے مقرر کیا ہے بچاہی اور ایک دوسرے تغلب نکرے جب اپنے تئین
اس وضع پر درست کرے تب آدمیونکے معاملے مین عدالت کے طریقو کو اسی نسق سے
مرعی رکھے اور اپنی اوقات کو ہمیشہ اچھے کامونکی تلاش مین مصروف کرے اور رسم نیک و بد کو
بجا لانے یہ فضیلت اوسوقت میسر ہوتی ہے کہ نفسانیت کو چھوڑ کر طریقۂ انسانیت سے
جو مقتضا ہر طرح کی ادب سیکھنے کا ہی آوے تب انصاف کی علامتین اوسکی پیشانی عدالت سے
ہویدا اور نقش کاروبار کے تختۂ اعتدال پر پیدا ہون اسی طرح سے اور فضیلتونمین بھی
قیاس کری کہ کھوٹے کو کھری سے اور کمی کو پوری سے پہچان لے یہانتک کہ بازار
معاملے مین عیار پیشون سے نہ ٹھگا جاے اور سود اور نیکنامی کا دونون جہانمین اوسکے
ہاتھ آئے پانچوان لمعہ جاننا چاہیے اون فضیلتونمین سے ہر ایک کی مقابل ایک صفت
سافل ضد اسکی ہے اور جیسے اجناس فضائل کی چار ہین ویسے اجناس رذائل کی بھی
پہلی نظر مین چار معلوم ہوتی ہین اول جہل مقابل حکمت کی دوسری نامردی مقابل شجاعت کے
تیسری بدکاری مقابل عفت کی چوتھی ظلم مقابل عدالت کا اور نظر تحقیق سی جو ظاہر ہوتا ہے

سو یہ ہے کہ ہر ایک فضیلت کی ایک حد معین ہے جب اس حد سے تجاوز کرے گھٹنی یا بڑھنی سے تب ایک
صفت رذیل پیدا ہوتی ہے پس فضیلت بیچون بیچ کی حد کا نام ہے اور رذیل صفتین اوسکی دو طرف کی
مثال مین جیسے مرکز دائرہ کا ایک نقطہ معین بیچون بیچ مین ہے باوجود اسکے کہ محیط سے اس تک
جتنے نقطے فرض کیے جائین سب سے وہ دور ہے اور گرد بگرد اوسکی محیط کی ہر ایک طرف کی نزدیک
نقطے بیشمار ہو سکتے ہین اوسی طرح سے ہر ایک فضیلت معین کے مقابل رذیل صفتین بیشمار ہین اور
جیسے اچھی راہ کی سیدھی چال سیدھی لکیر کے برابر ہے پھر اوس راہ سے بُری راہ مین چلنا اوس
سیدھی لکیر کے ٹیڑھے ہونے کی مثال ہے اور ظاہر ہے کہ جتنی لکیر دو نقطون سے ملاتی اوس مین سے
چھوٹی سیدھی ایکہی لکیر اون دو نقطون کے بیچ ہوتی ہے اور ہر طرف اوسکی ٹیڑھی لکیرین بیشمار
ہو سکتین ہیں پس اسیطرح سے اچھی راہ کی سیدھی چال ایکہی روش کے سوا ہو نہین سکتی اور
بُرے رستے کی ٹیڑھی چالین بیشمار ہین اور جب اصل بیچون بیچ کی حد کو پانا بہت مشکل ہے اور پانی
سے بھی اسپر ٹھہرے رہنا اوس سے زیادہ مشکل کیونکہ یہی طریق فضیلت کا ہے پر اوسمین ثابت رہنا نہایت
دشوار اسیواسطے پیغمبر علیہ الصلواۃ والسلام سے جو آدمیون اور جنون دونون فریقون کی راہ بتلانے
والے اور پل صراط سے پار کرنیوالے ہین فرمایا ہے کہ سورۂ ہود نے میری ڈاڑہی ضعیف کیا کیونکہ اسمین
اچھی چلن پر رہنے کا حکم ہے مضمون اوسکا یہ کہ تو سیدھی راہ پر جیسے تجھے حکم کیا ہے ثابت رہ اور
اس سبب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پل صراط کا بیان یون فرمایا کہ وہ بال سے باریک اور
تلوار سے تیز ہے اور یقین ہے کہ سورۂ فاتحہ جو مشتمل طلب ہدایت پر ہے اسی معنی کی خبر دیتا ہے
اور جب کہ بڑے بڑے عالمون و حکیمون اور ولیون سے مروی ہے کہ آخرت کی باتین جسکا وعدہ
اور وعید مخبر صادق سے کیا ہے وہ سب اخلاق واعمال کی صورتین ہین کہ ہر ایک شخص وہان
اپنی مرتبے کے موافق اونکو مشاہدہ کریگا چنانچہ فرمایا ہے کہ آدمی خواب غفلت مین ہین جسوقت
مرینگے تب خبردار ہونگے پھر جو لوگ اس عالم مین بیہوشی کی نیند سے چونکے ہوئے ہین اونکو
یہین اطلاع ہوجاتی ہے یے باتین قرآن اور حدیث کی اکثر جگہ مین صراحتاً مذکور ہین اور سبب
اون صورتونکا خواہ رغبت سے ہون یا کراہت سے اعمال اور اخلاق ہین جنہین اس عالم مین حاصل
کرتے ہین چنانچہ فحوائے آیۂ کریمہ کا جسکے معنی یے ہین کہ تحقیق دوزخ کا فرونکا گھیرنے والا ہے

اور حدیث پیغمبر علیہ السلام کی کہ مضمون اوسکا یہ ہے جو کوئی سونے روپے کے باسن مین پیے وہ اپنی

پیٹ کو دوزخ کی آگ سے بھرے اور تحقیق بہشت کی زمین بہت صاف وستھری اور درخت اوسکا کلمہ سبحان اللہ وبحمدہ ہے صاف اوسکی خبر دیتا ہے اگر طالب صادق اپنی چشم بینا کو وہم وخیال کے غبارسے دھوڈالے اور عقل کی گردن کو تقلید کی رسی سے چھوڑا دے بلکہ حدیث مشہور بھی جسکے معنے یہ ہین کہ دنیا عاقبت کی کھیتی ہے اوسکی خبر دیتی ہے کہ اگر گوش ہوش سے سنے قطعہ پیر دہقان نے دردمندی سے ✤ اپنے بیٹے سے ایک دن یہ کہا ✤ اس جہان بیچ اپنی کھیتی مین ✤ تو جو بوئیگا سو ہی کاٹیگا ✤ پس باعتبار اون باتون کے جو مذکور ہوئین آخرت کی سیدھی راہ جو عبارت ہے پل صراط سے جسے حشر کے دن جہنم کے اوپر باندھین وہ اعمال واخلاق کے بیچون بیچ کی حد کے برابر ہے اور دوزخ آگے گرد ونواح کی مثال جو کوئی آجکے دن اس راہ مین مضبوط رہیگا اور اوسکی سیدھاوٹ سے نہ ٹلیگا سو قیامت کے دن بھی پل صراط کے اوپر بے ڈر چلا جائیگا اور بہشت کے درمیان جو پاک آدمیونکا گھر ہے بے خطرے داخل ہوگا اور جو اس عالم مین اس سیدھی راہ سے بھٹک جاے تو عاقبت کو اوس پل صراط سے گر پڑے اور دوزخ کے بیچ جو گنہگار ونکا مکان ہے پڑ رہے اور فیثاغورس حکیم سے منقول ہے کہ انسان جو کام کرتا ہے اوسکے مقابل ایک فرشتہ یا دیو پیدا ہوتا ہے کہ وہ اوسکے مرنے کے بعد مصاحب و ملازم اوسکا ہوتا ہے چنانچہ آیہ قرآنی مین ہے کہ اگر عمل اونکا نیک ہو تو جزا اونکی نیک ہے اور جو عمل اونکا بد ہو تو جزا اوسکی بد ہے پس انسان کو چاہیے کہ احتیاط کرے تاکس واسطے اپنے لیے ایسا مصاحب ڈھونڈھے جو... جاننا چاہیے کہ وسط یعنی بیچون بیچ کو دو معنون سے تعبیر کرتے ہین ایک وسط حقیقی جسکی نسبت اوسکی دونون جانب کی طرف برابر رہے جیسے دایرے کا بیچون بیچ ہے دوسرا وسط اضافی اعتدال نوعی اور شخصی کے برابر جو ... کہ اطبا اوسکی نفی پر دلیل لاتے ہین دوسرا وسط اضافی اعتدال نوعی اور شخصی کے برابر جو ... نزدیک درست ہے یعنی بعضی کی نسبت سے بیچون بیچ ہے اور بعضی کی نسبت سے نہین پر جو وسط کہ اس فن مین معتبر ہے وہ معنے ثانی سے مراد ہے اسیواسطے فضیلت کی شرطین باعتبار اشخاص کے مختلف ہوتی ہین بلکہ بہ نظر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت کو اور ہر شخص کی فضیلتون مین سے ہر ایک فضیلت کے مقابل رذیل صفتین غیر متناہی ہین پر اوس مقام مین آئینہ خیال مین صورت ایک شکل کی دکھائی دیتی ہے کیونکہ جب وسط اس فن مین اعتدال شخصی اور نوعی کا مثال سمجھا

کو سنتے شبہ اوسکا ایک عرض بھی مانند عرض مزاجی کی ہوگا پھر اسکو بال سی باریک اور تلوار سے
تیز تر کہنا مناسب نہین ہوتا تقریر اوسکی اوٹھانی کی یہ ہے کہ جیسے مراتب عرض مزاج مین ایک مرتبہ
ایسا ہی کہ وہ سب سی بہتر اور قریب تر ساتھ اعتدال حقیقی کی ہے ویسا ہی مراتب ملکات مین بھی ایک مرتبہ
ایسا ہی کہ وہ سب سی افضل اور مقصود بالذات ہی اور دوسری مراتب بسبب بعد کی اوس مرتبہ سے
شائبہ افراط و تفریط سے خالی نہین اور جیسی شخص اور نوع ان مراتب مین افضلیت کی حالت میز
نہین مین لیکن بسبب ایک قرب معین کی جو اس مرتبہ سی رکھتے ہین وجود نوع اور شخص کی محفوظ
رہ سکتے ہین ویسی فضیلتون مین بھی فضیلت حقیقی وہی مرتبہ ہے اور باقی مراتب بہ سبب قرب کے
اس مرتبے سے فضیلت مین محسوب ہوتی ہین جیسی اعتدال بدنی مین اور مراتب پوری اعتدال پر نہین
اور شائبہ انحراف سی بھی خالی نہین اسلیے کہ اونسی خلل فاحش افعال مین ظاہر نہین ہوتی مراتب اعتدال مین
داخل ہین اور اسی صورت سی مدارج کمال مین موافق تفاوت قرب کی اعتدال حقیقی مین تفاوت
پڑجاتا ہے اور قواعد طب روحانی سکے قیاس پر قواعد طب جسمانی سکے ہین پر اوس مین شک نہین
کہ اگرچہ اعتدال اس معنی کی روسی بھی متحقق ہی لیکن دریافت اوسکی صعوبت سی خالی نہین اور مقام
مبالغہ مین اگر اوسکے وصف مین کہین کہ وہ بال سی باریک اور تلوار سی تیز تر ہی تو کچھ مضائقہ بھی نہین خدا
جسکو چاہے راہ راست کی طرف ہدایت کرے اور جب اس بیچون بیچ کی حد سی انحراف طرف افراط
یا تفریط کی ہووے مقابل مین ہر فضیلت کے دو صفتین رذیل پیدا ہون پس فضیلت گویا اون
دونون سکے بیچ ہی جب اگلی تقریر سے معلوم ہوا کہ اجناس فضیلت کی چار ہین تو اجناس رذیلت کی
آٹھ ہین دو اونمین سی اطراف حکمت کی ہین سفہ و بلہ لیکن سفہ طرف افراط کا مشغولی ہی قوت فکر کی
اون چیزون مین جو واجب نہین یا اونمین جو کہ قدر واجب سی زیادہ ہو اسکو کربزی کہتی ہین اور
بلہ طرف تفریط کا بیکاری ہے اوسکے امور واجبی سی اور مطلقاً اونکو چھوڑ دینا اپنی خواہش سے
یا اونمین قصور کرنا اور دو اونمین سے اطراف شجاعت کی ہین لیکن افراط کو تہور کہتی ہین وہ
اقدام کرنا اون ہلاکی سکے مقامون پر ہی جنکو عقل اچھا نہین جانتی اور طرف تفریط کا نام جبن ہی
وہ ڈرنا اون چیزون سو ہے کہ جنسے دہشت کرنا عقل کے نزدیک درست نہین اور دو اونمین سی
اطراف عفت کی ہین پر اوسکی طرف افراط کو شرہ یعنی بدکاری کہتی ہین وہ زیادہ رغبت کرتا ہی خواہشون کی طرف

عفت

قد معقول سے اور طرف تفریط کا نام سکون ہے یعنے اپنے تئین اون ضروری لذتون سے جو شرع
اور عقل کے نزدیک بہتر یا درست ہے محروم رکھنا اپنے اختیار سے نہ کہ خلقت کی رو سے اور دو اور جانبین
طرف عدالت کی ہین طرف اول ظلم ہے وہ عبارت ہے حق تلفی اور مال مردم خوری سے اور طرف
ثانی کو انظلام کہتے ہین یعنے ظلم ظالم کا قبول کرنا اور اوسکی اطاعت کرنی ذلت کے رو سے
اون چیزون مین جو اوسکی خواہش کے مطابق ہون اور بعضے عدالت کی دونو جانب کو جور کہتے ہین
کیونکہ طرف ثانی بھی ظلم ہے اپنے اوپر یا غیر پر اور جیسے عدالت جامع جمیع کمالات کی ہے ویسے ظلم
جو اوسکے مقابل مین ہے وہ جامع ہے تمام نقایص کا اور یہین سے ہے کہ شیخ الاسلام عبداللہ انصاری
وغیرہ محققون نے کہا ہے کہ جو آزار ہین وہ گناہ بھی ہین کیونکہ جہان تک گناہ وہ ظلم ہے خواہ اپنے اوپر
یا اورون پر بیت جو کچھ تو چاہے سو کر پر ستانہ ای ظالم ✤ ہمارے دین مین سوا اسکے کچھ
گناہ نہین ✤ اور بعضے بزرگون نے کہا ہے اہل طریقت اکثر چیزون مین اختلاف کرتے ہین لیکن
سب اسپر متفق ہین کہ راحت پہونچانی سب سے بہتر ہے اور دکھ دینا بہت بدتر اور حدیث صحیح مین
ہے کہ ظالم کی نیکیان مظلوم کے نامۂ اعمال مین لکھی جاتی ہین اور مضمون آیۂ کریمہ کا بھی لیکن ہم اونپر
ظلم نہین کرتے ہین ولیکن وے اپنے اوپر آپ ظلم کرتے ہین اوس سے خبر دیتا ہے اسیطرح سے
حد توسط کو اجناس فضایل کی تمام انواع مین قیاس کیا چاہیے چھٹا لمعہ عدالت کی
شرافت کی بیان کرتے مین پہلے تمہید کے طور سے تقریر کیجاتی ہے کہ مطابق عقل ونقل کے ذات پاک
حضرت حق جل وعلیٰ کی احاطۂ افہام سے باہر ہے اور اوسکے ایوان اجلال کا کنگرہ طائر بلند پرواز ادراک کی
پرواز سے برتر بلکہ غایت سیر عقول بشری اور نہایت عروج قوت نظری کی وہ ہے کہ نسبت واعتبارات
کے واسطے سے جو باعتبار تعلق ذات اقدس کے ممکنات سے ہے ثابت ہوئی بیت بولا کہ غلط ہم سے
نشان کب پاوے ✤ نہ ہے تیرا عالم صورت ہی کا ✤ پر اول آئینہ جس مین رخسار اوس معشوق
قدیم کا اہل عرفانکو دکھائی دیتا ہے وحدت ہے نہ وہ وحدت جو مقابل ہے کثرت کی کیونکہ وہ ایک سایہ ہے
اوسکے سایون سے اور وہ وحدت بھی نہین جو اعداد مین ساری ہے اس لیے کہ وہ ایک پرتو کی
سوا نہین اوسکے جمال لایزال کی تجلی سے بلکہ وہ وحدت ہے کہ اگر شمع جمال کو روشن کرے
تو یہ عالم کثرت پروانے کے مانند اوسکے آگے جل مرے بیت جو شمع جمال اپنی روشن کری

کسی تاب جو آنکہ ٹھہر اسکے + اوسکی جلال عالم سوزکی تجلی کے آگے ذرہ دکھائی ندیوین اور کثرت مقام ظہور مین نہ ٹھہرسے اور اسکی ذات پر کمال کی وسعت مین کوئی غیر شمار مین نہ آوسے چنانچہ فحوائے آیہ کریمہ کا لمن الملک الیوم آج کسکی بادشاہت ہی خدای واحد قہار ہی کی ہی بیان اوسکا اچھی طرح کرتا ہی بیت ملک ہستی کا ہی شہ خود واحد قہار کون + شحنہ اوسکے قہر کے بن امین ہی سیمار کون + یہین سے ہے کہ اہل حکمت کے رئیسون اور مذہب کے بڑی مشائخون نے تصریح کی ہے کہ حق تعالی کی وحدت ذاتی اور ہی نوع وحدت کی مغائر ہی وحدت عددی کی چنانچہ شیخ کبیر امام خبیر عارفون کے پیشوا ابی عبداللہ محمد بن حنیف رضی اللہ تعالی عنہ کی معتقد کے صدر مین عبارت عربی سے مرقوم ہی معنے اوسکے یے ہین کہ خدا واحد ہی پر واحد عددی نہین اور مثل اوس واحد کے بھی نہین جو احاد مین ہے تصور اس وحدت کا جو قانون ادراک عقل کے طریقے سے باہر اور بغیر روشن کشف وعیان کے اوس تک پہونچنا متعذر ہے اور بسبب مشکل ہونے اس تصور کے فرمایا ہی جب اللہ کا ذکر کیا جاتے جس حال مین وہ واحد ہے نفرت گزین ہے دل اونکے جو آخرت پر ایمان نہین لاتی چنانچہ امام راغب اور دوسری محققون نے بھی تحقیق کی ہے اور جو پرتوکہ دیدۂ عقل کو نظر آسکتا ہی سو وحدت عددی ہے کیونکہ بغیر اوسکی روشنی کے کوئی غیر مقام ظہور مین آنہین سکتی اور نہونے سے اوسکے کسی شخص کی بقا کی صورت ممکن نہین اور علما ممتاز ین کے نزدیک جو ارباب کشف وشہود کی امام ہین مقرر ہے کہ کمال ہر ایک صفت کا وہ ہے کہ اپنے ضدون سے قریب ہونی اور ملنے کے گھیری مین آوسے چنانچہ حق سبحانہ تعالی کے مبارک اسمومین مشاہدہ کیا جاتا ہی هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ پس جو موجود ایسا ہو کہ باوجود اس کثرت احکام الٰہی کی وحدت اسمین ظاہر ہو تو وہ اشرف ہوسکتا ہی پر دلکش آوازون اور اچھے نغمون اور موزون شعرون اور اچھی صورتون مین جو تاثیر ہے سبب اوسکا شرف وحدت تناسب کا ہے اور آثار غریبہ جو وفق اعداد پر مترتب ہین وہ بھی اسی قسم سے ہین اور حکمت کو بیچ مقرر ہے کہ جتنا مزاج موافق اور وحدت حقیقی کی طرف نزدیک تر اور مائل ہوسے اوسمین جو صورت یا جو نقش پایا جای افضل واکمل ہوگا جیسا کہ سلسلۂ موالید مین جب کہ مزاج معادن کا وحدت اعتدالی سی بعید ہی تو صورت

نوعی اوسکی فقط مبدا ہی حفظ ترکیب کا پھر جب اس مرتبہ سے ترقی کرکے درجۂ اعتدال نباتی کو پہونچے ساتھ اوس حفظ ترکیب کی مبدا التغذیہ و تنمیہ و تولید کا ہوتا ہے اور اس رتبے سے گذر کر جب اعتدال حیوانی مین پہونچے تو ان آثارون کی ساتھ مبدا حس و حرکت ارادی کا ہوتا ہے جب اس پایے کو چھوڑکر اعتدال انسانی کو پہونچے تو اون تمام آثارون کے ساتھ مبدا نطق کا یعنی ادراک کلیات اور اوسکے توابع کا ہوتا ہے اور اشخاص انسانی کے مزاج اعتدال حقیقی کی طرف جس قدر نزدیک ہون کمالات اون کی زیادہ تر ہون یہان تک کہ درجۂ ثبوت کو پہونچین پھر اونکے درمیان بھی بہت سی مراتب متفاوت ہین یہان تک کہ رتبہ ختم کو پہونچے جو مظہر ہے ہر ایک کمال کا اور نہایت سب نہایتون کی ہے کہ اوسکے آگے کوئی مرتبہ نہین اور علم موسیقی مین مقرر ہوا ہی کہ کوئی نسبت شریف تر مساوات کی نسبت سی نہین اور جو نسبت وجوہ انحلال کی کسی وجہ سی نسبت مساوات کیطرف رجوع نہ کرے وہ حد ملایمت سی خارج اور تنافر کے تحت مین داخل ہے تبصرہ جب اطراف کلام کی اس مقام تک پہونچی تو اون فنون کی بعضے کی تفصیل کی طرف اشارہ کرنا بہتر ہی اور بیان اوسکا جس طور پر کہ لائق اس مقام کے ہو یہ ہی کہ نغمہ وہ ایک آواز ہی جس مین ایک نوع کی درنگ ہوتی ہی لیکن جسوقت حدت و ثقل کی ایک حد معین مین مکرر ہوا اور اوس سے کوئی تاثیر ایسی جو خاصیت تالیف کی ہے پیدا نہو تو اوس علم کے جاننے والی کی نظر اوسکی طرف نہین ہے کیونکہ نظر اوسکی نغمون پر منحصر اس وضع سی ہے کہ میانہ اونکا مطابق حدت و ثقل کے یا زمان متخلل کا میانہ درمیان اون کے موافق مقدار کسی نسبت ملائم یا متنافر کے حاصل ہو شق اول کو علم تالیف کہتے ہین اور ثانی کو علم ایقاع اور جب حدت و ثقل کے بیچ اختلاف پایا جاسے تو بالضرور اون نغمون کے درمیان کسی نسبت ملائم یا نسبت متنافر مین تفاوت پیدا ہوگا اسلیے کہ اگر تفاوت اون کے درمیان مثل بالفعل سی یا مثل بالقوت سی ہو تو ملائم ہے نہین تو متنافر اور مراد مثل بالفعل سے یہی کہ قدر تفاضل اقل کے برابر ہو یہ اوسصورت مین ہو سکتی ہی کہ ایک نغمہ دوسرے کا دوچند ہو جیسے چار اور دو چھ اور تین اس سی بعد ذی الکل کہتے ہین اور مثل بالقوت سی مقصود یہ ہی کہ جو مثل بالفعل نہین ہی دونا کرنے سے مثل بالفعل ہو سکی اوسکی دو قسمین ہین ایک وہ ہی جو قدر تفاوت کی طرف سی قوت ہو جیسے چھ اور چار تفاوت

اونکے درمیان دو کا ہے اور دو کو دونا کرنے سے چار ہوتی ہین اسی نسبت زائد بالجزء کہتے ہین دوسری
وہ ہے کہ جن دونونکے درمیان تفاوت ہے اونکے ایکہی کی جانب سے قوت ہو جیسے چھہ اور دو کیونکہ
تفاوت اونکے درمیان چار کا ہے پر دو کو کہ احد المتفاوتین ہے دوچند کرنے سے چار ہوتی ہین
اوسکو نسبت کثیر الاضعاف کہتے ہین اور جو نسبت کہ اون وجہون پر ہو یا اونکی طرف راجع ہو وہ
ملائم ہے اور جو برخلاف اوسکے ہو وہ متنافر ہے اور یہانسے معلوم ہوا کہ جو دو نغمے کہ اونکے درمیان
نسبت غیر عددی یعنے نسبت صمّی ہین سے ہو وہ متنافر ہے نسبت صمّی عبارت اس نسبت
سے ہے کہ وہ ایسے دو مقدارونکے بیچ ہو کہ کوئی مقدار ان دونون کو ایک ساتھ کھو نہ سکے جو جامعیت
مقدارونکی ہے اور وہ عددکی بیچ پائی نہ جاے اور متنافر ہو مثال اسکی وہ نغمہ ہے جو تمام وتر سے
یا اسکے اس جزء سے پیدا ہو کہ نسبت اسکی کل کی طرف ویسی ہو جیسی نسبت ضلع مربع کی اسکی
قطر کی طرف ہے اور جو نسبت ان دونون کے درمیان عددی ہو پر اقل مفنی اکثر کا نہو اور ان
دو عددون کے بیچ تفاوت اوس جزء سے نہو جو بالقوت عدد زائد کے برابر ہو سکے اور اوسکی کسی
نسبت ملائم کی طرف اون وجہون سے بھی رجوع نکرے جنکا بیان شرح وار ہوگا تو وہ البتہ
متنافر ہے مانند اون دونون نغمون کے جو ایک دوسرے پر زیادہ مقدار چار سبع کی ہو مثلاً
ایک نغمہ سات کا دوسرا گیارہ کا ہو کہ تفاوت اونکے درمیان چار سبع کا ہے نہ سات کا
کہ اقل ہے تضعیف سے گیارہ ہوتا ہے اور نہ چار سبع کہ قدر تفاوت ہے اور اگر اقل مفنی اکثر کا ہو
تو اس سے خالی نہین کہ قدر تفاوت اقل کے برابر ہے یا اس سے زیادہ اول نسبت نصف و ضعف کی ہے
اسکو بعد ذی الکل کہتے ہین اور ثانی کا نام کثیر الاضعاف ہے اور اگر تفاوت اونکے درمیان اوس جزء
سے ہے جو بالقوت عدد زائد کے برابر ہو سکتا ہے اگر وہ جزء نصف اور مادون نصف کو جیسے بعد
ذی الکل کہتے ہین نسبت عددی سے نہ کھووے جیسے نصف اور ثلث ہے اسے ابعاد وسطی کہتے ہین وہ اونھین
دو صورت مین منحصر ہے اور اگر تفاوت ربع و سدس سے ہو تو جزء و تفاوت نصف کو اور جو سبع و خمس
سے ہو تو مادون نصف کو کھو دیگا لیکن ابعاد وسطی کی پہلی قسم کو بعد ذی الخمسہ کہتے ہین جیسے دو اور تین
اور دوسری قسم کو بعد ذی الاربعہ کہتے ہین جیسے تین اور چار اور اگر تفاوت اوس جزء سے ہو جو نصف
اور مادون نصف کو کھو دے اوسکا نام ابعاد صغار ہے اور وہ زائد بالربع ہوتا ہے اور یہ قسمین

تمام دو عددون کے درمیان تداخل کے ساتھہ یا اوس جزکی تفاوت کی ساتھ متحقق ہین جو بالقوت عدد زائد کے برابر ہوسکے ان قسمون تک کہ تفاوت محسوس ہوسکتا ہی لیکن حلق انسانی سے انکا ادا ہونا اگر ممکن ہو تو ملائم و معتبر ہین اور جو تفاوت اوس مرتبے سے ہو کہ کچہ معلوم نہین ہوتا یا بہت کم محسوس ہو یا حلق انسانی سے اخراج اونکا محال ہو تو موسیقی والے کی نظر مین اونکا کچہ اعتبار نہین کیونکہ جس صورت مین کچہ معلوم نہو یا تھوڑا تفاوت محسوس ہوتا ہی تو اوس صورت مین علم تالیف سے جو لذت معتبر مطلوب ہے حاصل نہوگی لیکن وجہ اخیر کی صورت مین اگرچہ اخراج اونکا دوسری آلات سے ممکن ہے لیکن جب کہ وے طبیعت انسانی کی طریقے کی جو نسبتین اصوات حلقی کی ہین برخلاف ہوئین تو طبیعت انسانی کی زیادہ رغبت اوسکی طرف نہوگی اور لذت معتد بہ اوس سے نپائی جائیگی حالانکہ فن موسیقی زیادہ لذت کی لیے موضوع ہی پس جو نغمہ کہ برعکس اوسکے ہی وہ مدنظر اس فن کا نہوگا یہان سے معلوم ہوا کہ جو نسبت برخلاف نسبت آواز حلق انسانی کی ہے وہ معتبر نہین اور نہایت نسبت اصوات حلقی کے بحسب استقرا کی بڑی بعدون مین وہ ہے کہ ایک نغمہ دوسرے کا دوچند ہو جیسی ایک اور چار اور چھوٹے بعدون مین وہ ہی کہ ایک زائد ہو چھتیس جزون مین سے کسی جز سے یعنی ایک ۳۶ کا ہو دوسرا ۳۷ کا اسکے اوپر جو مرتبے ہین سو معتبر نہین اما بیان اوسکا کہ ایک نسبت دوسری کی طرف کسطرح سے رجوع کرے یہ ہے کہ باوجود اسکے جو نسبت ضعفی کہ اوسے نسبت مثلی کہتے ہین وہ سب نسبتون کی اصل اور سب سے اشرف ہے اور وہ اپنی نہایت شرافت سے اور بسبب قریب ہونے کے وحدت کی طرف ہر ایک جانب اوسکی دوسری کے قائم مقام اس وضع سے ہوتی ہے کہ ملائمت جون کی تون باقی رہتی ہے یعنی اگر ایک نغمہ دونا ہو اور دوسرا آدھا پھر اوس آدھے کو اگر اوس دونے کی جگہ مین رکھین یا برعکس اسکے کرین تو عمر کا رشتہ نہ ٹوٹے اور گانے کا تار ویسا ہی باقی رہے مثلاً ایک نغمہ آٹھہ کا ہو جو دونا ہے چار کا اگر اس چار کے مقام مین آٹھہ کو رکھین اور تین کی نغمہ کے ساتھ گانے لگین تو اوس آٹھہ اور تین سے ایک بعد ملائم پیدا ہوگا باوجود اسکے کہ اوسکے درمیان اتفاق اچھا نہین ہے لیکن ملائمت اونکی اسلیے ہی کہ چار جو نصف آٹھہ کا ہے تین کی ساتھ ملائمت رکھتا ہی اور تین کی طرف سے اگر تو بھی اعتبار کرے اور کہو کہ تین نصف ہے

چھہ کا اوسکے اور آٹھہ سکے درمیان ملائمت ہی تو بھی مقصد پورا ہوگا اور بہر صورت راجع طرف بعد ذی الاربعہ کے ہوگا اور جو پانچ کو تین سکے ساتہ استعمال کرین ملائم ہو اور البعاد صغار کی طرف رجوع کرے اس لیے کہ پانچ اور چھہ کی بیچ ایک نسبت ملائم ہے چھوٹے بعدون سی اور تین قائم مقام چھہ کا ہی یا کہون کہ درمیان اڑھائی اور تین سکے نسبت چھوٹی بعدون کی ہے اور پانچ قائم مقام اڑھائی سکے ہے اور اون صورتون کو تمام متفق باتفاق ثانی کہتے ہین اس مقام مین صاحب بصیرت کو معلوم ہو کہ بعد ذی الخمسہ کو بعد کثیر الاضعاف اور بعد ذی الاربع کی طرف اور بعد ذی الاربع کو بعد ذی الخمسہ کیطرف رجوع کر سکتے ہین کیونکہ اگر پہلی صورت مین دو کو قائم مقام چار سکے خیال کرین تو بعد ذی الاربعہ کیطرف رجوع کرے اور جو تین کو چھہ کی جگہہ مین تصور کرین تو بعد کثیر الاضعاف کی طرف رجوع کرے اور دوسری صورت مین اگر تین کو قائم مقام چھہ سکے فرض کرین تو بعد ذی الخمسہ کی طرف راجع ہو اور بعد ذی الکل کی شرافت و اصالت مین سے جو زیادت اوسکی مثل بالفعل سی ہی یہ ہے کہ وہ بعد اوسط کی طرف واسطۂ عددی اور واسطۂ تالیفی دونون سی منقسم ہوتا ہی لیکن مراد واسطۂ عددی سے وہ عدد ہی کہ دو عددون سکے بیچ متوسط اسطور سے ہو کہ نسبت اوسکے باعتبار قرب و بعد سکے دونون کی طرف برابر رہے جیسی چار متوسط ہی درمیان چھہ اور دو سکے اور عبارت واسطۂ تالیفی سی ایک عدد ہے جسکی زیادت کی نسبت جو اوس سی اقل کی اوپر ہے اور کسی عدد زائد کی زیادت کی طرف ویسی ہو جیسی نسبت عدد اقل کی اکثر کی طرف ہی جیسے چار دو کی نسبت کی برابر اور جو نسبت اوسکے درمیان واسطۂ تالیفی ہی سو تین اور چھہ کی بیچ ہی کیونکہ زیادت چار کی تین سکے اوپر جو واسطۂ تالیفی ہی درمیان تین اور چھہ سکے ایکہی ہی اور چھہ کی زیادت چار اور دو سکے اوپر اور نسبت اون دونون کے بیچ ویسی ہے جیسی نسبت ہے درمیان تین اور چھہ سکے پر بیان پہلی صورت کا اسطور سی ہے کہ چار کی نسبت دو کی طرف بعد ذی الکل ہے اور جب تین کو جو واسطۂ عددی ہی اونکی بیچ لاوین دو نسبتین پیدا ہون ایک درمیان دو اور تین سکے یہ بعد ذی الخمسہ ہی دوسری درمیان تین اور چار سکے وہ بعد ذی الاربعہ ہے اور تقریر دوسری صورت کی یہ ہے کہ نسبت چھہ کی تین کی طرف بعد ذی الکل ہے اور چار کو جو نسبت تالیفی ہے اگر درمیان اونکے متوسط کرین دو نسبتین حاصل ہون ایک نسبت

چار کی تین کی طرف یہ بعد ذی الاربعہ ہی دوسری نسبت چار کی چھہ کی طرف وہ بعد ذی الخمسہ ہے
اور اس تفصیل سے نسبت ضعفی بعد ذی الکل کی وجہ تسمیہ اور نسبت تالیفی دونون کی معلوم ہوئی
اس تمہید کی روسے معلوم ہوا کہ تمام ابعاد ملائم نسبت مساوات کی طرف رجوع کرتے ہین کیونکہ بعد
ذی الکل مین قدر تفاضل مثل بالفعل ہے اور دوسری صورتون مین مثل بالفعل کے جدا ہونے سے
مماثلت بالقوت قدر تفاضل کی جانب سے یا جنکے درمیان تفاوت ہی اونکی کسی طرف سے یا مماثلت بالذات
یا بالواسطہ ہے جیسی تفصیل اوسکی ہوئی پس ملائمت کا مرجع مماثلت ہی جو ظل وحدت کا ہی اور قدیم
حکیمون کی نزدیک نسبت کی پہچان اور اوسکی وجہون کی استنباط کرنے اور اوسکے وسیلے سے اور اچھے اچھے
علمون کے حاصل کرنے مین بڑا اعتبار ہے پر نسبت عددی اور نسبت ہندسی اور نسبت تالیفی مشہور
نسبتون مین سے ہی نسبت عددی سابق تقریر سے معلوم ہوئی اور نسبت ہندسی وہ ہی کہ اول کی نسبت
دوسری کی طرف ویسی ہو جیسی نسبت دوسری کی تیسری کی طرف اسی نسبت متصلہ کہتے ہین
یا جیسے تیسری کی چوتھی کی طرف ہو اسکو نسبت منفصلہ کہتے ہین نسبت تالیفی وہ ہی کہ اوسط و
اصغر کے درمیان جسقدر تفاوت ہی اوسکی نسبت اوسط و اکبر کی قدر تفاوت کی طرف ویسی ہو
جیسی نسبت اصغر کی اکبر کی طرف ہی جیسی مذکور ہوا اور اون دونون کے استخراج کی قاعدے ارثماطیقی کی
کتابون مین مذکور ہین اور علم ہندسہ سے بھی معلوم ہوتی ہین اور اکثر دقیقی علوم کے اور حکمت کی بہت سے
اسرار نسبت کی احکام پر مبتنی ہین فیثاغورس سے منقول ہے کہ قواعد موسیقی کو آسمانون کی آوازون سے
نکالا اور اوسنے یہ کہا ہی کہ کوئی خوش آیند نغمہ آسمانونکی آواز سے نہین اگرچہ اس بات کو حکیمون کے
بعضے فاضلون نے ظاہر کے اوپر قیاس کیا اور کہا ہی کہ آواز کا سبب ہوا کی زور شور سے چلنے پر
موقوف نہین لیکن شاید اوس سے بطریق کنائی کے اس نسبت شریف کی طرف اشارہ ہو جو حرکات
فلکی کے درمیان ہے زمانہ کی جلدی یا آہستگی کے مطابق جو اوسکے تابع مین واقع ہی کیونکہ
یقین ہے کہ کوئی ایسی ایک نسبت شریف ہوگی جو مدار ہے عالم کون و فساد کے انتظام کا
پس تعجب نہین کہ اوس نسبت یا اوسکے قریب کو اگر نغمون اور آوازون مین تقلید کرین تو
نہایت بہتر اور دلچسپ ہو جسکو خدا نے دانائی بخشی سو جانتا ہی کہ روح کا متعلق ہونا بدن سے
اسلیے ہے کہ ایک نسبت شریف اعتدال کی اجزا سے عناصر مین حاصل ہوتی ہے اور اسیواسطے

جب وہ چھوٹ جاتی وہین وہ تعلق بھی جاتا رہتا ہی پس حقیقت کی روسے روح عاشق ہے
اوسی نسبت کی اور اسی سبب سی ہے کہ جہان کہین اچھی نسبت پائی جای موجب دلچسپی
اور رغبت قلبی کا ہو جیسی خوبصورتی کہ عبارت ہی تناسب اعضا سی اور بلاغت و فصاحت جو
عبارت ایک مناسبت خاص سی ہے اجزای کلام کے بیچ اس وضع سی کہ موافق مدعا کی طریقہ گفتگو
محفوظ رہی اور تاثیر نغمون کی بھی بسبب تناسب کی ہے جیسی بیان ہوا اور تحقیق یہ کہ وہ ایک معنی ہی
اگر اجزای عنصری مین جو آپس مین ملی ہوی ہین پائی جاے تو اعتدال مزاج ہی اگر نغمون کی درمیان ہو
اوسکا نام خوش الحان اور جو چال و چلن مین حاصل ہو ناز و کرشمہ اور اگر گفتگو مین ظاہر ہو تو فصاحت
و بلاغت اور جو اعضا کے درمیان ہو تو خوب صورتی اور اگر ملکات نفسانی کے بیچ ہو تو
عدالت ہے نفس انسانی ہر ایک مقام مین عاشق و طالب اوسی معنی کا ہے جس رنگ مین
دکھائی دے اور جس لباس کے ساتھ نمود ہو بیت ہی مجکو چاہ حسن کی وہ جس مکان مین ہو
حیوان مین نمود ہو یا انس و جان مین ہو ٭ تجھسے یا قبا سے جو ہو اپنی بیچ بنا ٭ پہچان
لونگا تیرے تئین جس نشان مین ہو تتبصرہ تتمیم اس ملنے کی سابق بحثون کے درمیان معلوم
ہوئی کہ مدار عدالت کا رعایت کرنی اوس مناسبت کی ہے جو وحدت کی طرف
رجوع کرتی ہے پس جب کہ اعتبار عدالت کا اون کامون پر موقوف ہوا جو عالم
معاش کے بند و بست کے وسیلے ہین تو اوس اعتبار کی تین قسمین ہوئین اس لیے
کہ وہ کام تین نوع کے ہین ایک وہ ہے جو تقسیم اموال اور بخشش سے تعلق رکھے
دوسری وہ جو معاملے اور داد و ستد مین ہے تیسرے سیاست و تادیب سی علاقہ رکھتی ہی
لیکن اون تینون صورتون مین تناسب درکار ہے پر قسم اول مین کہتے ہین جب نسبت
اس شخص کی اس مال اور اس بخشش کے ساتھہ مانند نسبت اس آدمی
کے ہے جو مرہتے یا ایسے مال یا ایسی بخشش مین جو نظیر اوس بخشش کی ہے اوس
مال سے برابر اوسکے ہو پس یہ بخشش حق اوسکا ہے اگر کچھ زیادتی یا نقصان اوسمین ہو
تو تدارک اوسکا واجب یہ نسبت منفصلہ سے تشبیہہ رکھتی ہے اور دوسری قسم مین
کبھی نسبت منفصلہ کو استعمال کرنے اور کدھی نسبت متصلہ کو پہلے جیسے کہے تو

کہ نسبت اس بزاز کی اوس کپڑے سے کیسی ہے جیسے اس نجّار کی اوس
چوکی سے ہے تو معاوضہ مین کچھ ظلم نہین اور دوسری جیسی کہو تو کہ نسبت اس کپڑے کے اس سونے کی
ساتھہ کیسی ہے جیسی نسبت اس سونے کی اس چوکی سے ہے پس اگر کپڑے کو چوکی سے معاوضہ
کرین تو حیف نہین یہ مثال اخلاق ناصری مین اسی طرح مذکور ہے لیکن اوسمین خلل ظاہر ہے
ہان اگر نسبت کپڑے کی سونے سے مانند نسبت کرسی کی سونے سے ہو تو معاوضہ مین حیف
نہین ہوتا ہے لیکن یہ نسبت متصلہ نہین ہے جیسے سابق اوسکی تعریف سے معلوم ہوا پر تیسری
قسم مین جو نسبت معتبر ہے وہ نسبت ہندسی کی مشابہ ہے جیسا کہو تو کہ نسبت اوس شخص کی
اپنے مرتبے کے ساتھ مانند نسبت اور ایک شخص کی ہے اسکے مرتبے سے پس اگر اس شخص سے
پہلے پر کچھ ظلم یا کچھ نقصان اوسکا ہو تو اوسی نسبت سے اوسکا بدلا کرنا واجب ہے تا عدالت
برقرار رہے غرض مرتبۂ اعتدال کو نگاہ رکھنا اور اوس سے اوزار ناملائم کو دفع کرنا بغیر پہچاننے وسط کو
حاصل نہین ہوتا ہرگاہ کہ سابق تقریرون سے ظاہر ہوا کہ وسط کو دریافت کرنا نہایت مشکل ہے
پس شریعت الٰہی کی طرف جو میزان حق و باطل کی ہے رجوع کیا چاہیے تا وحدت حق کا
جوہر اوس سے پورا کر لے اور جب کہ انسان کی طبیعت مقتضی اوسکی ہے کہ شہر و آبادی مین
رہے اور ایک دوسرے سے کاروبار کیا کرے اور زندگانی اوسکی بغیر شراکت و اعانت کی
ممکن نہین اور شراکت مین بھی دینا لینا عوض و معاوضہ ضرور ہے مثلاً نان بائی کسان کیلیے
روٹی پکاتا اور کسان اوسکے واسطے کھیتی کرتا ہے اور درزی جولاہے کی خاطر کپڑا سیتا اور
جولاہہ اوسکے لیے کپڑا بنتا ہے اور اسیطرح کے بہت سے کام ہین لیکن اس عالم احتیاج کے
جدی جدی کام کے درمیان ایکھی چیز ایسی جو دونون جانب کی تھامنے والی ہو نہین ہو سکتی
پس اسیواسطے احتیاج ہوئی کہ پیسے کو درمیان لائے کیونکہ اوسے تکفل اوسکا ہو سکتا اور
نام اوسکا عادل متوسط ہے لیکن جب کہ وہ بے زبان ہے اسلیے پھر ایک عادل گویا کی
طرف احتیاج ہوئی اور وہ بادشاہ عادل ہے پس حضرت حق تعالیٰ اسنے نبی نوع انسان
سے ایک بادشاہ کو مقرر کیا اور سیم و شمشیر سے اوسکی تائید کی کہ اگر کوئی پیسے کی عدالت سے
منکر ہو اور اپنے حق سے زیادہ مانگے اور سیدھی راہ سے پھر جاے تو شمشیر قاطع سے اوسکا

سر پراہ کرے پس احتیاط عدالت کی تین چیزون سے متصور ہوتی ہے ایک شرع مقدس الہی دوسری
پادشاہ عادل تیسری پیسا چنانچہ حکیمون نے کہا ہے پہلا ناموس شریعت الہی ہے دوسرا ناموس
پادشاہ جو تابع اوسکی ہے کیونکہ دین اور پادشاہی دونو توامان ہین تیسرا ناموس پیسا ہے اور ناموس
اونکی زبان مین سیاست کو کہتے ہین پس ناموس اکبر جو شرع ہے چاہیے کہ سب اوسکی تبعیت کرین
اور دوسرا ناموس جو پادشاہ ہے وہ رعایا کی آسایش مین رہے اور تیسرا ناموس جو پیسا ہے لازم ہے
کہ پادشاہ کے اختیار مین ہو چنانچہ لفظ قرآنی مین بھی اوسکی طرف اشارہ ہوا ہے معنے اوسکے یہ ہین
ہمنے اونکے ساتھ کتاب اور میزان کو اسلیے نازل کیا کہ انسان عدالت پر قائم رہے اور اوتارا ہمنے
لوہے کو اوسمین سخت ڈر اور آدمیون کے لیے منفعت ہے کیونکہ کتاب سے اشارہ شریعت
کیطرف ہے اور میزان سے کنایہ اوسکا ہے جو ہر ایک شی کے اندازے کی ترازو اور اون چیزونکی
نسبت کے پہچاننے کا جنکے درمیان تفاوت ہے سبب ہو پیسا اونمین داخل ہے اور لوہے سے
اشارہ ہے اوس تلوار کیطرف جو پادشاہ جنگ جو اور سیاست خو کے قبضۂ اقتدار مین ہو پس
اون باتون کے مقابل ظالم تین شخص ٹھہرے پہلا بڑا ظالم وہ ہے جو شریعت الہی کی اطاعت نکرے
وہ بدکار اور کافر کہلاتا ہے دوسرا ظالم اوس سے چھوٹا وہ ہے جو پادشاہ وقت کی متابعت سے
سر پھیرے اوسے باغی کہتے ہین تیسرا ظالم اوس سے چھوٹا وہ ہے جو عدالت کی راہ پر کہ پیسے کے
سبب بنتی ہے نہ چلے اور اپنے حق سے زیادہ طلب کرے اوسکا نام جور اور خیانت کرنیوالا ہے
لیکن فساد اون دونون کا تیسری سے بہت ہی بڑا ہے کیونکہ جو کوئی شریعت الہی کے امر و نہی کے
دائرے سے نکلے ہر آئینہ وہ اون دونون ناموسون مین سے کسی کی اطاعت نہ کریگا اور اوس سے
ہر قسم کے فساد پیدا ہو سکتے ہین جو شخص کہ بادشاہ وقت کے حکم سے سرپیچی کرے اور اس
آیۂ کریمہ کے مضمون پر جسکے معنے یہ ہین کہ تم اطاعت کرو خدا کی اور اطاعت کرو اوسکے رسول
کی اور اون لوگون کی جو تم مین سے صاحب حکم ہین عمل نکرے تو پادشاہ حقیقی کے حلقۂ فرمان سے
باہر ہو اور ہر طرح کی بدعت اوس سے متصور ہے اس صورت مین سبکو لازم ہے کہ بقدر امکان
اوسکے دفع کرنے کے لیے سعی کرین حکایت نامور بادشاہون کی اخبار کے لکھنے والونے
تواریخ کی کتابون مین یون نقل کی ہے کہ ملک شاہ بادشاہ اگلے زمانے کی بادشاہون مین سے

اور اوسوقت کی بادشاہت کا سر رشتہ اوسکے قبضۂ اقتدار مین تھا پیل گردون اوسکی اطاعت کی عماری اوٹھاتا تھا
اور ابلق ایام اوسکے امر و نہی کا تازیانہ سہتا رمضان کی اونتسوین تاریخ کو قصبۂ نیشاپور مین اوسنی فتح کے
جھنڈے بلند کیے اور صفحۂ خاطر کو ہر ایک نوع کی کدورت سے پاک و صاف کیا شام کے وقت جون ہین
شاہ خورشید ملک مغرب کی طرف متوجہ ہوا اور خیمۂ زرین کو دریا کے کنارے پر کھڑا کیا اور دن کے
شور و غوغا کے سبب تعب سے خلوت خانے مین آرام فرمایا اور روزہ دارون کی آنکھین یعقوب کے
مانند یوسف عید کے انتظار مین دن سے کے شمال سفید ہوگئین تھین چاہتے تھے کہ ہلال عید جو یوسف
کنعانی کی آبرو کے برابر ہے پیشانی فلک پر نمودار ہو اسلیے اپنے اپنے سینے کی انگیٹھی مین لہان ہوس کا
آتش اشتیاق سے جلاتے تھے اور مارے گرسنگی کے بدحواس ہو رہے تھے نہایت گھبراہٹ سے
ہر ایک شخص چاند دیکھنے کو چھت کی اوپر چڑھا از بسکہ غلبۂ خیال سے ہر ایک ناظر اسنبعہ کا اونکی آنکھون مین
ہلال کے مانند نظر آیا بیت یان تک سما گیا تو دل بیقرار مین ✤ تیرے سوا نہ سوجھے کہ اس
چشم زار مین ✤ القصہ درگاہ کے مقربون نے عید کے لالچ سے شرع کے مقدمون اور دین کی
شرطون سے آنکھ چھپا کر بادشاہ کی حضور عرض کی کہ عید کا چاند نظر آیا اور شاہ کو اسپر لائے کہ ارشاد ہوا
شہر مین منادی پھیر دین کہ کل عید ہے اوس عصر مین امام الحرمین ابو المعالی عبد الملک جوینی جو بڑے
مجتہدون مین سے اور امام شافعی کے چچیرے بھائی اور امام حجۃ الاسلام ابو حامد غزالی کے
استاد ہین مسند نشین فتوا و اجتہاد کے تھے جب اس ماجرا سے واقف ہوئے فی الفور اعلام کیا کہ ابو المعالی
کہتا ہے کہ کل رمضان ہی ہو جو کہ میرے فتوا پر عمل کرے چاہیے کہ صبح روزہ رکھے جب بادشاہ کی حواشیون کو
اوسکی خبر ہوئی اس بات کو بری طرح سے اظہار کیا اور عرض کی کہ ابو المعالی نے خلاف حکم سلطانی کی کیا
ہر گاہ کہ عوام خلائق اس دیار کے اوسکے معتقد ہین اوسکی فتوا پر عمل کرینگے یہ حرکت دولت بادشاہی کے
لائق اور آپ کی شان کے موافق نہین بادشاہ اس بات سے بہت خفا ہوا لیکن از بسکہ نیک ذات
اور درست عقیدہ تھا اور اہل علم کی عزت اپنے اوپر فرض جانتا اور اپنی استعداد کے مطابق امام الحرمین کی
رتبے سے بھی واقف تھا ارکان دولت سے کہنے لگا کہ تم جاؤ امام کو مہربانی اور حرمت کے ساتھ میرے پاس لاؤ
ہر چند وے کہنے لگے کہ اوسنے حضرت کا حکم نمانا پھر اسکو حرمت سے کیون بلاتے ہیئے ارشاد ہوا کہ جب تک
اوسکی بات نہ سنون مین ایک خبر کو سنتی ہی ایسے بزرگ کو بے حرمت نہین کر سکتا ہون الغرض جب

امام الحرمین کی پاس فرمان پہونچا یا جو کپڑے کہ گھر مین پہنے ہوی تھی اوسی کپڑے سی بارگاہ سلطانی مین
آسئے چوبدارون نی حضور مین عرض کی کہ امام نی اتنی نافرمانی پر اکتفا کیا گھر مین جس لباس سے تھا اوسی
لباس کے ساتھ بارگاہ معلی مین حاضر ہوا اور محفل شاہی کا کچھ لاحظہ نہین کرتا ہی بادشاہ یہ سنکر زیادہ
غصے ہوا اور دیوانخانی کے داروغہ کو بہیجا کہ کس لیے اس حالت سی آتا ہے کیا نہین جانتا کہ بادشاہی کی
مجلس مین اسطور سی جانا بی ادبی ہے تب امام آواز بلند سے کہنے لگے کہ بادشاہ کو لازم ہی کہ اپنی بات کا
جواب آپ ہی سنی اسلیے کہ اورونکو مقدور نہین جو تقریر اوسکی بخوبی حضور مین عرض کرین غرض جب حضور تک
پہونچا کہنے لگا ای بادشاہ مین اسی کپڑے سے نماز ادا کرتا ہون اور درست ہی تو جس لباس سے
خدا تعالی کی بندگی مین حاضر ہو سکیے وہ بادشاہ کی بندگی کے بھی لائق ہے لیکن جب کہ عادت
اسطرح کی ہے کہ ایسی کپڑے پہنے شاہون کے حضور نہین جاتی دل مین گذرا کہ پاس ادب کا کرون
اچھے کپڑے اور موزے پہن کر حاضر ہون پر جسوقت حکم عالی پہونچا اسی لباس سی مین بیٹھا ہوا تھا
ڈر گیا کہ جب تک کپڑے بدلون اور کچھ دیری ہو تو بسبب اوسکے فرشتے میری نام کو بادشاہ اسلام کے
باغیون کے دفتر مین لکھین بلکہ اسی پائجامے سے جو مین پہنے ہوی بیٹھا تھا اگر آتا تو بادشاہ کے حکم
بجالانی کے لیے جلدی کے ثواب سی محروم ہوتا بادشاہ نی فرمایا اگر اطاعت سلطانی کو اس مرتبے سے
تو واجب جانتا ہی تو میرے حکم کے برخلاف کسواسطے منادی پھروا تا ہے جواب دیا کہ جو بات فرمان
بادشاہی سی علاقہ رکھتی ہے اوسکا بھی قبول کرنا واجب ہے پر جسکا تعلق فتوا سے ہی لازم ہے
کہ مجھسے پوچھین کیونکہ احکام شرعی اور رسوم دینی مین حکم علماہی کا ہے روزہ رکھنا عید کرنا فتوا سے
علاقہ رکھتا ہی نہ سلطان کے حکم سی جب یہ بات ذہن نشین سلطان کے ہوئی غصے کی آگ
رضامندی کے پانی سے بجھائی اور امام کو انواع نوازش و بخشش کی ساتھ رخصت کیا الحمد للہ کہ
اس زمان فرخندہ آوان مین جو شاہزادۂ عالمیان کی صبح ظہور کا نور حضرت صاحب قران کی یمن دولت
اور حضرت بادشاہ کی تاثیر عدالت سی اللہ تعالی اونکا ملک اور غلبہ ہمیشہ رکھی کہ عالم اونکی عدالت
گستری اور شریعت پروری سے روشن اور گریبان افلاک اونکی رحمت و مہربانی سی معطر ہی
گروہ خلایق کی مصلحتون کا مدار اور احکام شریعت غرا کی اصل ہے جب تلک ہلال سلطانی حسن سنگی
شگفتہ زینت سی مدارج کمال کو پہونچی حق سبحانہ تعالی حضرت سلطان سلیمان مکان آصف نشان کی

اقبال و دولت کو حضرت صاحب قران سکندر زمان مخدوم اکابر دوران کے پرتو انوار مین ہمیشہ بچا کر
زوال کے چشم زخم سی محفوظ اور آسمان ابہت و جلال کے اون دونون نیرون کے سعادت و
اقبال کے ستارون کو مغرب وبال کی علامت سی مامور رکہی بیت آلہی تو میری دعا کر قبول +
بحق پیغمبر و آل رسول + تنویر حکیم ارسطاطالیس نے کہا ہی کہ عدالت فضیلت کی جز کے
برابر ہے بلکہ وہ تمام فضیلت ہی اور ظلم جو مقابل اوسکے ہی رذیلت کی جز کے مقابل ہے بلکہ وہ
سرتاپا رذیلت ہی لیکن عدالت پہلی شخص اور اوسکے خصائل سی علاقہ رکہتی ہی جیسی اوسکی
طرف اشارہ ہوا ہے پہر اوسکے شریکون کے ساتہ اہل خانہ یا شہر کی رہنی والون مین سے ہون
اسیواسطے پیغمبر خدا علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ہر ایک تم سے اپنی اعضای جسمانی اور قوای
نفسانی کا نگہبان ہے وہ قیامت مین پوچھا جائیگا اونکے احوال سے اور جب فرمایا کہ عادل لوگ
منبر کے اوپر حق سبحانہ تعالی کے نور کی مثال ہین صحابیون نے پوچھا وی کون آدمی ہین فرمایا
وی جو پہلے اپنی حق مین اور اپنی اولاد کی حق مین عدالت کرین پہر اونکے حق مین جو اونکی ملک مین
اور اونکے تابع فرمان رہین حکیمون نے بطور تمثیل کے کہا ہی جو چراغ کہ اپنی پاس ہی اگر اوسی
روشن نہین رکہہ سکتا ہی پس جو کہ اوس سی تفاوت ہی بطریق اولی اوسکو روشن نہین رکہہ
سکیگا یعنی جو کوئی اپنی اور اپنے خصائل اور اعضا کی عدالت سی عاجز رہے پہر اوس سے
اہل خانہ اور شہریون کی عدالت متصور نہین ہی چاہیی کہ پہلے اپنی تن بدن کی عدالت سے
خبردار ہو اور افراط تفریط کی مضرت سی احتراز کرے بعد اوسکے گہر کی لوگون یا شہر کے
رہنے والون سی وہی طریق سلوک رکہی اور نائب خداوند تعالی کا کہلاے حکیمون نے کہا ہی
کہ جب خلق اللہ کی بندوبست کی ڈوری ایسی بزرگ کی قبضۂ اقتدار مین رہی تو زمانی کے
انتظام کا سررشتہ بخوبی مستحکم ہوا اور اوسکی مبارک ڈور کی تاثیر سے کہیتی اور نسل مین برکت
پیدا ہو روایت ہی کہ کسریٰ کے خزانی مین ایک تہیلا پایا اوسمین گیہون کی دانی اتنے بڑی بڑی
چہوہارے کی مثال تہی اوس تہیلی پر لکہا تہا کہ جس زمانی مین بادشاہون کی عدالت نہایت کامل تہی
برکت اس مرتبی مین تہی درست ہی کہ اس زمانی واضح بیان مین حضرت خاقان صاحب
زمان کی عطوفت و رحمت کی برکت سی تہوڑی مدت کے بیچ ہر طرح کی جمعیت خاطر جمع

اہل بلاد اور کافہ عباد کو پہونچی اور مدین کا میدان جو ظالمونکی ظلم سی پامال ہلاکت کا ہوگیا تھا آبادی پایا
یہ نشانی نزول رحمت اور علامت حصول برکت کی ہے بیت خدایا تو ملک اس سی آباد رکھ ٭ دل
خلق کو خرم و شاد رکھ ٭ ساتوان لمعہ عدالت کی قسمون مین ارسطاطالیس نی تقسیم اسکی تین قسمونپر
کی ہے ایک وہ ہی کہ ادا کرنا اسکا ایسا ہے کہ حق تعالی کی بندگی کا حق ادا کیا جای کیونکہ اوسکی
مہربانی نے بغیر سابقہ استحقاق کی خلعت وجود کی تئین ہر ایک موجود کو انعام فرمایا اور اپنے خزانہ احسان بیحد سے
اس عالم امکان کی ہر ایک شی کو بے شمار نعمتون سے نوازش کیا پس اقتضا عدالت کا یہ ہی کہ ہر ایک
متنفس اپنے اور اس حق کے درمیان جو لازم ہے اوسی کے بجالانے مین طریق مستحسن کو نگاہ رکھے
اور اوسکی بندگی کے چلن مین کسیطرحسے قصور نکرے دوسری وہ جو متعلق ہے اپنی نوع کی شرکا سے
مثلاً بادشاہونکی تعظیم علما اور آئمہ دین کی تکریم کرنی امانتون کو پھیر دینا معاملے مین انصاف کرنا
تیسرے وہ ہی کہ جو گذری اونکی حق سے ادا ہونا اسطور پر کہ اونکے اموال مین سی اونکو قرضون کو ادا کرے
وصیتون کو بجالای اور جو اوسکی مثال سے ہو جو شخص احکام شریعت سی آگاہ اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے اخلاق سے خبردار ہی سو جانتا ہی کہ حضرت نے بحکم الٰہی کہ قسم کی زبان اونکو عنایت کی ہے
اکثر مقام مین عبارت فصیح اور اشارہ صریح سی اقسام عدالت کا بیان فرمایا اون مین سی ایک اشارہ
یہ ہی کہ فرمایا ہے تعظیم خدا کی حکم کی اور مہربانی خلق اللہ کے اوپر جاننا چاہیے کہ یہ عدالت کی تمام
قسمون پر مشتمل ہے کیونکہ رعایت کرنی عدالت کی یا اون چیزون مین ہی جو بندے اور اوسکے
پروردگار کے درمیان مین فقرہ اولی اسے اشارہ اوسکی طرف ہی یا اون چیزون مین جو اوسکے
اور دوسرے آدمیونکی بیچ مین اور اوسکی طرف فقرہ ثانی سے کنایہ ہی اور دوسری حدیث مین
فرمایا جسکے معنے یہ ہین کہ دین نیکی کرنی ہے لوگون نے پوچھا کسکے واسطی فرمایا خدا اور اوسکے
رسول کے واسطی اور سب مومنون کے لیے عاقل دانا جانتا ہی کہ اتنی حکمت لطیفہ کو ایسی مختصر
عبارت مین اس فصاحت اور بلاغت کی ساتہ سوا اس ادیب کامل کی جسنے مکتب ہی اسکی
کہمیرے پروردگار نے میرے تئین ادب سکھایا پس آداب میری اچھی ہوے ادب سیکھا ہے
کون بیان کرسکتا ہی اسیواسطی حکمای متاخرین جب شریعت محمدی کی حقیقتون سی آگاہ ہوے
اور انہون نے دیکھا کہ وہ تمام حکمت عملی کی تفصیلون پر مشتمل ہے تو حکیمون کی سب باتون کی تفتیش

اور اونکی تمام کتابون کی تسنیخ کرنے کو فضول سمجھا بیت جو دیکھا باغبان کا قد رعنا ہے، وہ تھایا
سرو گلشن سے دل اپنا عبادت الہی کی تحقیق مین کہنا یہ ہے کہ حق سبحانہ تعالی نے قوا و اعضا مین سے
ہر ہر کو ایک ایک غرض کے لیے خلق کیا ہے تا سب ملکر کمال حقیقی کے حاصل کرنے کے لیے جو غرض
اصلی ہے سبب ہون یعنے خلافت الہی جو عبارت بادشاہت سے ہے اوسکے اسرار پر قوت حاصل ہو
چنانچہ مطلع کے درمیان اشارہ اسکی طرف ہوا ہے پس ان قوتون اور اون اعضا کو اونکی غرض مخصوص پر
صرف کرنا عبادت اور عدالت اور شکر گذاری ہے اور سوا اونکی متوجہ کرنا گناہ اور ظلم ناسپاسی ہے
جب کہ اوسکا التزام کرنا نہایت مشکل ہے حق سبحانہ تعالی نے اپنے کلام بلاغت انتظام کے درمیان
اونکی اوصاف مین فرمایا کہ میرے بندون مین سے شکر گذار تھوڑے ہین لیکن ہر ایک قوت و عضو کو
کس کام مین مصروف رکھے تفصیل اوسکی شریعت محمدی مین شرح وار ہوئی ہے اسی طرح سے آدمیونکی
حقوق بھی معاملہ اور نکاح اور قتل و قصاص کے ابواب مین مشروح ہو چکے ہین وہان سے معلوم کیا چاہیے
پر عدالت کی وجہون مین سے بڑی وجہ عدالت بادشاہی ہے کیونکہ وہ عدالت کی سب صورتونکی
جامع ہے اس لیے بغیر اسکی کسی شخص کو مقدور عدالت کا نہین ہو سکتا بالفرض اگر ہو تو نہایت مشکل ہے
کیونکہ تہذیب اخلاق کی اور بندوبست خانہ داری کا بھی انتظام احوال سے علاقہ رکھتی ہین اور
باوجود اتنی فکر و ذکر اور محنت و مشقت کی خاطر جمعی جو وسیلہ تحصیل کمال کا ہے میسر کہان جیسا کہ
اخبار مین آیا ہے کہ اگر بادشاہ عدالت اختیار کرے تو ہر ایک بندگی کے ثواب مین جو رعایا سے ہو
شریک ہے اور جو ظلم اختیار کرے تو ہر معصیت کے وبال مین اونکی ساتھ برابر ہو اور حضرت رسالت
پناہ علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن بادشاہ عادل خدا کی مقرب بندون مین سے
ہوگا اور سلطان ظالم اوسکی رحمت کی بارگاہ سے دور پڑیگا حدیث مصطفوی مین وارد ہوا ہے
کہ ایک گھڑی کی عدالت ستر برس کی عبادت سے بہتر ہے اس لیے کہ ایک ساعت کا عدل
تمام ملکون کے درمیان ایک دم مین پھیل جاتا اور مدت تلک اوسکا چرچا رہتا ہے عبداللہ بن
مبارک رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اگر مین جانتا میری کوئی دعا مقبول ہے تو بادشاہ کی نیکی
کے لیے دعا کرتا کہ نفع اوسکا تمام خلائق کو پہونچے جب کہ عدالت کی اس نوع کی تفصیلین
سیاست مدن سے مناسبت رکھتی ہین اس مقام مین بقدر اختصار کیا گیا اور اس بحث مین لوگون نے

اعتراض کی ہے کہ تفضل محمود ہے اور عدالت مین داخل نہین کیونکہ عدالت عبارت ہی برابری سے
اور تفضل زیادہ سابق معلوم ہوا کہ اعتدال کی حد سے تجاوز کرنا افراط ہی معلوم ہو یا تفریط ہر
مذموم ہی پس چاہیے کہ تفضل مذموم ہو جواب اسکا اسطور ہی دیا ہے کہ تفضل عدالت کی باب مین
احتیاط کی قسم سے ہی تا اوسکی نقصانی سے امین رہے اور ہر ایک ملکے کے توسط مین احتیاط کرنی
ایک طور پر نہین چنانچہ سخاوت مین جو وسط ہے اسراف و بخل کی بیچ احتیاط اوسکی زیادت
کیطرف میل کرنی سے ہوتی ہے اور عفت مین جو وسط ہی درمیان بدکاری اور پارسائی کے
نقصانی کی جانب میل کرنی سے اور تفضل متحقق نہین مگر بعد رعایت کرنی شرائط عدالت کی
اسطور پر کہ پہلی حد استحقاق مین ہو بعد اوسکی احتیاط کی جانب مین پھر زیادتی اوسمین ضم کیجاے
اور اگر کسینی اپنے تمام اموال کو بیجا مصرف مین خرچ کر ڈالا اوسی متفضل نہ کہین گی بلکہ وہ مبذر ہے
پس تفضل عدالت ماسون اور متفضل عادل محتاط ہی شرافت اوسکی اس سبب ہے
کہ یہ طریق عدالت کی باب مین مبالغہ اور احتیاط ہی نہ اس سبب سی کہ خارج ہے یہ وہ جواب ہے
جو قوم نی دیا ہے لیکن یقین ہے کہ داناؤن کو یاد کرنی سے اون باتونکے جو اس فن کے
توسط معتبر مین مذکور ہوئین اس سے بہتر جواب حاصل ہو جانا چاہیے کہ تفضل کو عدالت مین
کبھی اختیار کرتی ہین تا موجب نقصان اپنی حق کا نہو کیونکہ اگر درمیان دو شخص کی حکم کرے
تو کسی جانب مین تفضل متصور نہو حالانکہ رعایت کرنی اصل اعتدال اور مطلق مساوات کی
لازم ہے تنا ویر حکیمون ہی ایک گروہ نی کہا ہے کہ اگر رابطۂ محبت و اخلاص کا آدمیون کے
بیچ مربوط رہتا تو سلسلۂ عدالت کیطرف احتیاج نہوتی کیونکہ اہل معاملے مین سے بسبب رابطہ
و اتحاد کے ایک دوسری کی رضا جوئی اختیار کرتا اور کوئی کسیکی حق مین طمع نکرتا تحقیق اسبابکی
یہ ہے کہ رابطہ اخلاص کا نہایت مستحکم ہی رابطۂ عدالت سے کیونکہ محبت ایک وحدت جبلی
و اصل طبیعت ہی اور عدالت ایک وحدت قسری اوس سی خارج ہے ساتھ اوسکے
بغیر محبت کی منتظم نہین ہوتی پس بادشاہ مطلق محبت ہی اور عدالت اوسکا نائب سار دس

معنی کا یہ ہے محبت اس آیۂ قدسی کے روسے جسکے معنی یہ ہین کہ مین ایک گوشۂ مخفی مین تھا
پس چاہا مینی کہ پہچانا جاؤن تب پیدا کیا مینی خلق کو ایجاد آشیا کا سبب ہی پس دوام اور انتظام بھی

اوسی پر منتہی ہو سکتی ہین ہیت با بے ای عشق کہ ن سال تو ہر دم نوی + شیری فرمان کے
تابع ہین ہر اک پیر و جوان + اگر خدا تعالی نے چاہیگا تمام بحث محبت کی حکمت منزلی مین آویگی
چھٹوان لمعہ فضیلتون کے حاصل کرنے مین حکمت سے بیچ مقرر ہوا ہے کہ مبادی ان حرکتونکی
جو کمالات کی طرف پہونچاتی ہے یا طبیعت ہے یا صناعت اول جیسے حرکت نطفے کی اطوار مختلفہ پر
یہانتک کہ کمال حیوانی کو پہونچاوے ثانی جیسے حرکت چوب کی اوزار کے وسیلے سے یہانتک کہ کمال
تختی کو ملا وے لیکن طبیعت صناعت سے اوپر مقدم ہے کیونکہ طبیعت بی مداخلت ارادہ انسانی کے
مبادی عالیہ سے اخذ فیضان کرتی ہے بخلاف صناعت کے اسلیے کہ تعلق اوسکا ارادہ انسانی سے ہے
پس طبیعت گویا صناعت کا اوستاد اور معلم ہے اور جیسے نسبت کمال طبعی کی مبادی علیہ کے ساتھ ہے
ویسی کمال صناعی کی نسبت طبیعت سے ہے پر نسبت اوسکی صناعت سے باعتبار تقدیم مناسب
اسباب کے اور اوسکی تدبیر مین ایک وجہ مناسب سے ہو سکتی ہے تا جو کمال کہ فعل طبیعت کے اوپر
تقدیر الہی سے مترتب ہے صناعت سے تدبیر انسانی کے سبب حاصل ہو یا وہ زیادتی جو صناعت
کو ہے وہ حاصل ہونا اون کمالات کا ہی جو ارادہ اور مشیت سے علاقہ رکھتے ہین مثلاً جب انسان
جانور کے بیضے کو موافق گرمی مین جیسے چھاتی کی گرمی ہے سوا دی تو نوبت سے بچے ایکبار گی پیدا
ہون کہ برابر اوسکے جانور کے ازخود سینے سے ایکبارگی پیدا ہونا مشکل ہے جب تمہید اس مقدمے کی
ہوئی تو اب مین کہتا ہون کہ جب مہذب کرنا اون خلقون کا جن پر نظر اہل فن کی مقصود ہے امر
صناعی ہے تو البتہ اس بات مین طبیعت کا اقتدار اسطور پر کیا چاہیے کہ جو ترتیب وجود مین
مقدم ہو اوسی تہذیب اخلاق مین بھی مقدم رکھین اور جو کوئی قوتون کے مراتب مین تامل کرے
تو اوسے معلوم ہو کہ لڑکے کو جو قوت پہلے حاصل ہوتی ہے وہ طلب کرنا غذا کا ہے اس لیے
کہ جونہین وہ پیدا ہوتا ہے تو دودہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے یہ صرف الہام ربانی سے ہے
کیونکہ اوس خالق نے فرمایا ہے کہ دیئے ہر ایک شخص کو اسکی پیدایش عطا کی پھر اوسے
راہ بتائی اور جب قوت اوسکی زیادہ ہونی لگتی ہے تو اوسکے طلب کرنے مین چلانے
اور رونے اور اوسکے مانندون سے توسل ڈھونڈھتا ہے پر اوائل مین اسباب حسکے
اجمال سے امور مشاکل کے درمیان جیسے ماں اور اوسکی غیر کی صورت ہی امتیاز نہین کرسکتا

پھر جب اوسکی خواہش ظاہری اور باطنی مین جون جون قوت آتی جاتی ہی خیال اوسکا اون شکلون کو یاد رکھنی جنھین وہ دیکھتا ہی قادر ہوتا اور ثواب و عتاب کی صورتون کو جو اسکی وسیلے سے اوسکے دل مین گذرین اونکی درخواست کرتا ہے جیسی خصوصیت ماکی اور اوسکی غیر کی ہی اور اس قوت کی کامل ہونے سے ایک نوع ملال قوت غضبی کی اوسمین پیدا ہوتی ہے تا اسکی وسیلے سے دفع مضر کا اور مزاحم و مانع کی صورت مین مقصد پانیکے لیے نہایت مقاومت کرے پھر جو اسکی لینے کو استقلال نپاوے تو شور و فریاد اور اپنے غیر کی امانت سے کمک ڈھونڈھے پھر جب یہ قوت پوری ہوتی ہے تب نفس ناطقے کا ایک اثر خاص جسکا نام قوت حیا ہے اوسمین ظاہر ہوتا ہے اور وہ نتیجہ تفرقہ کرنے کا ہے درمیان نیک و بد خوبصورت و بدصورت کے اور یہ قوت بھی آہستہ آہستہ مراتب کمال کی طرف ترقی کرتی ہے پھر جب قوت شہوی اور قوت غضبی شخص معین اوس کمال کو جو اوسکے لائق ہے پہونچاتی ہے تب وہ قصد نوع کے باقی رہنے کی کرتی ہے مثلاً پہلی قوت بسبب ہمجانی جنسی اور شہوت کے جب اوسکو ایک مرتبہ کمال کی طرف نزدیک کرے تو وہ چاہتا ہی کہ ایک اور شخص کو پیدا کرے اسلیے کہ بسبب اسکی نوع باقی رہے تب مادہ منی کا اسمین پیدا ہوتا اور خواہش نکاح اور جفتے جنانی کی کرتا ہی اور دوسری قوت جب اسکی حافظے مین قرار اور مضبوط ہو تب امور ناموافق کو دفع کرنیکی لیے اور مذہب و ملت کی حرمت کی پاسداری اور سیاسات وغیرہ کیو اسطے جنکے فائدے انواع کی طرف رجوع کرتے ہین سعی کرتا ہے لیکن تیسری قوت یعنی قوت تمیز جب جزئیات کی درک کرنی سے مستحکم ہو تب کلیات کا تعقل اور انواع و اجناس کا تصور کرنے لگتا ہی پھر جب اسپر قادر ہوا تب وہ اسم عقل کا مصداق ہوتا ہی پھر ان کمالون کی ظاہر کرنی مین جو خاصہ انسانی ہی شروع کرتا ہی بعد قوت انسان بالفعل ہونے کا آغاز ہے پر اوسکے آگی اسکو انسان کہنا کیسا ہی جیسی کیری کو آم کہنا اور اسی مرتبہ سے بیچ ان کمالون مین جنکا تعلق طبیعت کی تدبیر سے ہے منتہی ہوتا ہی اور یہ مرتبہ تدبیر صناعی کی ابتدا ہی یہانتک کہ اس کمال اصلی کو جو انتہی مراتب انسانی کا ہی اور اسکی تعبیر مطلع کے درمیان نیابت خدا یعنی بادشاہت سے کی ہے پہونچی پس طالب کمال کو لازم ہے کہ اسی طریق سے تحصیل کمالات مین رہے اور پہلی قوت شہوی کو مہذب کرے تا اسکے سبب بلکہ عفت یعنی پارسائی حاصل ہو پھر قوت غضبی کو تا کہ شجاعت حاصل کرے تس پیچھے

تحصیل قوت تمیزی کی کرے یہانتک کہ حکیم کہلاوے پس اگر اتفاقاً ابتداے پیدایش مین قانون حکمت کے
طریقے سے تربیت پائی ہو تو اس سے کیا بہتر لیکن اون قوتون کا یاد رکھنا اپنے اوپر واجب جانے
اور شکر اس نعمت عظمیٰ کا اوس حکیم مطلق کی درگاہ مین بجالاوے اور جو برعکس اسکے پرورش
پائی ہو تو نا امید نہوا چاہیے بلکہ آیندہ اوسکے تدارک مین ہمت مصروف رکھی جانا چاہیے کہ نصیب
اون لوگون کے جنکی خدائی تائید کی ہے اور بحکم اس آیہ قرآنی کے جسکے معنے یہ ہین کہ اللہ نے
تجھے گمراہ پایا پس تیری تئین ہدایت کی انہین کمال خلقی اور فیض غیبی کے وسیلے سے عمل سے بھی
اور فکر بشری سے مستغنی کیا ہے کوئی شخص فضیلت کمال کے ساتھ مخلوق نہین ہے اور
اوسکے حاصل کرنے کے لیے محنت و مشقت سے بھی مستغنی نہین اگرچہ بسبب تفاوت استعداد کے
کوئی بآسانی حاصل کرتا اور کوئی بدشواری پس جیسے خطاط اور تاجر کو پہلے مشق لکھنے اور کاروبار کی
چاہیے یہانتک کہ کاتب یا تاجر ہو ویسے طالب فضیلت کو اون کامون پر جو موجب اوسکی تحصیل کا ہے
اقدام کرنا لازم تا وہ ملکہ اوسکو حاصل ہو یہ صناعت فن طبابت کے ساتھ مشابہت تام رکھتی ہے
کیونکہ منظور نظر طبیب کا حفاظت کرنا اعتدال مزاجی کا ہے جب تک کہ ممکن ہو اور اعادہ کرنا اوسکا
بعد زوال کے اور اس فن کے طلب کرنیوالی کا قصد اعتدال خلق کی احتیاط کرتی ہے بیمار اوسکو
حاصل کرنا بسبب اختلال کے بلکہ یہ علم حقیقت کے رو سے خود طب روحانی ہے جیسے سابق مذکور ہوا
یہین سے ہے کہ جالینوس حکیم نے حضرت عیسی علیہ السلام کو لکھا تھا کہ یہ نامہ طبیب بدنی سے
طبیب روحانی کو پہونچے پس جیسے علم طب کے دو جز ہین ایک احتیاط کرنی صحت کی دوسرا بیماری کو
دور کرنا ویسے اس فن کی بھی دو قسمین ہین ایک وہ جو فضیلت کی محافظت سے تعلق رکھے
دوسری جو دفع رذیلت کے لیے کام آوے پس طالب کو پہلے اون تینون قوتون مین
نظر کرنا لازم ہے جنکا ذکر سابق مذکور ہوا اگر اون سبھون کا احوال اعتدال کے طور پر ہے تو اوسکی
محافظت کی سعی کیا چاہیے اور جو اوس سے منحرف ہو تو اوسکے بدلنے مین کوشش کرے
جب اونکی تہذیب سے فراغت ہو تو قوانین عدالت کی حفاظت مین مقدور بھر سعی بلیغ کرنا
واجب جانے یہانتک کہ کوئی دقیقہ فروگذاشت نہو اور ہمیشہ اپنی اوقات کو اوسی مین مصروف
رکھے تب کمال حقیقی کے نہایت مرتبے کو پہونچ جائے تو ان لمعہ صحت نفسانی کی محافظت مین

جب روح کو تنہا کسی نوع کی فضیلت حاصل ہو تو اوسکی حفاظت کرنی اور اوس قوت فاضلہ کو اپنے اختیار مین رکھنا اور اچھے اچھے آدمیون سے صحبت ملاقات رکھنی اور بُری لوگون کی مجلس سے احتراز کرنا واجب ہے کیونکہ اپنے یار و مصاحب کی خوبُو طبیعت مین جلد اثر کر جاتی ہین اسیواسطے حکیمون نے کہا ہے کہ طبیعت گویا چور ہے یعنی اپنی ہمنشین کے اخلاق کو پوشیدہ لے لیتی ہے اور جیسے بدون کی اختلاط سے اپنے تئین بچانا واجب ہے اوسی طرح سے اونکی باتون سے بھی خصوصًا اون کلامون سے جنمین اونکی خیال اور وہم باطل تراش کر اونکو بناوٹ مین رکھتے ہین کیونکہ ویسی ایک مجلس مین بیٹھنا یا ویسی ایک بات کو سننا اُس تھوڑے مین اتنی بدیان مزاج مین آجاتی ہین کہ اونسے چھوٹنا سوا ایک مدت کی اور بہت سی تدبیر کے میسر نہین ہوتا اور اکثر یہی کہ یہ صحبت علما و دانشمند کی بھی گمراہی کا سبب ہو جاتی ہے اور علم فقہ مین جو مقرر ہوا ہے کہ اون شعرون کا پڑہنا جو بُری باتون پر مشتمل اور اونمین طبیعت کی رغبت ہوا و حرص کی طرف ہو حرام ہے سو اسی حکمت کی طرف رجوع کرتا ہے اور اسباب سرور کے جو کچہ شراب خوارون کے شعار ہین انکا حرام ہونا بھی اسی قسم سے ہے کیونکہ عمل کرنا اون چیزونکا موجب ہے شہوت پرستی اور بدکاری کا بھید اوسکا یہ ہے کہ پیدایش انسانی مین بسبب علاقہ بدنی کے روح کو قواے جسمانی کے ساتہ بھی نسبت ہے اور اسباب شہوت و غضب کے اسمین داخل ہین پھر ہوا و حرص کی طرف رغبت کرنی کیسی ہے جیسے نیچے اوترنا کہ اوسمین کچہ تکلف نہین اور فضیلت کا قصد کرنا کیسا ہے جیسا بلندی پر چڑہنا پر یہ بدون محنت شاقہ اور تکلیف تامہ کے متصور نہین یعنے بغیر ترک کیے ہوا و حرص جسمانی کی میسر کہان

مصرع آسمان سروری یار و بہت ہے دور ہی ؛

یہین سے ہے کہ پیغمبر خدا علیہ الصلوٰة والسلام کی حدیث مین آیا ہے کہ بہشت احاطہ کی گئی مشقت اور ریاضتون سے اور دوزخ ہوا و حرص اور خواہشون سے

جاننا چاہیے کہ دوستون سے آمیزش کرنی اور ہنسنا بولنا ایک انداز موافق کے ساتہ بہتر ہے بلکہ وہ زیادہ الفت اور محبت دائمی کا سبب ہوتا ہے جیسے اور خلقون کی دو دو طرف ہین ویسے اسکی بھی دو جانب ہین طرف افراط کو جو ٹھٹھہ اور مسخرا پن اور بے غیرتی کہتے ہین اور جانب تفریط کو بیہودگی اور بگاڑ اور پریشانی پس یے دو طرفین مانند اور طرفون کی مذموم ہین اور مرتبہ وسط کا محمود اوسکا نام کشادہ روئی و خوش خوئی

اور ظرافت ہے اور اس صبح کی نگاہ و رکھنے والی کو خندہ رو خوشخو خوش طبع اور ظریف کہتے ہین حضرت رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وسلم اوس عظیم الشان ہونیکی ساتھ مزاح کرتے تھے لیکن سچ ہی بولتے اور امیر المومنین حضرت
مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ بھی باوجود اوس مرتبۂ ولایت کے ہنسی اس مرتبے سے کرتے کہ وے
تینون خلیفہ کے بعد جب مسند امامت پر بیٹھے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے کچھ ہنسی کی بات کی
تب اون نے کہا یہ وہ شے ہے کہ اسنے تمکو سبکے پیچھے ڈالا سبب اسکا یہ ہے کہ حضرت کی
خلقت مین شق ولایت کا جو موجب جذبۂ باطنی اور غلبۂ وحدت باقی کا ہے بیشتر تھا اور
خلافت واسطۂ ظاہری اور ملاحظۂ کثرت فانی کے سوا نہین اونکے درمیان آسمان و زمین کا
فرق ہے اسیواسطے چندان شق ثانی کیطرف میلان طبیعت کا نہ تھا بیت موسیا آداب
دانان دیگرند سوختہ جان و روانان دیگرند جو چاہے کہ اپنی روح کو صحیح اور
تندرست رکھے تو اوسکی حفاظت مین سعی کرے طریق اوسکا اسطور پر ہے کہ اپنے قوہ کو
خواہ وے نظری ہون یا عملی اچھے کامون مین مصروف رکھے کیونکہ ہر ایک قوت اپنی اپنی
کام کی مشاقی سے مضبوط اور غفلت کے سبب سست ہو جاتی یہانتک کہ محل زوال مین
پہونچتی ہے اور یہ طریق ریاضت بدنی کے برابر ہے کیونکہ طبیب کو لازم ہے کہ صحت
بدنی کی حفاظت کے لیے مراتب سعی مین سے کسی مرتبے کو فروگذاشت نہ کرے یہانتک
کہ بدن صحیح اور تندرست ہوکر ہر طرح کی بیماریون سے بچ رہے بلکہ ریاضت روحانی صحت
نفسانی کے لیے مشقت کی رو سے زیادہ ہے ریاضت بدنی سے کیونکہ اوس ریاضت کے
واسطے کئی ایک باتون کے سوا نہین بخلاف ریاضت نفسانی کے اسلیے کہ اگر نفس انسانی
نظر و فکر کی مواظبت سے معطل رہے اور حقائق کمال کے ادراک سے جو غرض اصلی ہے
اعراض کرے تو بے شبہہ حماقت و نادانی سے موصوف ہوتا ہے اور عالم عقول کے
فیضان سے جو غذاے روحانی اور رزق آسمانی ہے محروم رہنا باطن مین کمال انسانی کے
مرتبے سے گرجانا اور ظاہر مین حیوان بیزبان کی مثال دیکھائی دیتا پھر جب غفلت کی نیند سے
چونک اوٹھے خواہ اس عالم مین یا اس جہان مین سوا افسوس و پشیمانی کے کچھ اوسکی
ہاتھ نہ لگے چنانچہ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے فرمایا ہے اوسکے معنے یہ ہین کہ اگر تو دیکھے گنہگار کو

جس حال مین کہ وہ اپنے خدا کے حضور مین سر نیچے کیے اور کہین یا پروردگار ہمارے ہمنے
دیکھا اور سنا پھر ہمین دنیا مین بھیج تو ہم نیکی کرین اور ہم یقین کرنیوالے ہین ہر چند کہ علم و فضل سے
زمانے کا یکتا ہوا اور اوسکے عصر مین کوئی اسکا ہمتا نہو چاہیے کہ عجب و پندار کے سبب مراتب کمال سے
گر نہ پڑے اور اب تک بھی سعی و کوشش کے طریقے سے باز نہ رہے کیونکہ اس عالم ترد مین
ایک سے ایک عالم تبحر اور دانای عصری اور انہو کبر سن کو کسب کمال کے چھوڑ دینے کا عذر اور سستی اور
ناتوانی کا بہانہ نکرے افلاطون سے پوچھا کہ تعلم کب تک مستحسن ہے بولا جب تک کہ عیب جہالت کا رہے
اور لازم ہے کہ جو کچھ اوسنے حاصل کیا ہے اوسکے ضبط اور تکرار کرنے دیکھنے سننے مین کاہلی نکرے کیونکہ
فراموشی علم و ہنر کے حق مین بڑی آفت ہے صحت روحانی کے احتیاط کرنیوالے کو چاہیے کہ اپنے
دل مین سمجھے کہ نعمت مجازی کے طلب کرنے ہارے جو محل زوال اور مقام انتقال مین ہے اوسکے
پیدا کرنے کے واسطے کیا کیا رنج و محنت اور سفر کی اذیت اوٹھاتے ہین پس دولت حقیقی اور
فضلیت ذاتی کے حاصل کرنے کی تاکید جس سے اوسکے جوہر ذات کی آرایش ہو ہر ایک صورت سے
اپنے اوپر واجب جانے اور اس دولت فانی کو نعمت باقی کے اوپر ترجیح ندے فرض کیا
کہ بہت سے تردد کے بعد دولت دنیا کی حاصل کی پھر جب وہ مرگیا تو اوسکے ورثے جو اکثر
اوس مین سے اوسکے دشمن بھی ستھے لے لیتے ہین بخلاف فضیلت کمال کے کیونکہ وہ رفیق
دونون جہان مین ہے اسیواسطے پیغمبر خدا علیہ الصلواۃ والسلام کی حدیث مین آیا ہے کہ دنیا کو چھوڑ دے
تو خدا تیرے تئین چاہے اور ترک کر اون چیزونکو جو آدمیون کے پاس ہین تو وے لوگ
تجکو پیار کرین اور دوسری حدیث مین ہے تو دنیا کے بیچ غریب اور مسافر ہوکے رہ اور اپنے تئین
قبر کے رہنے ہارون مین سے گن ارسطاطالیس نے کہا ہے کہ جو کوئی دن کاٹنے پر
قادر ہو چاہیے کہ وہ زیادہ طلبی سے باز رہے اسلیے کہ اوسکی نہایت نہین اور اوسکے
ڈھونڈھنے والے کو بہت سی آفتین پہونچتی ہین اور کہا ہے کہ اسباب دنیاوی سے غرض
دفع احتیاج کے سوا نہین جیسے بھوکھ اور پیاس اور آفت بدنی سے بچانا اوسکی لذت
مقصود ہے بلکہ لذت اصلی تندرستی روح کی ہے جو میانہ روی کی چال سے ہاتھ آتی ہے پس معلوم ہوا
کہ زیادہ طلبی سے اعراض کرنا سبب ہے لذت اور صحت دونون کا اور اوسکی خواہش مین منشا

دونون سے کم کرینگا سلیمان ابن داود علی نبینا وعلیہما الصلوۃ کے صحیفے مین لکھا ہی کہ دنیا کے
اور میان طلب زیادتی کی نکرو اسلیے گھر کیچ صاحب خانہ ہو یا مہمان اشتہا سے زیادہ کھا نہین سکتا
پس غنی اور غریب قدر حاجت مین برابر ہین بلکہ صاحب فراغت کو زیادہ وبال ہی اور اوسکو سوا اسکے
کچھہ اور فائدہ نہین ہوسکے کہ یہ چنیر سیری ہی اور جسکے گھر مین اوقات بسر کا خرچ ہو تو مقدار حاجت سے
تجاوز نکرے اور پوچ کامون سے پرہیز کرے اور چاہیے کہ کسی وجہ سے شہوت و غضب کو
اپنے اوپر غالب نکرے اور تحریک اوسکی فقط طبیعت ہی کے اوپر موقوف نرکھے بلکہ عقل
مصلحت اندیش کی تدبیر سے بھی تعلق رکھے اور اپنے تئین اون آدمیون کے برابر نکرے
جو اپنے دل مین اوس لذت کا خیال کیا کرتے ہین جو معاشرت یا غصے کے وقت مثلاً اونکو
پہونچی ہو پھر اوسکے سبب اوسیطور سے ایک لذت ایسی اور اوٹھائے جو وہ سبب دوسری
اور شہوت یا غضب کا ہو پھر اسی وضع سے اپنے تئین ایسے وبال سے گرفتار رکھین کہ اوس
چھوٹنا بہت مشکل ہو یہ حالت اوس شخص کے حال سے شبیہہ ہی جو اپنی چال سے بلا مین مقید
ہوجاے پھر اوس سے چھوٹنے کی تدبیر مین مشغول ہو اور ظاہر ہی کہ کوئی دانا ایسی حرکت پر
اقدام نہین کرتا اور جب طبیعت کے حوالے کرے تو اس طور سے کرے کہ اوسکے وقت مین
عقل کی مصلحت سے انتظام پاوے اور حد اعتدال سے تجاوز نہو تا فضیلت پارسائی اور شجاعت کے
مرتبے کو پہونچے اور لازم ہی کہ کہنے بولنے کام کرنے بیٹھنے اوٹھنے چال چلن مین پہلے
سوچ لے تا عادت انسانی کے طور سے جو چیز کہ مخالف ہی اراده عقل کا اوس سے سرزد نہو
اچانک اگر عادت نے سبقت کی اور کوئی ایسا کام جو اوسکے مقصد کے برعکس ہی اوس سے ہوگیا
تو اپنے تئین ندامت مین اس وضع سے ڈالے جو اوسکی عبرت کا موجب ہو جیسے اوسنے
ایسے کھانے پینے کی جرات کی جس سے پرہیز کرنا عقل کی رو سے واجب ہی تو اسکی سزا
اپنے اوپر اسطور سے مصلحت سمجھے کہ بار دیگر اوسکی خواہش نکرے بلکہ روزہ رکھے اور
اپنے تئین اس قصور کے واسطے زجر و ملامت مین ڈالے اور جو اتفاقاً اوس سے
بیجا غصہ سرزد ہوا تو علی الرغم اوسکے ایک نادان کو اپنا ملازم کرے تا بسبب صدور امر
نالائق کے اوس سے چپکا ہو رہے اور غصے کو بیجا پاکرے یا کچھہ مال خیرات یا خدا کی بندگی ایسی

ہو اوسپر شاق گذرے کرے تا بار دیگر مرتکب ایسی حرکت کا نکرے حکیمون کی تواریخ مین منقول ہی
کہ جب بادشاہ نے سقراط کو تاہل کے لیے حکم کیا اسلیے کہ اوس سے کوئی نسل یادگار رہے اور
اوس سے لوگ فائدے حکمت کے اوٹھا دین تب اوسنے ایک ایسی کلہ دراز عورت کو اختیار کیا
کہ ہر کوبہ کے پاس وہ زبان درازی مین علامہ عصر اور مشہور تھی اسلیے کہ اسکی صحبت سے
قوت غضبی کو مقہور کرے اور اقلیدس حکیم شہر کے احمقون کو خلوت مین بلاکر پیسا دیتا تا اوسکو
بر ملا زجر و ملامت کرین اور جو کوئی اپنے مزاج مین کاہلی دریافت کرے چاہیے کہ نیک
کامونکی مشقت سے جو اسکی عادت معہود سے زائد ہین اپنی تادیب کرے غرض اون
کامونکی مشق مین خوگر ہوے کہ طبیعت کو امکان غفلت و اہمال کا نہو یہان تک کہ اونپر قادر ہو
اونسے خوگر ہو جائے اور بڑے کامون کو اگر وے چھوٹے بھی ہون تو اونکو چھوڑنا بجالانے
اور اونسے احتراز کرے تا موجب سستی کا نہو یہین سے ہی کہ شرع کے بعضے امامون نے
تصریح کی ہی کہ جس گناہ کو صغیرہ حساب کرتے ہین بنظر شخص کے وہ کبیرہ ہو سکتا ہی
اوس معنی کو پیغمبر علیہ السلام کی حدیث سے بھی نقل کیا ہے اور صغائر آہستہ آہستہ باعث
کبائر کے ہوتے ہین بلکہ گناہ صغیرہ کے بار بار کرنے سے حکم گناہ کبیرہ کا پیدا کرتا یا وہ خود کبیرہ ہو جاتا ہے
باعتبار اوس اختلاف کے جو علما کے بیچ ہے اور لازم ہی کہ اپنی پہچان کے سعی کرنے مین مقدور بھر
کوتاہی نکرے اور اوس وجہ کی رو سے جو جالینوس نے کہی ہے کہ ہر کوئی اپنے تئین چاہتا ہی
اور بحکم اوس قول کے جسکے معنے یہ ہین کہ دوستی ہر ایک شی کی بے تجھے اندھا اور گونگا کر دیتی ہی نہ
اپنے عیب سے واقف ہو سکتا نہ پرائے عیب سے پس مناسب یہ ہی کہ دوستی کسی دانا کی
اختیار کرے اور بعد اسکے کہ جب رابطہ دوستی کا مربوط اور طریقہ نشست و برخاست کا مضبوط ہو
تب اسکو اپنے عیبون کے اطلاع کر دینے کی تکلیف دے اور اس بات مین بہت سا مبالغہ
اور الحاح کرے ہر چند کہ وہ کہے کہ تجھہ مین کوئی عیب نہین دیکھتا ہون راضی نہو بلکہ پوچھنے مین
اور بھی اصرار کرے پھر اگر اوسنے کسی عیب سے مطلع کر دیا تو لازم ہی کہ بیزار نہو بلکہ خوش ہو
امیر المومنین عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے فرمانے مطابق جسکا مضمون یہ ہی کہ جسنے میرے
۱۰ عیبون سے مجکو واقف کر دیا خدا اسپر رحمت بھیجے وے اپنے حق مین احسان سمجھے اور شکر اوسکا

اپنے اوپر واجب جانے اور اونکے چھوڑنے کی تدبیر مین رہے اگر دوستون سے اوسکا مقصد بنانے تو دشمنون سے التماس کرنا واجب ہو کیونکہ دشمن اظہار عیوب مین پروا نہین کرتا بلکہ وہ اوسکے افشا کرنے مین اکثر ساعی ہوتا ہی پس اس طریقہ سے اپنے عیب پر مطلع ہو سکتا ہی پھر ایسا کرے جو کسی طور سے اسمین خلل راہ نپاوے یہی معنے ہین اوسکے جو جالینوس نے دوسرے مقام مین کہا ہی کہ نیکون کو دشمنون سے نفع حاصل ہوتا ہے اور حضرت عیسی علیہ السلام سے منقول ہی کہ مین نے سب ادب بے ادبون سے سیکھا اور بعضے حکیمون نے کہا ہی کہ فضیلت کے طلب کرنیوالے کو چاہیے کہ اپنے آشناؤنکے احوال کو آئینے کے مثال خیال کرے اور اپنی سیرت اور خو خوارق کی صورت اوسمین دیکھ لے تو افعال بد کو اپنے معلوم کرے کیونکہ نفس انسانی جسطرح غیر کی برائیون پے جلد واقف ہو جاتا ہے اسطرح اپنی بدیون سے خبردار ہو نہین سکتا دسوان لمعہ امراض نفسانی کے معالجہ کرنے مین جیسے طب جسمانی مین مقرر ہی کہ حفاظت تندرستی کی احتیاط اور موافق چیزون کے اختیار کرنے سے ہو سکتی اور بیماری دوا کے استعمال کرنے سے جو اوسکی ضد ہی مندفع ہوتی ہی طب نفسانی مین بھی یہ قاعدہ جاری ہی اور جب کہ فضیلتون کی چار قسمین اور رذیلتونکی آٹھہ مین چنانچہ سابق گذرین پس رذائل کو اوس اصطلاح کی رو سے جو کہتے ہین کہ وہ ضدادن دونون موجودونکا نام ہی جنکے درمیان تفاوت اوس مرتبے سے ہو کہ کدھی دو اکٹھے نہو سکین اضداد فضائل کے نہ کہہ سکینے لیکن باعتبار اصطلاح عام کے اطلاق ضدون کا اونپر دونون پہ مخصوص نہین اور طب نفسانی کی اصل یہ ہی کہ پہلے مرضون کو پہچانے پہر شناخت اسکی کہ کس مرض کا کیا سبب ہی اور اوسکی علامت کیا پہر دریافت کرنا اوسکا کہ اس مرض کی دوا کسطور سے کیا چاہیے اور جب کہ قواے انسانی کی تین نوع ہین قوت تمیز قوت غضب قوت شہوت تو اونکا منحرف ہونا حد اعتدال سے کیفیت کی جہت سے یا کمیت کی جانب سے ہی پس ثانی زیادتی کرنی اعتدال کی حد سے یا اوس حد سے نقصان کرنا پس ہر ایک قوت کی بیماری تین وجہ سے ہو سکتی ہین افراط یا تفریط یا رداءت کیفیت اما افراط قوت تمیز کا باعتبار شق نظری یا بنظر شق عملی کے ہوتا ہی اول جیسے کامون کی حد سے تجاوز کرنا اور بحث و مناظرے مین مبالغہ کرنا اور دقیق مجمل ٹھہرانا انتہا ایسا سفسطہ بیجا ہی اور ان بیہودونکے معرفت مین جو لذت یقین سے محروم ہین اسے تدقیق کہتے ہین اور سبب اسکے حدس یقینیہ کے

رہجاتے پردوسری قسم اگر اسور جزوی مین ہو اسکا نام کربزی ہی یعنے خلاف حکمت اور جو امور کلی مین ہو اسے
وہا گتے ہین یعنے اندازے سے زیادہ عقلمندی اور تفریط قوت نظری کی حمود یعنے سستی فکر کی اور
بلاوت ہی اور قوت عملی کی بلاہت ہی غرض وہ قصور کرنا فکر کا ہی حد واجب سے عملیات مین ہو
یا علمیات مین آثار روائت اس قوت کی بے جیسے شوق ان عملون کا کرنا جو نتیجے کمال حقیقی سے کے
نہین دیتے زیادہ اسقدر سے جو ممد تحصیل یقین کا ہو چنانچہ علم جدل اور خلاف اور سفسطی کا یعنے
بحث کرنیکا بے زیادہ اس سے کہ تحصیل یقین کا ہو اور جیسے علم جادوگری رمالی بازیگری کا اسلیے
بسبب انکی غرض اصلی کے رتبے سے ہجاتا ہی اما قوت غضبی کا افراط جیسے بہت غصہ کرنا اور انتقام کے
پیچھے پڑجانا اور آتش خشم کو مرتبۂ اعتدال سے زیادہ بھڑکانا اور تفریط اوسکی جیسے بےغیرتی اور بزدلی ہی
پر روائت اس قوت کی کیسی بے جیسے بیجا غصہ کرنا مثلاً کنکر پتھر یا چارپایون یا لڑکون یا اون لوگون پر
جو اونکے تابعدار ہین غصے ہونا یا بیوجہ خفگی کرنی پر قوت شہوی کا افراط جیسے کھانے پینے پر
زیادہ حرص کرنا اور عورتون سے بہت صحبت رکھنی ایسی جو استحسان عقلی سے خارج ہو اور
تفریط اسکی یہ ہے کہ جسقدر کھانا پینا ضروری ہی اوسمین قصور کرنا اور بیاہ شادی کا ارادہ جس سے
بقا نسل منصور ہی نہ کرنا اسکا نام خمود شہوت ہی یعنے شہوت کو بجھانا پر روائت اس قوت کی
جیسے مٹی اور کوئلے کھانیکی بھوکھ ہونی اور شہوت رانی مردونکے ساتھہ کرنی غرض شہوت رانی
اس وضع کی کہ عقل کے نزدیک برا ہو اور یہ سب امراض بسیط کے جنس ہین اور اونکے تحت مین
بہت سے انواع مندرج ہین پھر اونکے آپس کے ملنے سے بہت سے مرض پیدا ہوتے ہین
اونمین سے بعضون کو مہلک کہتے ہین اسلیے کہ وہ اکثر امراض دائمی کا سبب ہوتے ہین
جیسے حیرت نادانی غصہ وری بزدلی غمگینی حسد انتظاری عشق اور بیکاری ہی اور جب کہ تاثیر
اون بیمار یونکی بہت ہی تو معالجہ اونکا ضرور لیکن ہر ایک اپنے اپنے مقام مین ظاہر ہوگی انشاء اللہ تعالی
اور بچکہ بدن اور روح کے درمیان از بسکہ علاقہ اور شدت سے رابطہ ہی چنانچہ اونکے کسی مین جو
کیفیت پیدا ہو وہ دوسرے مین بھی سرایت کرتی ہے پس سوچنا چاہیے کہ بسبب اس کیفیت
ردیہ کا اگر کوئی مرض بدنی ہی جیسے سوء مزاجی یا بدترکیبی تو دوا اوسکی طب جسمانی سے کرنا ضرور
اور جو علت اوسکی بدکاری کے سبب سے ہو تو طب نفسانی سے اور جیسے تدبیر جسمانی غذا کی

اور دوا کے استعمال کرنے سے ہوسکتی ہے اور کبھی اتفاق ایسا ہوجاتا ہے کہ احتیاج زہر اور
سخت کامون کی طرف ہوتی ہے جیسے داغ دینا یا کسی عضو کو کاٹ ڈالنا تدبیر نفسانی بھی
اسی روش پر ہے پہلے اپنے اخلاق کو درست کرے اور بُرے کامون سے اپنے تئین
نیک کامون کے وسیلے سے بچا دے یہ گویا غذا کی قسم سے ہے دوسرے اپنے تئین
کہنے سُننے کام کرنے اور سوچنے کی روسے زجر و ملامت مین رکھے یہ گویا دوا کے
طور پر ہے تیسرے ارتکاب کرنا اوسکا جو سو جب ایک ایسی رذیلت کا ہو جو خلاف اوسکا ہے
یہ صورت تشبیہہ رکھتی ہے اوس حالت کے ساتھہ جب اتفاق زہر کے علاج کا ہو چوتھے
عقوبت و تعذیب اور تکلیفات شاقہ اختیار کرنا اور اون ریاضتون مین مصروف ہونا
جنسے نفس انسانی کو رنج پہونچے یہانتک کہ وہ قوت ضعیف اور فرمانبردار ہو جاسے یہ
داغ دینے اور قطع کرنے کا شبہہ ہے یہ طریق سلسلے کا ہے اجمال کی وجہ سے پر تفصیل کی
وجہ سے کتنے مرضون کے علاج کا بیان جو اون تینون قوتون سے علاقہ رکھتے ہین ہوگا
تا اور مرضون کا قیاس اونپر کرین پر قوت تمیز کی بیماریان اگرچہ بہت ہین لیکن بخوف تطویل
تین قسم کی ہین ایک حیرت دوسری جہل بسیط تیسری جہل مرکب پہلی نوع افراط کی
قسم سے دوسری نوع تفریط کی تیسری رداءت کیفیت کی قسم سے ہے لیکن
علاج حیرت کا یہ ہے کہ جب دلیلین ایک مطلب کی آپس مین متعارض ہون اور وہ مطلب
خفی ہو مثلاً نفس انسانی اوسکے دونون طرف کے یقین کرنے سے لاچار ہو تو چاہیے
پہلے اس قضیے بدیہیہ کو سوچے کہ دونون نقیضونکا ماننا اور اونکا اوٹھہ جانا محال ہے جب اوسے
یقین اجمالی حاصل ہو کہ نفس الامر مین ہر ایک مسئلے کی دونون طرفون مین سے ایک طرف
حق ہوگی اور دوسری جانب باطل پھر اوس مطلب کے مناسب مقدمون مین بطور
قوانین منطقی کے تفتیش کرے اور اس تفتیش مین احتیاط کی شرطین اچھی طرح سے
ملحوظ رکھے یہانتک کہ حق باطل سے علیحدہ ہو اور وہ حیرت کے احاطے سے چھوٹ جاے
علاج جہل بسیط کا وہ عبارت ہے نادانی سے بے اعتقاد کیے علم کے اپنے شان مین
پیدا ہوتا ہے یہ برا نہین ہے بلکہ وہ علم سیکھنے کی شرط ہے کیونکہ اگر وہ عالم ہے یا اپنے شان مین اعتقاد

علم کا کرتا ہے تو سبب نا اہلی کے اوس درجے مین رہتا ہے اور شرع وعقل کی رو سے اوسکو
ملامت کرنا اسبب علاج اوسکا یہ ہے کہ وہ انسان اور دوسرے حیوانون کے احوال مین تامل
کرے تا اوسے یقین ہو کہ اونپر فضیلت آدمیون کی باعتبار علم وتمیز کی ہے اور رو سے نادان
بیہودہ بے علم تکالی ہین حقیقت مین گونگے جانورون کی مثال ہین بلکہ اونسے بھی بدتر چنانچہ مطلع کی درمیان
ظاہر ہو چکا اسواسطے اون فضلا کی محفل مین جو میدان کمال کے شاہسوار ہین جب حاضر ہون
تو اونکے تئین گفتگو کرنے کی کچھ راہ نپاوے اور حیوان بے زبان کے مانند منہہ دیکھا کرے بیچارے
بس سوچا چاہیے کہ وے آپسمین جو باتین کیا کرتے ہین سو جانورونکی آوازسے مناسبت رکھتی ہین نہ
آدمی کے کلام سے اسلیے کہ انکی باتین اگر نطق انسانی کے شمار مین ہوتین تو ان علما کے
مجمع مین جو جواہر بیان کے بازار کے جوہری ہین رواج پاتین بلکہ اونھین آدمی کہنا کیسا ہے
جیسے گیہون کے جو کو گیہون اور انگور خام کو انگور کہنا اور تھوڑے تامل سے ظاہر ہوتا ہے کہ
کہ استے گونگے جانور بسبب پیدایش کے اپنے کمال نوعی کے پہونچنے کے لیے قوا اور آلات
جسمانی کو مصروف رکھتے اور اس راہ راست جس سے اوسکی نہایت کو پہونچتے ہین منحرف
نہین ہوتے بخلاف اس نادان کے جو بھلے برے کی پہچان سے غافل ہے اور اپنے
ارکان اور جوارح اور قوا کو پیدایش کے خلاف مقتضی مین صرف کرتا اور تحصیل کمال کی
سیدھی راہ سے جو خاصہ نوع انسانی کا ہے باز رہتا ہے پس یہ جاہل بے شبہہ ان حیوانون سے
بدتر ہے پھر جب اسی قیاس کے اوپر احوال جمادات کا ملاحظہ کیا جاوے تو معلوم ہو کہ اس مرتبے سے
بھی وہ فروتر ہے کیونکہ اسنے بسبب اپنی بدچالی کے فطرت انسانی کو اعلی علیین کے رتبے سے
اسفل السافلین مین ڈال دیا ارسطاطالیس نے کہا ہے کہ اگر بینا اور نابینا دونو کنوے مین گر پڑین
تو گرنے مین دونون شریک ہین پر اندھا بسبب اپنے اندھے پن کے بچاؤ سے معذور ہے اور
بینا بسبب تقصیر کے عقل کے نزدیک مستحق ملامت وعتاب کا ہوتا ہے چنانچہ عرفی شعر مین کہا ہے
مضمون اسکا یہ ہے بیت مین نہین دیکھتا ہون انسان مین عیب جیسا ہے نقص قادر کا
اور اہل نقل وعقل کے اتفاق سے ثابت ہوا ہے کہ کوئی فضیلت بدون علم کے تمام نہین ہو سکتی
اسیواسطے حضرت حق سبحانہ تعالی نے کتاب اعجاز نصاب مین پیغمبر علیہ السلام کو علم کی زیادتی

دعا مانگنے کے لیے حکم کیا اور فرمایا ہی کہ اے محمد کہ اے میرے پروردگار میرے علم کو زیادہ کر اور جب عائشہ صدیقہ نے حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آدمی کس چیز کے سبب اچھے ہوتے ہین فرمایا کہ عقل کے سبب اور حضرت مصطفیٰ علیہ السلام نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے علی جب کہ آدمی اپنے پروردگار سے قرب منزلت ہر طرح کی بندگی کے سبب پیدا کرتے ہین پس تو عقل و فکر کے وسیلے سے اونکے مرتبے اور قرب سے بھی سبقت کر اور حدیث مین آیا ہی کہ آدمی عالم یا متعلم ہی اور باقی گوبر کے کیڑے ایک صحابی نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کون عمل بہتر ہی فرمایا کہ علم پھر اوسنے یہی سوال کیا تو یہی جواب ارشاد ہوا یہان تک کہ اوسنے تین بار پوچھا اور حضرت نے یہی جواب دیا تب اوسنے عرض کی کہ مین عمل سے سوال کرتا ہون نہ علم سے فرمایا کہ علم کے ساتھ تھوڑا عمل بہتر ہی بہت عمل سے جو جہالت کے ساتھ ہو علاج جہل مرکب کا حقیقت اوسکی اعتقاد کرنا اون باتون کا ہی جو مطابق واقع کے ہین اور یہ بے شبہہ مستلزم ہی اپنے عالم ہونیکے اعتقاد کا باوجود کہ وہ عالم نہین یا جیسا وہ نادان ہی پر نہین جانتا کہ نادان ہی اسیواسطے اوسکو جہل مرکب کہتے ہین اور جیسے اطبار بدنی بعضے امراض تو انکے علاج کرنے سے عاجز ہوتے ہین اطبائے روحانی بھی ویسی بیماریون کی دوا سے لاچار ہین کیونکہ جب کوئی اپنے تئین عالم اعتقاد کرتا ہی پھر علم کی طلب اور اوسکا حاصل کرنا کیونکر اوس سے متصور ہو چنانچہ حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جنم کے اندھے اور کوڑھی کو مین اچھا کر سکتا ہون پر احمق کے علاج سے لاچار ہون لیکن جو علاج کہ فی الجملہ شاید منفعت اوس سے متوقع ہو وہ علوم ریاضی کا اشتغال ہی کیونکہ اوس علم کے درمیان حق باطل سے نہایت جدائی رکھتا ہی اور وہم کی مداخلت چندان اوسمین نہین جیسے علم ہندسہ اور حساب اور مانند اوسکے تا طبیعت اوسکی لذت یقین کی پاوے پھر جب اپنی معتقدات کی طرف رجوع کرے اور راستی کی چین اور لذت نپاوے اور اپنے خلل سے واقف ہو جہل اوسکا بسیط ہو جاتا ہی اور فضیلت کے حاصل کرنیکی استعداد اوسمین پیدا ہوتی ہی یہ قوت غضب کی بیماریان اگرچہ بیشمار ہین لیکن سخت تر اونمین سے تین نوع کی ہین ایک غصہ دوسرے نامردی تیسری بد دلی پہلی قسم

افراط کی جہت سے دوسرے تفریط کی تیسرے رداوت کیفیت کی سبب ہی علاج غضب کا
غضب وہ ایک کیفیت نفسانی ہی بسبب اوسکے روح اور خون جو سواری اوسکی ہی جوش و خروش مین
آتے ہین سبب اوسکا خواہش انتقام کی ہی پھر جب وہ کیفیت زیادہ زور کرتی ہو تو وہ جوش
خروش اوسکا اور بھی بڑھ جاتا ہی یہانتک کہ دماغ اور رگین جو روح کی آمد و رفت کی راہ ہین اوسکی
آتش خشم کے دھوئین سے بھر جاتی ہین اور تاریکی سے اسکی عقل کی روشنی چھپ جاتی اور
تمام کام اسکے برخلاف عقل کے ہو جاتے ہین حکیمون نے تمثیل انسان کی اوسحالت مین
اوسکے ساتھہ دی ہی کہ جیسے آگ سے بھرے ہوئے ایک غار مین کوئی پڑا ہی اور دھوئین کی
شدت سے کچھہ دکھائی نہین دیتا ایسے وقت مین علاج اوسکا مشکل ہی کیونکہ اسحالت مین
اوسے جتنی نصیحت اور زجر و ملامت کرین تو اور بھی اوسکی آتش خشم کے بھڑکانے کا سبب ہو
لیکن اسصورت مین اوسے لازم ہی کہ وضع بدل ڈالے یعنے اگر وہ کھڑا ہی تو بیٹھہ جاسے
اور جو بیٹھا ہو تو کھڑا ہو یا لیٹ جاسے علی ہذالقیاس تاکہ غصہ اوسکا فرو ہو اور اوسکو نافع
اور ٹھنڈا پانی پینا اوسکو مفید ہی اگر کچھہ خوف نہو اور پیغمبر خدا علیہ السلام کی حدیث کے موافق
وضو کرنا سو جانا اسیطرحسے اوسکو نافع ہی اور غصہ ہونے مین سبکے مزاج برابر نہین کیونکہ
بعضونکے غصے کی آگ ہرتال کے مثال ایک چنگاری سے سلگ جاتی ہی اور بعضون کی
روغن دار چیز کے برابر شعلے کی طرف احتیاج ہوتی ہی اور بعضون کی سوکھی لکڑی کے
مانند پھونک پھانک کی طرف اور بعضون کی بہت دیر سے مشتعل ہوتی ہی پہ یہ فرق بسبب
عجز و نامردی کے نہین بلکہ عظم شانی اور دوراندیشی کے باعث ہی اور تفاوت ان مرتبونکا
باعتبار آغاز حرکت غضب کے ہی بعد اسکے جب غصے کے اسباب پے درپی ہوا کرین تب وے
سب درجے برابر ہین بلکہ پچھلے شخص کا غصہ سخت بلا ہوتا ہی اسلیے کہ اوسکے غصے کے ظاہر
ہونیکا واسطہ کسی سبب قوی کی جہت ہوگا اسیواسطے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہی کہ تم حلیم کے غصے سے اپنے تئین بچائیو اور حضرت کی حدیث مین ہی کہ فرزند آدم
کئی قسم ہین بعضے ایسے ہین کہ جلد غصہ ہوتی اور جلد بجھ جاتے ہین اور بعضے دیر غصہ ہوتے
ہین جلد بجھ جاتے ہین اور بعضے وے ہین کہ بدیر خفا ہوتے اور بدیر ٹھنڈے ہوتے ہین

اور بعضے ایسے ہین کہ جلد غصے ہوتے اور دیر سے تسکین مین آتے ہین پر اونمین سے دوسرے
درجے کا سب سے بہتر ہی اور سب کا برا اخیر مرتبے کا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین جب کہ
غصہ آدمی کی عقل کو کھو دیتا ہی تو بادشاہ کو لازم ہی کہ غصے کے وقت کسی مسلمان پر حکم عقوبت کا
نکرے اسواسطے کہ شاید وہ غصے کے سبب قدر مستحق سے تجاوز کر جاے اور اوسکے دل مین خوشی
حاصل ہو یہین سے ہی کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک متوالے کو دیکھا جب چاہا کہ
اوسے پکڑ کر درہ شرعی مارین کہ اوسنے گالی دی وہین امیر المومنین نے اوسے چھوڑ دیا اور فرمایا
کہ اب اسے اگر تازیانہ مارون تو اپنی تسکین خاطر کے لیے اوسکو دکھ دون نہ خدا کے لیے ایک دن
تقصیر مندون مین سے کسیکو عمر ابن عبد العزیز کے حضور لائے اوسنے سخت درشت باتین کہین تب
فرمایا کہ اگر میرے تئین اسوقت غصہ نہوتا مین تجھے عقوبت کرتا اور اسباب غضب کے دس ہین عجب
افتخار مزاح لجاج مراء تکبر استہزا غدر ضیم منافسہ اور غضب کے لواحق جو اس مرض کو عارض
ہوتے ہین سات ہین ندامت ترتب دنیا و آخرت کی مکافات دوستون کی دشمنی استہزا رذیلون کا
شماتت اعدا کی تغیر مزاج کا تالم ورسمان حال لیکن حقیقت کے روسے دیوانی کا غصہ ایک ساعت کے
سوا نہین جیسے حکیمون نے کہا ہے کیونکہ یہ آئینہ غصہ ور کا مزاج اعتدال سے بہت حرارت
کیطرف مائل ہی پھر اگر یہ مزاج دیر پائی کرے جنون بھی پیدا ہو جا چنانچہ قوانین طبی کے واقف کار
اوسے جانتے ہین یہین سے ہی کہ حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہی کہ گرم مزاجی ایک
نوع کا جنون ہی اگر اس مزاج کے آدمی کو پشیمانی نہو تو وہ علامت ہی استحکام جنون کی اور کبھی
ایسا ہوتا ہی کہ روح خارج کی طرف حرکت شدید کرتی ہی اور دل جو روح حیوانی کا منبع ہی خالی
رہجاتا ہی اور روح کی مدد جو ہمیشہ عضوون کو پہونچتی ہی منقطع ہو جاتی ہی بسبب اسکے کہ حرارت
غضبی کی تپش جوہر روح مین پہونچ جاتی ہی اور بخار اوسکا دخان ہو جاتا ہی بعض ایسی صورتون
حالتون مین مرگ ناگہانی کا سبب پیدا ہوتا ہی یا اخلاط اوس شخص کے سوخت ہوتے ہین اور
اوسی امراض ردیہ جو موجب ہلاکت کی طرف ہون پیدا ہوتے ہین اسیواسطے ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ نے حضرت مصطفی علیہ الصلوۃ والسلام سے عرض کی کہ میرے حق مین کچھ نصیحت
ہدایت فرمائیے اوسکو تین بار غصہ ہونے سے منع فرمایا اور اسی پر اقتصار کیا اصحاب مین سے

ایک صحابی پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روبرو کھڑا ہوا اور سوال کیا کہ دین کیا ہی فرمایا کہ نیک خوئی
پھر وہ داہنی طرف آیا اور یہی سوال کیا پھر حضرت نے یہی جواب ارشاد فرمایا پھر بائین طرف
آکر پوچھا تو یہی جواب سنا اسی طرح سے پیچھے جاکر سوال کیا فرمایا کہ تو نہین سمجھ سکتا ہی کہ دین وہ ہی
کہ تو غصے سے باز رہے اور کلام مجید مین ہی جو کوئی غصے کو پی جاے اور آدمیون کی خطا سے درگذر کرے
علاج غضب کا اور بیماریونکی مثال دفع موجب سے ہو سکتی ہی پس اگر سبب اوسکا پندار ہو
وہ ایک گمان کاذب ہی اپنے حق مین اوس مرتبے کا جسکا مستحق وہ فی الواقع نہین ہی اوسکے
دور کرنے کا طریق یہ ہی کہ اپنے عیبونکو دھیان کرے اور اپنے تئین غضب مین ڈالے
پھر اوسکے ساتھ اورون کے کمال کو ملاحظہ کرے اسلیے کہ کوئی ایسا نہین کہ اگر انصاف کی
نظر سے اپنے احوال کو دیکھے تو جس کمال کا سزاوار ہی ظاہر ہو کیونکہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے
موجودات کی ہر ایک شے کو بموجب اوسکی استعداد کے اپنے خاص اسمون اور اپنی
صفتون کے پرتو سے معین کیا ہی اوسمین کسیکی شرکت نہین اور اس عالم نظام کے بیچ ہر شخص کو
اوسکے حاصل کرنے کی قوت عنایت فرمائی مصرعہ اس ملک مین طاؤس سا ہی کام مین ہر ایک
مگس ❊ اور جو سبب اوسکا مال یا خوبصورتی یا نسب یا جاہ سے ہی پس اگر مال ہو تو داناؤن کو معلوم ہی
کہ جو چیز لوٹ اور چھنے اور چوری یا غارت ہونے کی آفتون سے بچ نہین سکتی وہ سبب افتخار کا کسطرح
ہو سکتی ہی اور جو خوبصورتی ہو تو ظاہر ہی کہ جو چیز تھوڑے عارضے سے زائل ہوتی ہی عقلا کے افتخار کا
موجب کیونکر ہوگی بیت مغرور مت ہو ہرگز مال و جمال سے ہان ❊ اک شب مین اوسکو لے مین
اور اسکو ایک تپ مین ❊ اور اگر نسب ہی تو وہ آبا اجداد کی شرافت کے اعتبار سے ہوگا فرض کرین
کہ اگر باپ اوسکا [illegible] اوس سے کہے کہ تو اس شرافت کا جو دعوی کرتا ہی وہ فی الحقیقت میری ہی
اس سے کیا بزرگی تیری ہی جو تو فخر کرتا ہی تو وہ بے شبہہ لاجواب ہو جائیگا اور شاید کہ فضلاے زمانہ
سے کسیکے ساتھ باپ اوسکا درجہ ساوات کا رکھتا تھا اسلیے شرافت اوسکی طرف عائد ہوئی پس
کیونکر اوسکے ساتھ نسبت رکھتی اوس فاضل کے برابر فخر کرنے کا سبب ہو سکیگی یہ خصلت ناقصون
کی ہی کہ باپ کی شرافت کے اوپر مغرور ہو دعوا فوقیت کا علما پر اسطور سے رکھتے ہین کہ گویا اپنے
باپ سے کچھ سی بھی زیادہ ہین فرض کیا کہ وے اوسے کمتر ہین تو تھوڑی بزرگی کے سبب

جو ایک شخص کی ذات مین ہو اشرف ہوسکتا ہی اون بہت بزرگیون سے جو اوسکے غیر مین ہین اور اسی خیال باطل کے سبب اپنے تئین عقلا کے نشان ملامت اور فضلا کے سہل عتاب بناتے ہین چنانچہ عرفی شعر مین کہا ہی اور اسکے معنے یہ ہین کہ بیت اگر تو فخر آبا کا کرے ہو وے تو گندے ہین ؛ ولیکن یہ بہت بد ہی کہ تو اونسے ہوا پیدا ؛ اور حضرت پیغمبر علیہ الصلواۃ والسلام نے جو مکارم اخلاق کے متمم ہین ارشاد کیا مضمون اوسکا یہ ہی کہ تم اپنے نسب کی باتین پیش نہ لاؤ بلکہ اپنے اعمال کی گفتگو کرو اور امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہی معنے اوسکے یہ ہین قطعہ مین بیٹا ہون اپنا مری ہی کنیت ؛ ادب مین عجم کا ہون یا مین عرب کا ؛ جوان ہی وہی جو کہے ہان کہ مین ہون ؛ نہ وہ ہی جو بولے کہ تھا باپ میرا ؛ نقل ہی کہ یونان کے رئیسون مین سے ایک شخص نے ایک غلام دانا پر اظہار فخر کیا غلام بولا کہ اگر تیرے فخر کا سبب یہ لباس فاخرہ ہی جس سے تو نے اپنی سجاوٹ کی ہی تو وہ اس کپڑے مین ہی اور جو یہ گھوڑا تیز قدم ہو جسپر تو سوار ہی تو یہ بزرگی تیری نہین اور اگر فضیلت پدری ہی تجھے اوس سے کیا حاصل جبکہ ان فضیلتون مین سے کچھ تیری نہین پس لگ تجھسے اپنی اپنی شرافت لے لین بلکہ جسوقت تیری طرف عائد بھی نہین تو احتیاج پھیر لینے کی بھی نہین پھر اس سے تیری کیا شرافت ہوگی اور روایت ہی کہ ایک حکیم کسی مالدار کی صحبت مین رہتا تھا اور وہ مال ومتاع دنیاوی کے سبب اپنے تئین کھینچتا اور فخر کرتا اتفاقاً حکیم کو احتیاج تھوکنے کی ہوئی داہنے بائین دیکھ بھال کے اوس دولتمند کے منہ پر تھوکا حاضران مجلس اوسے بد کہنے لگے حکیم نے جواب دیا کہ ادب کی چال یہی ہی کہ نامعقول جگہہ مین تھوکیے بینے جتنا ادھر ادھر دیکھا کوئی مکان اوسکے منہ سے بدنا دانی کے عیب سے صورت انسانی اوسکی مسخ ہوگئی ہی خراب بنایا اور اس فقیر نے بعضے اوستادون سے خدا انپر رحمت بھیجے سنا ہی کہ پارس کی اطراف مین ایک دنیادار مال ومتاع اور دولت فانی کے سبب مغرور ومسرور تھا ایکدن کسی ولی کے پاس گیا جب اوسنے مرلینے سے فراغت کی اور اوسکی طرف نظر پڑ گئی خادم پر خفگی کی اور کہا اس گدھے کو یہان سے نکال دے اور یہان تک غصے ہوا کہ وہ دنیادار باہر نکلا پھر جب ٹھنڈے ہوئے خادم نے استفسار کیا بولے کہ مینے سوا اسکی شکل حماری کے اسکی صورت سے مشاہدہ نہ کیا پر اصرار اور لجاج

جو عبارت جنگ وجدل سے ہی وہ علاقۂ الفت کے سبب زائل ہونے کا اور رابطۂ وحدت کے
ٹوٹنے کا موجب ہین اسلیے کہ مخالفت ضد ہی موافقت کی اور بسبب اسکے کہ کثرت کو غلبہ اور
فتح مندی ہی سلسلۂ انتظام کے ٹوٹنے کا احتمال اور بناے اتحاد کے گر جانیکا شبہہ ہی اسواسطے
کہ قوام کثرت تھہران وحدت سے منوط و مربوط ہی پس یہ دونون خصلتین جہان کے بند و بست کے
اوٹھا دینے کا جو بڑا مفسدہ ہی سبب ہوتی ہین پر تکبر وہ قریب عجب کے ہی اور فرق انکے درمیان
یہ ہی کہ عجب اوس کمال کا اعتقاد کرنا اپنی شان مین ہی جو حقیقت کی روسے اوس مین نہین
اور تکبر اسی کمال کا دعوی کرنا اورون کے ساتھہ اگرچہ وہ اوسکا معتقد نہو علاج اوسکا اسطور سے
ہی کہ سوچے مین کہان سے پیدا ہوا ہون اور حقیقت میری کیا جو شخص دو مرتبہ پیشاب کی راہ سے
نکلا ہو کسطرح وہ سزاوار کبر و غرور کے ہی جب یقین اوسکا حاصل ہو تو کبر و نخوت کی بیماری سے
اپنی روح کو صحیح تندرست رکھے اور مرتضی علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہی کہ آدمی کو غرور کرنا کیا
کیا لائق ہی اسلیے کہ اول اوسکا غلیظ نطفہ اور آخر بدبو مردہ اور بیچ مین خود نجاست کا دھونے والا
اور حدیث قدسی مین ہی کہ تکبر میری چادر اور بڑائی میری ازار پس جو کہ ان دونون کے لیے
جھگڑے اوسکو دوزخ مین ڈالونگا اور حدیث نبوی مین آیا ہی کہ حشر کے میدان مین تکبر کرنیوالونکو
چھوٹی چھوٹی چیونٹیون کے برابر بناوینگے حقیقت اوسکی یہ ہی کہ سواے غنی مطلق کے جسکے
دامن جلال مین کسیطرح سے گرد احتیاج کی لگ نہین سکتی اور وجود جمیع ممکنات کا اوسکے
انوار وجود کا پرتو اور اوسکے دریاے بخشش کا قطرہ ہی کوئی لیاقت تکبر کی نہین رکھتا اسلیے
کہ تکبر و احتیاج مین منافات ظاہر ہی بیت کبر بد ہی اور گدا سے زشت تر ہی جیسے جاڑون مین
کرین جامے کو تر ہے پر استہزا اونا آدمیونکا شیوہ ہی اور بڑے لوگون کے دل لینے کے
لیے اور اونکے پاس جانے اور مال و مرتبے کے واسطے یہ چال اختیار کرتے ہین اور
جو کسیکو فضیلت و ہنر ہوا اور وہ آزاد ہو تو وہ جانے کہ اس شیوے سے توسل ڈھونڈھے
بلکہ اپنے ہنر و فضیلت سے اونکے پاس عز[illegible] کرے حدیث مین آیا ہی کہ روز قیامت مین
مغروروں کو بہشت کے دروازے پر بلا[illegible] جب وے وہان پہونچین در کو بند کرین
پھر دوسرے دروازے سے بلاوین جب [illegible] وہان جائین وہین دروازے موند[illegible]

اسیطرح سے اونکے ساتھ بھی سلوک اختیار او رٹھے کیصورت پر اونھین عذاب کرین لیکن مذرؤ دولت اور
اور اوسکے غیر مین ہوتا ہی پر اوسکی سب قسمون کا موجب خیانت ہی کیونکہ وہ بدون کی بد اور بد و نکی
بدی ہی اور کسی دانا کے نزدیک بہتر نہین پیغمبر خدا صلواۃ اللہ علیہ وسلم نے اس طریق کو اخلاق منافقین
سے شمار کیا ہی اور فرمایا کہ حشر کے دن فریب دہیندوں کا ایک نشان ہوگا کہ اوس سے سب لوگ
اونکے فریب پر مطلع ہونگے یہ خلق ترکونین بہت ہوتا ہی اور وفا جو ضد اوسکی ہی روم اور حبش کے
بیچ اکثر ہی ضیم وہ عبارت ہی کسیکو تکلیف دینے سے انتقام کے لیے کہ وہ تحمل ظلم کا کرے برائی اوسکی
ظلم و انظلام کی حقیقت سے مفہوم ہوتی ہی عاقل کو چاہیے کہ انتقام لینے پر اقدام نکرے جب تک
یقین نہو کہ وہ ایک اور ضرر کا باعث نہو لیکن یہ بہت سوچ اور فکر تردد اور قوت حلم کے حاصل
ہونے سے ہوسکتی ہی بلکہ بخش ہی دینا بہتر ہی اسواسطے کہ بسبب اسکے دشمن دوست ہوجاے
اور طوق شرمندگی کا اوسکی گردن پر پڑے کیونکہ اہل غیرت عدو کے بخشش دینے کو باوجود اسکے
کہ وہ انتقام لینے پر قادر ہی اپنے اوپر سخت و ناگوار جانتے ہین چنانچہ عربی مثل مین کہا ہی معنے
اوسکے یہ ہین کہ دشمنون کا عفو سخت تر ہی دوستونکے ظلم سے اور منافست وہ دم بھتا ہی
اوس نفیس چیزون کے طلب کرنے مین جو شتمل ہین کتنے خطرون پر لیکن بادشاہون اور
اہل دول کو اوس سے احتراز کرنا بہتر ہی پھر ہمارا اختیار کیا چلتا کیونکہ جس بادشاہ کے خزانے
مین نفیس جوہر ہوا وسکے تلف ہوجانے سے امین نہین رہ سکتا ظاہر ہی کہ گردش آسمانی
اور انقلاب زمانی کے سبب بہت سے ہیر پھیر اور اولٹ پلٹ دنیا کے کارخانے ہوتے
ہین کیونکہ خیاط روزگار ممکنات کے لباس ملمع کو خطوط شعاعی کے تار سے سیتا ہی پھر فتنہ
و فساد کی کھونچ کھانچ سے پھاڑ کر آتش فنا مین جلا دیتا ہی اور نقاش قضا جس ترکیب
کی صورت کو اجزاے عنصری سے بناتا پھر ہاون فلکی مین کوٹ کر اوس مادے سے
دوسری ترکیب تیار کرتا چنانچہ آیۂ قرآنی مین آیا ہی معنے اوسکے یہ ہین کہ عادت خدا کی
وہ چیز ہی کہ تحقیق آگے گذری اور کبھی خدا کی عادت کے واسطے تبدیل نپاویگا اور جب بادشاہ
اون نفائیس مین سے کوئی ایسی چیز جسکو دل سے چاہتا ہو کھو دے تو بے شبہہ آثار غم و الم
اوسکے صفحۂ خاطر مین زیادہ اوس خوشی کے مرتبون سے پیدا ہون جو اوسکے ہاتھ آنے سے

حاصل ہوے تھے چنانچہ نقل ہو کہ ایک بلور کا قبہ نہایت خوبصورت اور بڑے بڑے کاریگرون نے
اوسے چھیل کر کے گرد و مدور ایسا بنایا تھا کہ گویا سانچے کا ڈھلا ہوا تھا اور اوسکی صفائی کے
آگے آب و تاب جواہر کی بے آب تھی اور دیکھنےوالے اوسکی شادابی سے اپنی آنکھین ٹھنڈی کر لیتے
پادشاہ کے حضور بطریق تحفے کے لائے پادشاہ نے بہت تامل سے اوسکو ملاحظہ فرمایا تو بہت پسند کیا
اور اوسکی آنکھونمین دوسرا آفتاب و مہتاب نظر آیا ارشاد ہوا کہ اسے خزانے مین حفاظت مین رکھین
تا وہ جونسے وقت اوسکے مشاہدے سے دل کو خوش کرے اور بمقتضا اوسکے کہ کون دولتمند ہو
کہ زمانہ اوس سے مکدر نہین کرتا جب حادثہ زمانی نے اپنی عادت کے طور پر اوسکو تلف کردیا بادشاہ
اسکے سبب بہت دلگیر ہوا یہانتک کہ بندوبست ملکی کی تدبیر مصاحبون کی صحبت رعایا کی رفاہ سے
درگذرا اور ازبسکہ تاسف سے اپنے یاقوت لبون کو گوہر دندان سے کاٹتا اور نہایت افسوس سے
اشک عقیقی چہرۂ کہربائی پر بہاتا اور آنسوونکی لڑی لیکر اوسکے سودا کے بازار مین آیا اور اپنی
نقد اوقات کو اوسکے ذکر مین صرف کرنے لگا اسقدر سودا نے اوسکے دماغ بیچ جوش مارا
کہ قبۂ بلورین فلک کا اسنے گوہر شب چراغ کے ساتھ اوسکی آنکھون مین تاریک ہوگیا
لعل باوجود اوس سنگدلی کے اوسکی آتش غم سے موم کی مثال پگھل گیا اور جگر مرجان کا
اوس گران جانی سے خون ہوا خواص و اعیان ملک کے کسی گوہر نفیس کی تلاش مین جس سے
بادشاہ کا دل بہلے جستجو و تردد کرتے تھے محروم و ناامید پھرتے آخرالامر عنان ملک داری کا
سلطان کے قبضۂ اقتدار سے چھوٹ گیا اور خلل کلی امور مین پیدا ہوا جبکہ بادشاہونکا یہ حال ہے
پس زبردستون کے اگر کوئی اچھی چیز ہاتھ لگے زبردست لوگ اوسکی طمع سے سر اوٹھاوین
اور اوسکے چھیننے کے لیے ہاتھ بڑھاوین اگر وہ کچھ چون و چرا کرے پشیمانی کھینچے بلکہ
نہ دینے کی صورت مین اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے پس عاقل کس لیے ایسا اختیار کرے
جس سے اسقدر فساد برپا ہون مصرع مین جان جہان کی ہون نہ جہان جان ہو میری +
یہی ہو کلام غضب کے اسباب اور اوسکے علاج مین پس جو کوئی زیور اعتدال سے آراستہ ہو
غضب کی دوا اوسکے نزدیک آسان ہو کیونکہ غضب وہ ظلم ہو اور عدالت کی سیدھی راہ سے
بھٹک جاتا ہو اور کسی طرح بہتر نہین جو لوگ اپنے خیال باطل سے توہم کرتے اور کہتے ہین

کہ غضب علامت بڑی جوان مردی کی ہی اور یہ بھی نادانی سے اوسکو شجاعت جانتے ہین محض
خیال فاسد ہی اسلیے کہ جو صفات سبب فتنہ و فساد کے ہوے اور جس سے نئی خرابیان متعدد
اور خویش و اقارب نوکر چاکر باندی غلام لوگ بگڑ جاتے ہین وہ کس وجہ سے عقل کے نزدیک
بہتر ہوسکے اسیواسطے پیغمبر خدا صلوات اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ تم اونمین سے جوانمرد وہ
شخص ہی جو غصے کے وقت اپنے تئین تھام لے اور جب اپنے ساتھیون سے مراجعت
فرمائی ارشاد کیا کہ مین جہاد اصغر سے پھر آیا جہاد اکبر کی طرف لوگون نے پوچھا کہ جہاد اکبر
کیا چیز ہی فرمایا کہ اپنے نفس امارہ کے ساتھ لڑنا اور زبان مبارک سے ارشاد ہوا کہ تیرے دشمنون مین سے
بڑا دشمن تیرا نفس امارہ ہی جو تیرے دو پہلوؤن کے درمیان ہی اگر افراط غضب کے ساتھ رذالت
کیفیت کی بھی ملجاے تو حیوان بے زبان سے تشبیہ پیدا کرکے بہائم و جماد کے ساتھ
جیسے پاس مال و متاع مین یہی طریق در پیش کرے اور چارپایون اور کبوتر اور بلی وغیرہ
حیوانات کی مار پیٹ سے اپنی تشفی خاطر چاہی یہان تک کہ اگر قلم کا قط مثلاً اوسکی خواہش کے
مطابق نہو یا جلدی کے سبب صندوق یا پٹاری کا قفل اگر کھول نسکے تنگی کے مارے اوسکو
توڑ ڈالے اور دیوانون کے مانند بیہودہ گالیون مین زبان کھولے یہ طریق نہایت رذیل ہی
چنانچہ سلف کے بادشاہون مین سے ایک بادشاہ جونپور مین مشہور تھا نقل کرتے ہین
کہ جب کشتی اوسکی دریا کے سفر سے دیر کو پہونچتی دریا پر غصہ کرتا اور حکم کرتا کہ اوسکے پانی کو
نکال ڈالین اور پہاڑون سے بھر دین اسیطرح سے دریا کی تہدید کرتا اور حکیم ابو علی
مسکویہ نے بعضے احمقون کی نقل کی ہی کہ جب چاندنی رات کو سوتا اور بیدار ہوتا تو چاند کے
اوپر خفگی کرتا اور گالیان دیتا اور مہتاب کی ہجو کہتا اکثر ہجو چاند کی شان مین اوس سے مشہور
ہین بیت مہتاب نور بخشی ہی بھونکے ہی سگ پلید ہوگئے کو پوچھ غصہ ترا چاند پر ہی کیون ہو غرض ایسی ایسی
حرکتین نہایت بد اور سبب ہنسی کا ہین پس جو اون اوضاع کو اختیار کرے حماقت و نادانی مین
مشہور ہو یہ خاصیت ناقصون کی ہی جیسے رنڈیان اور بیوقوف بڈھے اور لڑکے اور بیمار ہین اور
جسطرح کیفیات بدنی بالفرض سو دی اپنے ضد کی طرف ہوتی ہین اسیطرح جسے کبھی ایسا ہوتا ہی کہ نفسانی کیفیتین
بھی ردی یا غضب قوت شہوی کی زیادتی سے جو عبارت ہوا حمق سے ہمراہ ایک وجہ اونکی ضد ہی

پیدا ہوتی کیونکہ جس کو جب خون شیران ست بادشاہان اوسکے غضب کی اگ بھڑکے اور ا
بخیلان کا اگر کچھ مال نقصان ہوا ہے دوستون اور ہم نشینون پر جو کسی وجہ سے امید
مداخلت نہین رکھتے ہین غصہ کرے لیکن غصہ ان بدبختون کا ناراستی اور ندامت سے
سوا کچھ نہین اور جو صاحب عدالت عقل کی تابع رہے اپنے جواہر اخلاق کو سنجیدہ رکھے
اغماض واکرام وعفو وانتقام مین سب حال کی رعایت اوسکے طریق اعتدال پر چلے منقول ہے
کہ سکندر بادشاہ کی خدمت مین ایک بیوقوف شخص کی اور عیب جوئی کرنے لگا حواشیون مین سے
کسی نے عرض کی اگر بادشاہ اسکو تنبیہ کرین تو ایسی حرکت سے باز رہے اور اورون کی عبرت کا
سبب ہو بادشاہ نے فرمایا کہ یہ بات رای صحیح اور عقل صریح کے برخلاف ہے کیونکہ جسے اب تک
اوسکو کچھ ایذا نہین پہونچی ہے اور جو شخص کہ اس ماجرا سے واقف ہوا اوسکو بد کہا اور جب مین
اسکو دکھ دون تو بے شبہ میری مذمت اور عیب جوئی مین مبالغہ کریگا اور داناؤن کے
نزدیک اوسکے لیے جائے عذر ہوگی اور کسی وقت مین باغبانون مین سے ایک شخص
بسبب نافرمانی کے اسیر ہوا تھا سلطان سکندر اوسکی لغزش سے درگذرا اور اوسکو
آزاد کیا حضور مین سے ایک شخص نے بہت تشنیع کھا کر کہا کہ اگر مین تمہارا ہوتا اسے مروا ڈالتا
شاہ نے جواب دیا جب مین تجھسا نہین ہون اسواسطے اسکو نمارا علاج بزدلی کا وہ چپ
رہنا ہے انتقام کے لینے سے جب کہ مناسب ہو اور وہ ضد ہے غضب کی اسلیے کہ وہ اسبابین
افراط ہے اور ہر آئینہ بہت سے مفاسد اس مرض کے لازم ہین جیسے ذلت وخواری و
بدزندگی یا اوسکے حقوق مین لوگون کا طمع فاسد کرنا اور کامون پر کم ثابت رہنا اور سستی
مزاج کی اور طلب راحت کرنی جو سبب ناامیدی کا ہے بہادرون کے اور ظالم کو اپنے اوپر
نادر کرنا اور اپنی اور اپنے اہل کی برائیون مین راضی ہونا فضیحت اور گالی سنکر چپ رہنا
اور بے غیرتی اختیار کرنی اور سب کامون سے رہجانا پس علاج اس بیماری کا اور مرضون کے
ازالہ کا رفع سبب سے ہوتا ہے اور وہ اپنے تئین اس حالت کی قباحت پر تنبیہ کرنے
اور غصے کی چال پر چلنے سے موافق تدبیر مناسب کے ہو سکتا ہے گاہ گاہ کہ افراد انسانی مین
غضب مرکوز ہے جب ناگزیر ہو تحریک مکرر سے آگ کی مانند پتھر سے نکلے تو اس باب مین

متخاصمین نزد اوس شخص کے آتے تھے کہ مرد نیک سے پنچ بیچ کے بہتر اور بیشتر آتا اون آدمیون سے جو
اوسکے کام ہو — اور خفیف کرینگے مبالغہ کرین نافع ہی اسمقام کے مناسب ایک نقل ہی کہ منصور
بن نوح کو جو والی خراسان کا تھا وجع مفاصل عارض ہوا اور اوس زمانے کے بڑے بڑے
طبیب دوا کرنے سے عاجز ہوئے اور کہنے لگے کہ ہمسے اسکی تدبیر نہین ہوسکتی تب اہل
دولت کی راے — پر ٹھہری کہ محمد ذکریا رازی سے جو رازدان قوانین طب کا ہی شوق سے
اور کسیکو اوسکے لانے کے واسطے بھیجا جسوقت دریاے شور کے کنارے پر آیا ناؤکی سواری سے
ڈرنے لگا آدمیون نے اوسکے ہاتھہ پاؤن باندھکر کشتی مین ڈال دیا بہر صورت دریا سے پار ہوکر
حضور تک لائے اگرچہ ہر طرح کی تدبیر کرنے مین کچھہ قصور نکرتا تھا لیکن نتیجہ مراد کا حاصل نہوتا **فرد**
سکنجبین نے صفرا بڑھایا صفرا کو عجب کہ روغن بادام سے ہو خشک دماغ * بعد اسکے
بادشاہ سے عرض کی کہ ہرچند مینے معالجے جسمانی سے کیے پر کچھہ فائدہ نہوا اب تدبیر نفسانی
باقی رہی ہی اگر اوس سے آرام ہوا تو بہتر نہین تو کچھہ بھروسا نہین دیکھتا ہون یہ کہکر بادشاہ
کو تنہا حمام کے درمیان لیگیا اور کہدیا کہ کوئی یہان نہ آوے آخر جب حمام کی گرمی نے
بادشاہ کے بدن مین تاثیر کی تب ایک چھری نکال کر سامنے آیا اور دشنام فحش دینے لگا
اور کہا کہ تو نے حکم دیا تھا کہ میرے ہاتھہ پاؤن باندھکر پانی مین ڈالدین اور بے حرمت کر کے
کوسون کی راہ سے لادین اب مین اسی چھری سے انتقام اسکا تجھسے لونگا یہ بات سنتے ہی
سلطان کی آتش غضب بھڑکی اور بے اختیار وہان سے اوچھلا محمد ذکریا نے جلد باہر آکر
ایک پرزے کاغذ مین لکھکر بادشاہ کے کسی خواص کو دیا اور کہا کہ شاہ کو باہر لاؤ جو اسمین
لکھا ہی اسی تدبیر سے عمل کرو اور وہ مین تیز قدم گھوڑے پر سوار ہو خراسان سے باہر نکلا
آخرالامر بادشاہ کی اسی طریق سے تدبیر کرنے لگے کہ شفاے کلی حاصل ہوئی سبب اسکا
یہ ہے کہ مواد بلغمی کو جو موجب مرض کا تھا حرارت غضبی نے گرمی حمام کی مدد سے تحلیل کردیا
پھر بادشاہ نے ہرچند اوسے بلوایا پر اوسنے ملاقات نکی اور عذر کر بھیجا کہ بندے نے خدمت
سلطانی مین جو بے ادبی کی ہی وہ مصلحت علاج کے لیے تھی شاید بادشاہ کبھی اوسکو یاد
فرماوے اور خاطر مبارک مین گرانی آوے تو بادشاہون کے قہر سے کسیطرح جان بر ہونا متصور نہین

ان باتون سے غرض یہ ہے کہ آتش غضب کا اشتعال کرنا اگرچہ وہ اب سبب سردمزاجی کے سست
ہوئی ہو ممکن ہی حکیمون سے بعضا شخص لڑائیون اور خوف کی جگہون مین جاتا اور طوفان کے وقت
کشتی مین جا بیٹھتا اسلیئے کہ خوف وہراس کے صدمے سے اطلاع حاصل ہو علاج خوف کا
وہ عبارت ہی ایک ہیئت نفسانی سے جو توقع کے نزدیک مکروہ ہو اور نفس انسانی اوسکے
دفع کرنے پر قادر نہو اور نسبت توقع کی اوس شئے کے ساتھ ہو سکتی ہی جو زمان استقبال مین
ہو سکے پس وہ شئ ضروری ہی یا ممکن اور ممکن کا سبب یا فعل شخص ہو یا اوسکے فعل کا غیر
لیکن اسصورت مین ڈرنا مقتضا عقل کا نہین پس کسی عاقل کو نچاہیے کہ اونکی کسی صورت مین خوف
کرے اور اگر وہ شئ ضروری ہی اور معلوم ہو کہ دفع اوسکا قدرت لبشری کے احاطے سے باہر ہی
تو علاج اوسکا سواے اسکے نہین کہ اسپر راضی ہو اور اوس آفت کو قبول کرے کیونکہ بسبب اوس
حالت کے دین و دنیا کی تدبیرون سے رہجاتا ہے ایسی خصلت کہ جسکے سبب یہ فساد
برپا ہو اوسکو شقاوت دارین مین پہونچاتی ہی اور جو ممکن ہو اور سبب اوسکا فعل شخص کا نہو
لیکن جب وہ اپنی ذات کی نظر سے ہونے نہونے مین برابر ہی تو ہونے پر یقین کرکے بالفعل
اپنے تئین غم والم مین ڈالنا خلاف راے صواب کے ہی بلکہ اوسے ہونے نہونے پر چھوڑنا
چاہیے یہ قسم اگرچہ رضا و تسلیم کی روسے قسم اول کے ساتھ خصوصیت رکھتی ہی لیکن جب
ہونیکا یقین نہین ہی تو اپنے تئین خوف مین مبتلا کرنا اولی ہی اور اگر سبب اوسکا فعل شخص کا ہو تو لازم ہی
کہ برے اختیارون سے اجتناب کرے اور اوس کام کا اقدام نکرے جس سے مآل اوسکا بد
ہو جاے اسلیئے کہ جان بوجھہ کر برائیون پر کمر باندھنا مقتضا عقل کا نہین کیونکہ جو جانتا ہی کہ جس
برائی کے ظاہر ہونے مین فضیحت ہوتی ہی اور جو چیز ہونے والی ہو اوسکا ہونا کچھہ دور نہین پس
یقیناً اوسپر اقدام نہ کریگا پس سبب خوف کا پہلی صورت مین حکم کرنا ممکن کے اوپر ہی اوسکے
وجوب کا اور اس صورت مین اوسکے امتناع کا ان دونونکا منشا سمجھہ بوجھہ کا قصور ہی اور جب
خوف کے سببون مین سے موت بہت بڑا سبب ہی تو اوسکو چھوٹا جاننا اور اوس سے پروا
نکرنا مناسب ہی علاج خوف موت کا پہلے سوچا چاہیے کہ موت انسان کی فنای ذاتی نہین اسواسطے
کہ نفس ناطقہ دریاے ملکوتی کا تر شح اور عالم جبروت کے آثار سے ہی اور فنا کو اوسکی بقا کے

میدان مین داخل ہو اور حیات روحانی کا اوسکے بوسیلہ ذات کے پہنچنے سے بہ حیثیت مرتا ہی کیونکہ وجود کہ ہوا
زندہ عشق سے ہو ثابت ہی جاودانی ہماری کتاب مین ہی + اور یہ قاعدہ حکمت کے یقینی
دلیلون سے مستحکم ہوچکا ہی اس مقاصد مین جو کہ مناسب ذکر کا ہو یہ ہی کہ اگر انسان فرض
کرے کہ اوسکے اعضا مین سے کوئی عضو مثلا ایک انگلی جاتی رہی تو اوسکی انانیت مین کچھ نقصان
نہین ہوتا اسیطرح جیسے اگر دوسرا کوئی عضو جاتا رہے یہانتک کہ تمام عضو اوسکے تدبیر مین مستغنی ہوجاوے
اور نظر تعلق سے مرتبہ ذات مین تامل کرے تو اوسکو محفوظ پاوے جب تمہید اس مقدمہ کی
ہوئی تو معلوم ہوا کہ موت سے ڈرنا یا اسواسطے ہی کہ اوسکی حقیقت کو جانتا نہین اور اوسکے
خیال مین گذرتا ہی کہ مرنا موجب فنائے ذاتی کا ہی یا بسبب تصور کرنے اس الم کے جو
موت کی حقیقت مین ہی یا گمان کرتا ہی کہ مرنے مین کچھ اوسکا نقصان ہوتا ہی یا اون احوال کو
سوچتا ہی جو بعد موت کے پیش آتین خواہ اوسکو جیسے عاقبت کے عذاب یا اوسکی اولاد کو
یا اوسے حیرت آجاتی ہی کہ مرنے سے کیا ہوگا لیکن جب عقل کی نظر سے اون چیزون کو
دیکھے اور اندیشے کی کسوٹی پر پرکھے تو وہ سبب خوف کا ہو نہین سکتے مین پہلی صورتین
اسواسطے ہی کہ تمہید سے معلوم ہوا کہ حقیقت موت کی عبارت ہی علاقہ نفس انسانی کے چھوٹ
جانے سے جو بدن کے ساتھ تھا اور آلات بدنی کے رہجانے سے اور دوسری صورتین
اس سبب سے کہ ہرگاہ الم جسمانی حیات کا سبب ہی اور حیات تعلق نفسانی کا پرتو
اور موت اس تعلق کو اوٹھا دیتی ہی پس حقیقت مین موت اوس الم کے دفع ہونے کا
سبب ہی کیونکہ جو چیز غیر ملائم کے معلوم کرنے کا سبب تھی سو تو منعدم ہوگئی پھر خوف کاہیکا
اور تیسری وجہ مین جاننا چاہیے کہ موت حقیقت انسانی کے آثار کی متمم ہی چنانچہ قدیم حکیمون نے
اوسکی تعریف مین کہا ہی کہ انسان زندہ گویا اور مرنے والا ہی پس موت اوسکی نہایت
اور تمامی ہوئی پھر اوسمین توہم نقصان کا کرنا قصور عقل ہی مصرعہ شنانہین کہ سوا جو کوئی تمام
ہوا + دانا کو چاہیے کہ طبیعت کے بندی خانے سے نکل کر عقل کے میدان وسیع مین آوے
اور حیات عقلی کو حیات جسمانی کے اوپر ترجیح دے اور اوس کمال کی طرف جو عقل کے
وسیلے سے حاصل ہو قصد کرے اور ہمت کے پانون سے ساتوین آسمان پر چڑھ کے

عالم ملکوت مین اپنی منزل اختیار کرے ابیات سحر کو طائر قدسی سے مین سنی یہ صدا ✤ مقام رہنے کا
ہرگز نہین ہی یہ دنیا ✤ بنایا عالم علوی مین گھر تو تیرے لیے ✤ عبث تو دام ہوس کا یہان
اسیر ہوا ✤ فرد تجھے جو دولت وصل اوسکی ہاتھ آئے علا ✤ تو اس طرح اقامت کو تو
یہان حاشا ✤ اور چوتھی وجہ مین جب ترتب عذاب کا گناہ کی صورت پر ہی پس چاہیے کہ جو
موجب گناہ کا ہوا وسپر اقدام کرے کیونکہ منشاے خوف اوسکی بدفعلیان ہین اور پانچوین
صورتین اگر دہشت اوسکی اپنے قبیلہ اور اولاد و خویش و اقارب کی شکستہ حالی سے ہی
تو سوچے کہ فیضان ہدایت ازلی کا بمقتضاے حکمت لم یزلی کے اس عالم موجودات کی
ہر ایک شی کو جس طرح اوسکا بندوبست مناسب جانتا اوسکی نہایت مین پہونچا دیتا ہی کہ کسی شخص کو
اوسکے بدلنے کا مقدور نہین ہو سکتا پھر کیا غم ہی فرض کیا کہ اگر وہ زندہ بھی رہی لیکن اوسکے جیتے جی
مین پرورش اون لوگون کی اوسکے ارادے کے موافق میسر کہان بلکہ مشیت الہی کے ذریعے سے
پرورش پاتے ہین چنانچہ انکو دیکھتے ہین کہ بہت سے فاضل اپنی اولاد کی تربیت کے
واسطے بجان و دل ساعی ہوتے ہین پر کوشش اونکی اصلا فائدہ نہین کرتی اور جو تاسف اوسکا
ایسلیے ہی کہ وہ سب سے جدا ہو جاتا اور مال و ملک اوسکے ہاتھ سے چھوٹتا ہی تو یہ حزن کی قسم
سے ہی لیکن یہ اون چیزون کے واسطے غم کھاتا ہی جن کی غمخواری مین کچھ فائدہ نہین انشاء اللہ تعالے
علاج حزن کا بھی اسکے پیچھے بیان ہوگا پھر اسکے بعد تقریر کیجاتی ہی کہ حکمت کے درمیان مقرری
کہ ہر ایک موجود کو معدوم ہونا ہی اور بدن انسانی بھی جملہ موجودات سے ہی پس اوسکو معدوم
ہونا ضرور ہوا کیونکہ اجزاے عنصری اگرچہ حرکات فلکی کے سبب آپسمین ملے ہین لیکن ہر ایک
بنظر اپنی ذات کے داعی افتراق کا ہی پس بالضرورت ایک دن جدا ہی ہو جاینگے اسکے بیچ
کیا اندیشہ ہی بیت سیل سے متفق کہ اوکھاڑینگے یہ درخت ✤ سے باد مخالف کہ بجھا دیوین
یہ چراغ ✤ پس جو شخص اپنی زندگی اور بدن کی آرایش چاہتا وہ ضمنا اوس فساد کو
چاہتا ہی جو اوسکے بدن کو لازم ہی چاہیے کہ تصور کرے کہ اگر موت نہوتی تو مقاصد کی نوبت ہم تک
کیونکر پہونچتی ابو علی مسکویہ نے لکھا ہی اگر فرض کرین کہ اسلاف مین سے کوئی ایسا شخص جسکا
حفظا سب مقصود ہو جیسے حضرت ولایت پناہ امیر المومنین مرتضی علی کرم اللہ وجہہ اپنی ہر آل

و اولاد سکے ساتھہ اتبک بہ مدت چار تو برس کی ہوا ہو دو زمانہ ابو علی سکو یہ کا تھا زندہ رہتے البتہ بیچ
کروڑ ہزار سے زیادہ ہوتے کیونکہ باوجود ظلم ستم سکے جو اس خاندان مین ہوئے و جو ظالمون نے
اوسکے استیصال کرنے مین سعی و تردد کیا اب بھی قریب دو لاکھہ کے انمین سے بلاد متفرقہ
مین موجود ہین اور ہر ہر شخص مین جو اونکا ہم عصر تھا اگر یہی اعتبار کرین تو اس چار تو برس کی مدت مین
زیادہ اس حساب سے ہو وے اور یہین سے معلوم ہوا کہ اگر چار تو برس تک آدمی مرین اور توالد
و تناسل کا سلسلہ برقرار رہے تو خلقت نہایت کثرت سے موجود ہو جاوے پھر جب یہ مدت دونی ہو
تو لوگونکا دونا دون خانہ شطرنج کے دونے دون پر شمار سکے درجے سے باہر جاوے اور کوہ و
بیابان اور عرصہ ربع مسکون کو جیسے مہندسون نے عقل و فکر کے وسیلے سے ناپا ہی اگر ہر ایک
شخص کے لیے تقسیم کرین تو کسیکو اتنی جگہہ میسر نہ آوے جو پاؤن رکھے اور سیدھا کھڑا رہے اور جو چاہے
کہ ہاتھہ اوٹھا کر آپس مین ملکر کھڑے ہون جب بھی زمین تنگی کرے پھر بیٹھنا اوٹھنا سونا آرام کرنا
چلنا پھرنا ضرورت کے واسطے کہان پایئے کھیتی حویلی وغیرہ درکنار جب کہ آٹھہ سو برس کی عمر
بلکہ اس سے کمتر مین نوبت یہان تک پہونچے تو اوسکے دونے دون کا کیا دخل پس حیات
جاودانی چاہنی اور مرنیکو برا جاننا خیال فاسد ہے دانا کو لازم ہے کہ آئینہ خاطر کو ایسے گمان کاسد کے
غبار سے صاف و مصفا رکھے اور سوچے کہ جو اس عالم امکان سکے بندوبست مین مشاہدہ کرے
تو آئین کامل اور قانون افضل ہے اور توہم زیادتی کا لاحاصل ہے جو کوئی آرزو دوام زندگانی کی
کرے اور طول امل کے سبب درازی عمر کی اعتدال کی حد سے چاہے تو سوچے کہ بہت حیات سے
غرض لذت زندگانی ہے اور معلوم ہے کہ پیری کے وقت تمام قوتین اوسکی سست ہو جاتی ہین
اور اوسکے حواس ظاہری و باطنی مین خلل راہ پاتی ہے اور تندرستی جو اصل لذائذ ہے نہین رہتی اور
اس آیت کے مقتضا کی طرف جسکے معنے یہ ہین کہ جسے ہم بہت عمر دیتے ہین اوسے خلق کے
بیچ سے نگون کرتے ہین تمام احوال اوسکے راجع ہو کر قوت اوسکی سستی سے آرام بے
آرامی سے اور آبرو بے آبروئی سے متبدل ہوتی ہے چنانچہ قبیلہ اور اولاد دس سے ہزار
ہو جاتین علاوہ ہر دم ایک ایک ہمدم کی مفارقت یار و آشنا کی جدائی اور ہر ساعت طرح طرح کے
دکھہ درد مین گرفتار ہو وے پس جو شخص حد اعتدال سے طول عمر کی تمنا کرے تو حقیقت مین وہ

پریشانیونکا طالب ہو جو اوسکے تابع ہین اور جب معلوم ہوا کہ موت سے یارہ ہین اور حقیقت روح یعنی
نفس انسانی کا رہائی پانا بدن کثیف کے بوجھ اوٹھانے سے اور آزاد ہونا طائر ملکوتی کا وسعت نفس
کے قفس سے ہی اور تحقیق ہوئی کہ قرارگاہ نفس انسانی کا اور ہی عالم ہی پس دانا کو چاہیے
کہ سعادت سرمدی کے حاصل کرنے اور لذت ابدی کے پانے کے لیے سعی کوشش کرے
اور چارپایون کے مانند دانے پانی کی طرف سر نہ جھکاوے اور قواے جسمانی کو نکات عقلی کے
تحصیل کرنیکے واسطے مصروف رکھے اور اس پیدائش مین علاقات بدنی کے تعلق سے قطع نظر
کرکے مطابق اوس آیت کے جسکے معنے یہ ہین کہ تم موت کے آنے سے مرجاو اپنے تئین
موت ارادے سے مردہ صفت بنا دے پھر جسوقت مرگ طبیعی آپہونچے تو زمین و مکان کی
تنگی سے چھٹکارہ پاکر اعلی علیین کے وسعت آباد مین رب العالمین کی درگاہ مین جو مقصود
اصلی اور اپنا اور اوسکے دوستون کا مکان ہی پہونچ کر حیات ابدی حاصل کرے چنانچہ افلاطون نے
کہا ہی تو اپنے ارادے سے مرجا پھر حیات طبیعی سے زندہ رہ شعر خوب بیان وہ ہی کہ اس
منزل ویران سے چلون ٭ ساتھ جانان کے چلون راحت جانی پاؤن ٭ ذرہ سان رقص کنان
راہ طلبگاری مین ٭ پہونچون مطلب کو گراس چشمہ خورنگ پہونچون ٭ یہی علاج ہی امراض
قوت غضبی کا اما قوت شہوی کی بیماریان بھی افراط یا تفریط کی جہت سے یا ردائت کیفیت کے
سبب پیدا ہوتی ہین اور ہر ایک کے تحت مین بہت انواع ہین لیکن محذوف تراینین سے
چار ہین افراط شہوت بطالت حزن حسد پس انکے علاج کا بیان بطور اختصار کے مناسب ہی
علاج افراط شہوت کا اگر وہ بہ سبب کھانے پینے کے ہو تو اونکی رذالت اور شریکون کی
خست کا ملاحظہ اور اون خرابیون اور برائیون کا جو اونسے پیدا ہوتی ہین ضرور ہی جیسے سستی
اور ذلت اور بے اعتباری اور لوگون کے نزدیک سبک ہونا ہی اور ہر طرح کی خرابیان
جیسے کم عقلی اور بیوقوفی اور نوع بنوع کی بیماریان جو قواعد طبی کے طور پر اونسے ظاہر ہوتی ہین
چنانچہ طبیبون نے کہا ہی کہ تمام مرضون کا موجب کھانے پینے کی زیادتی ہی اور حضرت علیہ السلام
کی حدیث مین آیا ہی کہ شکم خالی رکھہ کہ طاقت تو صحیح و تندرست ہوا اور دوسری حدیث مین فرمایا ہی
کہ شکم کھانا سب بیماریون کی جڑ ہی اور جو شہوت عورتون سے ہو تو لحاظ کیا چاہیے کہ ضعف بدن

اور فساد عقل اور نقصان عمر اور تلف مال کے بڑے سببون مین سے عورتون کی چاہ ہی امام حجۃ الاسلام
ابو حامد غزالی علیہ الرحمۃ نے اس شہوت کی تشبیہ ایسے ظالم سے دی ہے کہ اگر بادشاہ اوسکو
مطلق العنان کر دے تو رعیتون کا مال و اموال لوٹ لے اور اونکو فقر و فاقہ مین ڈالے اور
بادشاہ کے خزانے مین فوج کے بندوبست کے لیے کچھ نہ پہونچا وے اسطرح سے یہ قوت
شہوت بھی اگر مغلوب و تابع عقل کے نہ ہو تو تمام مواد صالحہ و اخلاط محمودہ کو جسے قوت غاذیہ
کی رعیتون نے حاصل کیا تھا اپنے حوائج مین صرف کر دے سب قوی و اعضا کو ضعیف و سست
کر دے اور جو عقل کے حاکم سے اعتدال کے طریقے پر بقدر ضرورت کے نوع کے باقی
رہنے کے لیے اقتصار کرے تو اوس عامل کے برابر ہو جو تحصیل خزانہ قانون عدالت پر
کرتا ہی اور بادشاہت کے انتظام کے واسطے جیسے گھاٹی بند کرنی پل بندھوانا لشکر روانہ
کرنا ہی صرف کرے لازم ہی کہ سوچے کہ عورتون سے صحبت کرنیکی لذت اکل و شرب کے
مزے سے زیادہ تر ہی پس جیسا عقل کے نزدیک بد ہی کہ ایک قسم کا کھانا اپنے گھر مین موجود
رکھکر اس قسم کے طعام کے واسطے گھر گھر مانگتا پھرے ویسا ہی برا ہے کہ عقل و شرع کی آبرو کھو کر
اپنے حلال کی قربت کو چھوڑکر حرام کے مقامون مین پرائی خبیث عورتون سے صحبت رکھے
باوجود اسکے کہ اتنے مفاسد شرع و عقل کے بموجب اوس سے پیدا ہوتے ہین چنانچہ
حدیث پیغمبر صلعم مین آیا ہی کہ زنا سے عمر نقصان ہوتی اور برکت رزق کی جاتی رہتی ہی اور
زبور مین مسطور ہی کہ جو بلائین زانی پر مسلط ہین اونمین سے کمتر یہ ہی کہ اوسکی روزی سے برکت
اوٹھہ جاتی ہی اگر عنان اختیار کو ہوا و حرص کے ہاتھہ مین دے اوس درجے کو پہونچے کہ فرض
کرین دنیا کے پردے مین ایک ہی عورت باقی رہی کہ اوس سے قربت نکی ہو اور خیال کرتا ہی کہ اوسکے
ساتھہ نزدیکی کرنی ایسی لذت ہی کہ کسی عورت مین متصور نہین یہ نہایت نادانی اور اوسکی
حماقت ہی اور اگر بقدر اعتدال کے قوت شہوت کو استعمال مین لاوے تو اون برائیون سے
محفوظ رہے اور قوم نے اس مقام مین عشق کو شہوت کے مرضون مین سے شمار کیا ہی اور
اس قوت کے مرضون مین سے اوسکو بدترین بیماری کہا ہی اور وہ اپنی ہمت کو مصروف رکھنا ہی
ایک شخص معین کی تلاش مین بسبب غلبۂ شہوت کے پر علاج اوسکا یہ ہی کہ اوسکا خیال چھوڑ دے اور

اون دقیق علمون اور اچھے پیشون مین اشتغال رکھی جنمین بہت تامل اور مشقت کی احتیاج ہو اور استفراغ کی
دوائین جنسے قوت شہوی کے مواد متحرکہ اخراج پائین یا ایسا علاج اختیار کری جس سے آتش شہوت
ٹھنڈی ہو رہی چنانچہ طب کی کتابون مین مشروح ہی اشراق یہ باتین عشق بہیمی مین ہین جو منشاء
افراط شہوت کا ہی پر عشق نفسانی کہ سبب اوسکا مناسبت روحانی ہی رذائل کے عدد مین نہین ہی
بلکہ فضائل کے قسمون سے ہی کیونکہ لطیف طبعون کو اچھی صورتون کی بحکم اسکے کہ جنسیت موجب
آمیزش کا ہی بڑی خواہش ہو سکتی ہی چنانچہ اشارہ اسکا عدالت کے بیان مین ہوا ہی اور جو اس
مقام مین مناسب ہی بیان اوسکا یہ ہی کہ مزاج شخصی کے اعتدال کی نسبت جتنی بہت لطیف و سریع
ہوگی اوتنی ہی اوسکی روح کی خواہش اچھی صورتون اور خوش آوازون اور نیک خوئی کی طرف
ہوگی اسلیے کہ جب عاشق و معشوق کے کمال کا درخت ایکہی سرزمین سے پیدا ہوا اور ایک ہی
آب و ہوا کی تاثیر سے پرورش پاوے اور اونکے اعتدال مزاجی کے پودھے ایکہی چشمہ سے سیراب
ہون تو اونکے درمیان خواہش اتحاد کی جو حقیقت مین محبت اسیکا نام ہی یقیناً ظاہر ہوگی جب وی
دونون شائف نسبتین دو محل مین ظاہر ہون تو بسبب اختلاف استعداد و خصوصیت محل کے بے شبہہ
ایک اتم و اعلی ہوگی اور دوسری انقص و ادنی پس عاشقیت نقصان کے جیب سے سر نکالتی
اور معشوقیت کمال کے پردے سے جلوہ دکھاتی اور اول خفا و انتفا کو چاہتی ثانی جلا اور لقا کو
اسیواسطے اعداد متحابہ مین کہ وہ عبارت ہی اون دو عددون سے جنمین ہر ایک کے کسور ملکر
دوسرے کے مین ہوتے ہین جیسے دو سو بیس ۲۲۰ اور دو سو چوراسی ۲۸۴ حکیمون نے کہا ہی کہ اگر
دو شخصون کو کسی امر مین اتفاق ہو اون دونون عددون پر کہانیکی چیزوین سے یا اونکے
غیر مین سے یا ہر ایک اونمین سے اون دونون عددون سے کیکے افق عدد کو تختی مین لکہہ دا کر
اپنے پاس رکھی تو البتہ اونکے درمیان محبت اور دوستی پیدا ہو چھوٹے عدد کو عاشق کے لیے
اور بڑے کو معشوق کے واسطے مقرر کیا ہی جانا چاہیے کہ کسور سے یہان مراد کسور صحیح ہی اور
کسور صحیح دو سو بیس ۲۲۰ کے جو افق عدد متحابہ کا ہی گیارہ ہین اس حساب سے آدھا ایک سو دس ۱۱۰
چوتھائی پچپن ۵۵ پانچوان جزو چوالیس ۴۴ دسوان جزو بائیس ۲۲ گیارھوان جزو بیس ۲۰ بیسوان جزو گیارہ ۱۱ چوالیسوان جزو
دس ۱۰ چوالیسوان جزو پانچ ۵ پچپنوان جزو چار ۴ ایک سو دسوان جزو دو ۲ دو سو بیسوان جزو ایک ۱ لیے

اونکو

تمام اجزا عدد اقل متحابین کے برابر ہین عدد اکثر متحابین کے اپنے عدد کے برابر نہین اسلیے کہ مجموع
ان گیارہ اجزا کے دو سو چوراسی (۲۸۴) ہین اور یہی مقدار عددین متحابین کے اکثر عدد کا ہی اور کسور صحیح عدد
اکثر متحابین کے پانچ ہین نصف ایک سو بیالیس (۱۴۲) ربع اکتہر سترہوان جز چار ایک سو بیالیسوان جز دو
دو سو چوراسوان جز ایک مجموع ان پانچون جز کے دو سو بیس (۲۲۰) ہوئے یہ مساوی عدد اقل
متحابین کے ہین اپنے عدد کے نہین اول عدد کا نام رک اور ثانی کا نام رکدمی اخلاق جلالی
ور ترجمے مین اوسکے اعداد متحابہ کا حساب نہ تہا اور اکثر طالب العلم یہان گہبراتے تہے اسلیے خادم الطلبہ
غلام حیدر نے اس حساب کو یہان پر وضاحت کے ساتھہ لکھکر لاحق کر دیا تاکہ شائقون کو نفع پہونچے
اور اس گنہگار کو ثواب اور یہ عشق شعار حکماء متالہین کا ہی اس قسم کا عشق نیک اسراری اور روشندلی کا
موجب ہی اسلیے کہ جہان کہین آفتاب جہانتاب عشق کا بحکم اوس آیت کے جسکے معنے یہ ہین
یعنے زمین کو اوسکے پروردگار کے نور سے روشن کیا روح انسانی کے مشرق سے نکلی کثافت
طبعی کی تاریکی عدم کے مغرب مین غائب ہو جائے اور جس جگہ عشق و شوق کی آتش جو جلا دیتی ہی
تمام عالم کو وصف حال اوسکا ہی وجود کی بستی مین لگی طبیعت کے گھرون کو درو لبست جلا دے
بیت آتش عشق نے یہ خرمن پندار جلایا + جان و تن و دین یہ دل سب کو بیک بار جلایا + دل بے
ای عشق جہان سوز عجب شی ہی تو + دین کو زندہ کیا کفر کا آثار جلایا + اسواسطے حکیمون نے کہا ہی کہ
تین چیزون سے ذہن کی تیزی اور روح کی پاکیزگی حاصل ہوتی ہی پہلے عشق دوسرے فکر تیسرے
ناصح ذکی و شریف کی نصیحت ماننی اسلیے مشائخ صوفیہ نے طلبگار کو پہلے تعشق کے واسطے ارشاد کیا ہی
مصرعہ اس سے بہتر اور کیا ارشاد ہی + اور حدیث مین ہی کہ جو عاشق پاک ہوا اور اوسے چھپا کر موا
تو وہ شہید موا اور دوسری حدیث مین ہی کہ خدا جمیل ہی اور جمیلون کو دوست رکھتا ہی اور شیخ
ذی النون مصری نے فرمایا ہی جو چاہی کہ خدا سے انس پیدا کرے تو ہر ایک شی ملیح اور چہرہ صبیح کے
ساتھہ انس اختیار کرے اور عاشقون کے بادشاہ ابو محمد روزبہان فرماتے ہین کہ اسرار
لاہوتی رحمت ناسوتی سے بیچے ہوئے ہین اور حسن ناسوتی عکس ہی جمال لاہوتی کا شعر
کون ایسی جا ہی وان نہین اوسکے جمال سے + پر تو چمک جھلک جو کہو کائنات مین + اور حقیقت
کہ بحکم ایک مقولہ عربی کے جسکے معنے یہ ہین کہ چہرہ شناخون سے لگی ہوئی ہی محبت ازلی کے اسلیے

ممکنات کے قالب مین بھرے ہوئے ہین اور عشق اول کی روشنی کی چمک جو مضمون اوس
کلام قدسی کا ہی جسکے معنے یہ ہین کہ پس مینے چاہا کہ پہچانا جاؤن اعیان ممکنات کے درون پر
پڑی ہوئی ہی یقین ہی کہ وہ ایک پرتو ہی کہ افلاک مین میل ارادی کے طور پر جو مبداء حرکت
دوری کا ظاہر ہوا اور عنصریات مین میل طبعی کی صورت سے پڑا اور نباتات مین نشو و نما کا سبب ہوا
حیوانات مین بصورت قوت شوقی کے پیدا ہوا اور نفوس کاملہ انسانی مین بصفت عشق نفسانی کے
جلوہ دکھایا اور جو کوئی عبرت کی آنکھون سے دیکھے اور تمام عالم مین پھر آوے اور فرشتون کے
مقام سے ہوکر جو کثافت طبیعت سے بری ہین آسمانون کی سیر کرے پھر وہان سے مرکز زمین مین
اوترے تو ایک ذرے کو بھی نور عشق کے پرتو سے خالی نہ پاوے بیت عشق کے خم سے دیا اوسکے
ازل مین اک جام + چرخ کہاتے ہین فلک اور زمین مست کرے + فرد تری چاہ سب کے
دلون مین بھری + نہین کوئی تیرے ہی غم سے بری + سریان کے بڑے بڑے حکیمون نے
عشق کو موجودات مین سے ثابت کیا ہی لیکن جب کہ تفرقہ کرنا درمیان عشق نفسانی اور عشق بہیمی کے
مشکل ہی اور ہر ایک کو قواے شہوی اور طبیعت کی خواہشون کے مغلوب کرنے کی قدرت
نہین ہی کیونکہ مصرع کیا جانے ہی ہر کوئی آئینہ بنانے کو + جو چالاک آدمی عشق کی راہ مین نامردی کے
پاؤن جرات سے رکھتے ہین اور جیتے مردہ ہوکر طبیعت کی خواہشون اور شہوت کی لذتون سے
اپنے تئین بند کر سکتے وہی گوگرد سرخ سے بھی عزیز تر ہین اور اکثر آدمی ایسے ہین کہ ہوا و حرص کے
دام مین گرفتار ہو بدنظری کے قید سے نہ چھوٹ کر فسق کا نام عشق رکھتے ہین چارپایون کی
خاصیت کے ساتھہ دعوا کمالیت کا کرتے ہین اور باوجود پابندی رشتۂ ہوس کے مرتبہ
آزادی کے مدعی ہین افسوس صد افسوس شعر توشہ اس راہ کا ہاتھون مین سلیمان کے
دیا + ہر مگس کب یہ سنا ہی کہ وہ شہباز ہوا + اس سبب یہ طریق بہت راست ہو سکتا ہی
بیت زندگی کر لو کہ خالی ہووے چاہ و پیار سے + اول و آخر ہی اوسکا قتل اور آزار سے +
یہ نصیحت ہینے کی تیری تئین اب دوست جان برخلاف اوسکے فلان جسنے کیا پیار سے
جس علامت سے عشق نفسانی اور بہیمی کے درمیان فرق کر سکیے چنانچہ امام غزالی نے بعضے
تصنیفون مین لکھا ہی وہ یہ ہی کہ اگر کوئی شخص جس سے لذت اسطرح کی پاوے جیسے سنبہ سے

اور آب روان اور اوسکے مانند کے دیکھنے سے پاتا ہی تو یہ نشانی شہوت مارنے کی ہی اور ایسی صورتین
نظر اوسکی مباح ہی اور اگر دوسری لذت پاوے جو سبب شہوت انگیزی کا ہی اوسکا نام عشق ہی ایسے
تو نظر اوسکی حرام اور دوسرے حکیمون نے کہا ہی کہ عشق نفسانی مین اکثر بات چیت اور ناز و
انداز کی رغبت ہوتی ہی اعضا اور اونکی خوش تراشی کی رغبت سے اسلیے روح کی خواہش
روحانیات کی طرف زیادہ تر ہی جسمانی کی خواہش سے اور جب کہ عشق کی باتین ایسی نہین جو
ضمناً بیان کیجاوین تو اوسیقدر پر اختصار کرکے اصل بات کی طرف رجوع کیا علاج حزن کا
وہ عبارت ہی ایک الم نفسانی سے جو کسی محبوب کے ہجران اور مطلوب کے فقدان سے
پیدا ہوتا ہی سبب اوسکا طمع اور حرص کرنا ہی شہوات جسمانی اور لذات بدنی کے حاصل ہونے مین
اور توقع رکھنا ہی متاع اور آرائش دنیاوی کے بیچ علاج اوسکا تامل کرنا ہی اسمین کہ عالم کون و
فساد کے اسباب قابل ثبات کے نہین جیسے خوف موت کے علاج مین اوسکی طرف
اشارہ ہوا ہی اور جو کہ ثابت و باقی رہسکتا ہی وہ امر عقلی اور سعادت نفسانی ہی کہ زمان و مکان کے
علاقے اور ضدون کے تصرف اور فساد کے دخل سے برتر ہی جب اسبات کا یقین کامل
حاصل ہو طمع بیجا اور خیالات بیہودہ چھوڑی اور دلکو اسباب دنیوی مین جو ڈھلتے ہوئے
سایے کے برابر ہین نہ لگاوی بلکہ کمال عقلی اور ملکات فاضلہ کے حاصل کرنے مین جو نیکی باقی
اور ذو الجلال کی درگاہ کے نزدیک ہونیکا سبب ہین ہمت مصروف رکھی اور حرص کے
مکان سے جو محل ہی حزن دائمی اور الم روحانی کا نجات پاکر رضا و تسلیم کے مقام مین جو کہ
بہجت حقیقی اور سرور دائمی کا محل ہی پہونچی چنانچہ مضمون اوس آیہ کریمہ کا جسکے معنے یہ ہین
کہ ہان تحقیق خدا کے دوستون کو کچھ خوف نہین اور وی غمگین نہووینگے اوس سے خبر دیتا ہی
بیت جسکو بھایا وصال سبحانی + کب اوسی بہاوے لذت فانی + شعر جز قصہ ہلم جم
رہا یادگار کیا + زنہار مت لگا تو دل اپنا جہان پر + اور چاہیے کہ جو اپنے پاس ہی اوس سے
خوشدل رہی اور جو اوسکے نزدیک نہین ہی اوسکے لیے غمگین نہووے تو ہر دم کی خوشوقتی سے
زندگانی کرے چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ تحقیق اللہ تعالی نے اپنی حکمت اور بندگی سے
رضا و یقین کے بیچ راحت و فرحت کو چھپایا ہی اگر اوسپر سخت گذری تو گروہ خلائق کے

احوال مین فکر کری کہ ہر کوئی اگرچہ وہ اہل حرفے سے بھی ہو تو بمقتضا اسکے کہ ہر ایک قوم اپنے
اپنے پیشے کے ساتھہ خوش اور اپنے چال وچلن اور راہ وروش کے مطابق مسرور ومحظوظ ہی
بلکہ اورون کو نام دھرتا ہی پس فضیلت کے طلبگار کو چاہیے کہ اسباب مین ناوان کم ہونے
بھی کم نہووے اور پرائے مال ومتاع پر نظر نرکھے اور اپنی خسارت سے بھی غم نہ کھائے چنانچہ
خداوند تعالی حضرت رسالت پناہ کو اپنے کلام اعجاز انتظام مین فرماتا ہی کہ تو اوس چیز کی طرف
مت دیکھہ جسے برخوردار کیا مینے کتنون کو اون کافرون مین سے دنیا کی زندگانی کی آرائش
کے لیئے تا اونھین ہم آزماوین بیچ اوسکے اور بطلیموس حکیم نے کہا ہی کہ حریص ہمیشہ فقیر
رہتا ہی اگرچہ تمام دنیا اوسکی ہو اور قانع تونگر اگرچہ اوسکے پاس کچھہ نہ ہی اور قرآن کی بعضے
منسوخ آیتون سے وہ آیت ہی جسکے معنے یہ ہین کہ اگر بنی آدم کے پاس دو میدان سونے
روپے سے بھرے ہوئے ہوتے تو ہر آئینہ تیسرے کی آرزو کرتا اور اوسے آسودہ نکریگی مگر خاک

بیت ہوس کے بادہ سے پر ہووی کب یہ کاسہ سر ❊ یہ سچ کہ اوندھا پیالہ بھرا ندیکھا کبھی ❊

اور کندی حکیم اوسپر دلیل لایا ہی کہ غم کھانا ضروریات سے نہین ہی بلکہ وہ ایک ایسی لت ہی
جو اختیار کا مدخل اوسمین تمام تر ہی اور وہ اختیار اسطور سے ہی کہ ایک جوہر مطلوب کسی شخص سے
مفقود ہو جاوے تو تامل کری کہ البتہ ایک جماعت ہی کہ اوس سے محروم ہی اور ساتھہ اسکے بھی وہ
خوش ومحظوظ رہتی ہی یہ دلیل اوسکی ہی کہ فقدان مطلب سے غم کھانا کچھہ ضرور نہین اور کچھہ
مصیبت یا آفت کسی شخص کے اوپر آن پڑی یقین ہی کہ بعد چندے حزن اوسکا خوشی اور رونا
اوسکا ہنسی سے مبتدل ہوتا ہی اور مثال اوس شخص کی جو اسباب دنیاوی کے بقا کی تمنا
کرتا ہی کیسی ہی جیسے ایک شخص کسی ضیافت مین حاضر ہوا اور خوشبوے مجلس کے درمیان
ہر ایک آدمی کو نوبت بنوبت پہونچائین اور ہر کوئی اوسمین سے فائدہ اوٹھاوے جب نوبت
اوسکی آوی تو خصوصیت کی خواہش کری اور چاہی کہ اپنے ہاتھہ سے ندے اور جو اوس سے
چھین لین تو افسوس اور ندامت مین پڑے کیونکہ تمام اسباب دنیاوی امانت الہی ہین
ہر ایک کو طبقات خلائق سے اوسکے وقت اوسے عنایت کرتے ہین جس وقت کہ ارادہ آسمانی
متعلق ہوا اوس سے لے لین چنانچہ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہی کہ مال ومنال اور

زن و فرزند امانت کے سوا نہیں اور بالضرور ایک دن سب کو پھیر لے پس عاقل کو چاہیے کہ امانت کے پھیر لینے مین خوش ہو اور حزن و تاسف کو اپنی طرف راہ ندے اور ایک بزرگ نے کہا ہے کہ اگر سوا عاریت کے دنیا کا اور عیب نہوتا تو بھی چاہیے تھا کہ صاحب ہمت اوسکی طرف التفات نکرے یا سقراط حکیم سے پوچھا کہ تیرے بہت خوش اور تھوڑے ناخوش رہنے کا کیا سبب ہے بولا کہ مین کسی چیز پر دل نہین لگاتا ہون کہ اوسکے جانے سے غمگین ہون علاج حسد کا وہ پرائی دولت کے زائل ہونیکی آرزو رکھنی ہے خواہ اوسے وہ ملے یا نملے اگر سبب اوسکا خواہش اسکی ہو کہ وہ نعمت اوسے حاصل ہو تو یہ قوت شہوی کی مشارکت سے ہوتا ہے اور جو باعث اوسکا فقط یہی ہو کہ حسود کو دکھ پہونچے تو قوت غضبی کے رذائل سے ہے بے مداخلت قوت شہوی کے اور یہ مرض سب مرضون سے نہایت بد ہے اسلیے کہ حاسد پرائی بہتری اور فراغت سے ملول ہوتا ہے اور کبھی نعمت آلہی اہل عالم سے منقطع نہین ہوتی پس حزن والم اوسکا کبھی انقطاع پذیر نہو اور حدیث مین آیا ہے کہ حسد نیکیونکو کھاجاتا ہے جیسے آگ لکڑیکو کھاتی اور حسد کی نوعون مین سے بدترین حسد وہ ہے کہ علما کے درمیان ہو کیونکہ اسباب دنیاوی آدمیونکی کم توانائی کے سبب محل منازعت کے ہین تو کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص کو دولت حاصل ہوتی ہے بغیر اسکے جو دوسرے سے زائل ہو متصور نہین ہوتی بخلاف علم کے کیونکہ وہ اس عیب سے منزہ ہے اور اوسمین کچھ مزاحمت کا دخل نہین اور خرچ و تصرف سے زائل و نقصان نہین ہوتا سچ ہے کہ حسد اون لوگون کا بھی اسباب دنیاوی کی طرف رجوع کرتا ہے علاج حسد حزن و غضب کے علاج کے قریب ہے اور غبطہ وہ ہے جو تمنا کرے کہ جیسی نعمت اورون کو حاصل ہوتی ہے ویسی مجھے بھی ہو بے آرزو کیے اسکے کہ غیر کی نعمت زائل ہو اگر یہ امور دنیاوی مین ہو تو قدر کفاف اور مصلحت سے زیادہ چاہنا مذموم ہے اور باندازگذران اور بہبود کے محمود اگر عاقل دانا اون سبھون مین فکر کرے تو اونکی مدد سے اور مرضون کے علاج پر قادر ہو مثلاً کذب کے معالجے مین ملاحظہ کرے کہ بول چال اور گفتگو سے غرض یہ ہے جو غیر کے احوال سے خبر دے یا اپنے مافی الضمیر کو اظہار کرے اور جھوٹ اوسکا منافی ہے پس کذب گو اون دخل دنیا بیموقع اور ظلم اسی سے عبارت ہے باعث کذب کا حرص مالی ہے یا حرص جاہی

رذالت اوسکی ظاہر ہی اسی قیاس پر تمام رذائل ہین دوسرا لامع تدبیر منزل مین اسمین
چھہ لمعے ہین پہلا لمعہ منزل یعنے مکان کی احتیاج مین ہرگاہ کہ انسان اپنی زندگانی کے لیے
کھانے پینے کی طرف محتاج ہی لیکن غذاے انسانی بغیر تدبیر صناعی کے جیسے کھیتی اور اوسکا
سدد اور آباد کرنا پھر جب پکی تو کاٹنا انبار کرنا ملنا جھاڑنا کوٹنا پیسنا پکانا وغیرہ کے ممکن اور
انتظام اون سببونکا بدون اعانت و شراکت کے متصور نہین بخلاف حیوانون کی غذا کے
اسلیے کہ وہ طبیعی ہی صناعت کا دخل اوسمین کچھہ نہین اور جب کہ روزانہ قوت لابدی کا ہر روز
موجود کرنا خالی قباحت ہی تو احتیاج ہوئی کہ قوت سالانہ جمع کیجیے اور اوسکو حفاظت مین رکھیے
لیکن محافظت اوسکی بلے امداد کسی مردم معتبر اور بغیر ایک ایسے مکان کے کہ جہان محفوظ رہ سکے
اور چور اُچکے کے ہاتھہ سے بچ رہے ہو نہین سکتی پس ضرور ہوا کہ حویلی اور گھر بنائے اور جبکہ
ہر ایک شخص کو اس پیشے کی ترتیب کی جو قوت کے حاصل کرنے کے لیے ضرور ہو احتیاج ہی
تو البتہ اوسکے واسطے ایک مددگار بھی چاہیے کہ جسوقت مالک اپنے مکان سے کسی کام کو جاے
تو وہ نگہبانی کرے یا خانہ داری کے ضروری کامون مین اوسکے ساتھہ اعانت کرے پر یہ احتیاج
باعتبار احوال شخص کے ہی اور بنظر احوال نوع کے ضرور ہی کہ ایک عورت کو نکاح مین لائے کہ
بسبب اوسکے توالد و تناسل ہوا کرے پس حکمت الہی مقتضی اوسکی ہی کہ مناکحت سے بندوبست
خانہ داری اور سررشتہ توالد و تناسل دونون مضبوط ہون اور جب اولاد پیدا ہو تو تدبیر اوسکی
اچھی روش سے واجب جانی جسوقت ایک جماعت یعنے جورو خصم اولاد اکٹھے ہون تو بے شبہہ
انکی گذران کے بندوبست کے لیے معاون درکار ہون تو خدمتگار چاکر نوکر کی احتیاج ہو
اور اسی جماعت سے جو منزل کے رکن ہین انتظام معاش کا انجام پاوے پھر جبکہ بندوبست سرگروہ کا
الفت و یکجہتی پر موقوف ہی پس انتظام خانہ داری بھی تدبیر صناعی سے جو موجب رابطۂ الفت کا ہی
ہو سکتا ہی لیکن ان شخصون مین سے اس تدبیر مین باپ اولی ہی تو ریاست منزل اور سیاست اہل
اسیکی راے پر مفوض رہی اور اس مدبر کو لازم ہی کہ ہر طرح کی تدبیرون سے جیسے رغبت دلانی
ڈرانا وعدہ کرنا قہر کرنا تکلیف دینی نرمی گرمی مہربانی تشفی تسکینی بیمارداری غمخواری وغیرہ کا اہتمام کرے
تا جو کچھہ اسکی تدبیر مین ہی آئین مناسب سے ظہور پاے اور اس مقام مین گھر سے مراد وہ گھر

جوگل ولاے اینٹے تپھر گھاس پھوس اور لکڑی سے بناوین بلکہ مقصود اوس سے الفت کیجہتی ہی
جو خصم جورو اور باپ بیٹی اور نوکر و آقا اور مال و صاحب مال کے درمیان متحقق ہو خواہ ویسے گھر و میز
رہین یا خیمہ و خرگاہ اور درختون کے سائے اور غار اور پہاڑون مین تدبیر منزل عبارت ہی ایسی
فریق کی سیاست احوال کے طریقے کی پہچان سے اسطور پر اختلال سے مامون رہ سکی اور
جب تمام آدمیون کو ایسے اجتماع کی احتیاج ہی پس سبکو اس علم کا حاصل کرنا ضرور پر تدبیر منزل کی
اصل اصول یہ ہی کہ مدبر اپنے ارکان منزل کے احوال کو دیکھی اور ہر ایک کو اوسکے مرتبے کے
موافق رکھی اور کسی سے خلل پیدا ہو تو اوس کی اصلاح کری جیسے طبیب عضو اشرف کی مصلحت
کے لیے کسی عضو کا کاٹ ڈالنا جائز بلکہ واجب جانتا ہی تو تدبیر منزل مین بھی رکن خسیس کو اشرف کا
تصدق کرنا لازم ہی اور اگرچہ خصوصیت منزل کی اس فن مین ملحوظ نہین ہی جیسے اوسکی طرف
اشارہ ہوا لیکن حکیمون نے اچھے اچھے مکان کے بنانے کے لیے ایما کیا ہی اور کہا ہی کہ بہتر ین
محلون سے وہ ہی جو مضبوط ہو اور چھت اوسکی بلند اور دروازے اوسکے بڑے ہون اور
ایک ایک پاکیزہ مکان ہر موسم کے موافق اوسمین تیار رہی اور اوس احتیاط کی رعایت کرنی جس سے
جلنے ڈوبنے سیندھ لگانے چوری ہونے کیڑے پتنگے سانپ بچھو وغیرہ کے صدمون سے
بچ سکو واجب ہی لیکن حدیث مین آیا ہی کہ چھ گز سے اونچا مکان نہ بناوی اور جب اسقدر سے
زیادہ ہو تو ایک فرشتہ پکارے کہ کہان تک اے مسرف اور ہمسایون کے احوال کو بھی لحاظ کیا کری
کیونکہ بد ذات ہمسایہ بہت فساد برپا کرتا ہی افلاطون نے زرگر محلے مین جگہ بنائی تھی جب اوسکی
حکمت کو پوچھا بولا سبب اسکا یہ ہی کہ جسوقت نیند غلبہ کرتی اور فکر و تامل سے موقوف کر دیتی ہی
تو اونکے ہتھوڑون کی آواز سے جاگ اوٹھتا ہون تتمہ المعہ قوت اور مال کے جمع کرنیکی
تدبیر مین جب معلوم ہوا کہ آدمی کی احتیاج قوت لا بدی کے پیدا کرنے کی طرف ہی تو تدبیر اوسکی
اسطور پر ہی کہ ہر ایک قسم کی جنس جمع کری اسلیے کہ اگر اتفاقا کوئی جنس اوسمین سے تلف ہو جاے
تو دوسری کام آوی اور سبب کاروبار اور ضروری معاملون کے پیسے کی طرف جو حافظ عدالت
اور ناموس اصغر ہی احتیاج ہوا اور آبرو و حرمت اور ستھرائی اور اپنی مضبوطی اور بندوبست کے لیے
تھوڑا اوسمین سے اور جنسونکی ہمتایت کے برابر ہی اسیواسطے غلے اور اناج و دور دراز کے مکانونسے

لانے کی حاجت نہین ہی اگر ایسا نہوتا تو اور شہرون سے ضروریات کے ڈھولانیکی مشقت برداشت کرنی
ضرور ہوتی لیکن حال مال کی فکر یا باعتبار آمد یا بنظر خرچ یا بلحاظ حفاظت کے ہوسکتی ہی آمد کی دو قسمین
ہین ایک اختیاری جو شخص کی تدبیر پر موقوف ہی جیسے صناعت یعنے پیشہ دوسری وہ کہ جسمین اختیار کا
کچھہ دخل نہین جیسے میراث یا بخشش ہی اور سب پیشون کی جڑ تین چیزین ہین چنانچہ بعضے ائمہ
دین نے بھی کہا ہی یعنے کھیتی سوداگری اور پیشہ امام شافعی اسپر ہین کہ ان تینون مین تجارت
بہتر ہی اور اوسکے اصحابون سے ماوردی نے کہا ہی کہ زراعت بہتر ہی اور متاخرین عالمون سے
بعضون نے کہا ہی کہ اس زمانے مین پیسے کوڑی مین اکثر شبہہ ہی اور جھوٹھہ آدمیون پر غالب
تو تجارت مین احتیاط کم ہوسکتی پس زراعت بہتر ہی جب کہ امام شافعیؒ کے زمانہ مین مال
حلال بیشتر اور دیانت و امانت لوگونکی اکثر تھی اسواسطے اونسے سوداگری کی ترجیح کا حکم
دیا تھا حکیم کہتے ہین کہ سوداگری کا اعتماد نہ کیا چاہیے کیونکہ شرط اوسکی سرمایہ ہی اور وہ
تلف ہونے سے بچ نہین سکتا اور کسب و حرفے مین تین چیزون سے احتراز کرنا واجب ہی
پہلے ظلم سے جیسے تولنے ناپنے مین کچھہ تفاوت کرنا دوسرے بیغیرتی سے جیسے مسخرگی
بیہودہ پن اور ٹھٹھا اور جو چیز ذلت مین ڈالی تیسرے کمینہ پن سے جیسے خاکروبی و دباغی
ساتھہ اسکے کہ وہ اچھے پیشے کر سکے لیکن اون پیشون مین سے بعضے ضروری ہی جیسے کاشتکاری
ہی مثلا اور بعضے غیر ضروری چنانچہ زرگری اور نقاشی حاصل کلام حرفے کی تین نوع ہین شریف
و خسیس و متوسط شریف وہ ہی کہ قوت نفسانی کے ساتھہ تعلق رکھی یہ پیشہ امتیازی صاحب
مروت لوگون کا ہی پر اوسمین سے ذی شان تین قسم ہین پہلے جو علاقہ جوہر عقل سے رکھی ہی
جیسے وزارت کا کام دوسرے وہ جو علم و ادب سے متعلق ہو جیسے کتابت اور لیاقت
اور نجومی طبابت حساب دانی پیمایش کا ہنر تیسرے جو زور اور شجاعت سے علاقہ رکھی جیسے
سپاہگری اور کمینے پیشون کی بھی تین قسمین ہین ایک وہ جو عوام الناس کی بہتری سے خالی ہو
جیسے غلہ فروشی کرنی نفع کی نیت سے اور جادوگری اور علم تسخیر یہ حرفہ بد لوگونکا ہی دوسرے
جو فضیلت نفسانی کے برخلاف ہو جیسے مسخراپن کلاونتی اور جوا اور یہ پیشہ سفیہون کا ہی تیسرے
جس سے طبیعت نفرت کرے جیسے حجامی دباغی خاکروبی یہ پیشہ کمینون اور ادنی لوگون کا ہی لیکن جب کہ

عقل کے نزدیک احکام طبیعی کا کچھ اعتبار نہین ہے یہ تیسری قسم کو عقل بری بھی نہین جانتی بلکہ زندگی
کے لیے ضرور ہی پس چاہیے کہ ایک فریق اس کام مین مشغول رہی بخلاف اگلی دو قسمون کے
اسلیے کہ دو عقل کے نزدیک بد ہین اور جو کوئی جب پیشے مین نامزد ہو لازم ہی کہ اوسمین صنعت
و کمال کا قصد کرے اور پست ہمتی مین اپنے تئین نڈالی اور سوچے کہ دنیا کے بیچ کوئی مرتبہ فراخ
روزی سے بہتر نہین اور اوسکے اچھے سببون مین سے وہ پیشہ ہے جو عدالت پر مشتمل ہو اور بیاکی
و مروت کے قریب ہو اور جو مال کہ غصب سے لے یا بغیرتی اور کمینے پن سے ہاتھ لگے اگرچہ
بہت سا ہو تھوڑا اور بے برکت ہی شرع و عقل کی روسے احتراز کرنا اوس سے واجب ہی
اور جو کچھ حسن مشقت اور حق حلال سے پیدا ہوا گرچہ تھوڑا بھی ہو تو بہت اور بابرکت ہی
و لیکن مال کی بخشش اور اوسکے خرچ کرنے مین حد اعتدال کو ملحوظ رکھے سبیل اوسکی اسطور
سے ہی کہ زیادہ خرچ اور بخل سے بچا وے اور دکھانے اور فخر کرنیکے لیے خرچ نہ کرے اور
چاہیے کہ خرچ آمدنی سے تھوڑا ہو اور ایام سختی کا لحاظ رکھے جیسے قحط سالی مفلسی علالت
بیماریکی ہین اور مال و اموال کے جمع کرنے مین مناسب یہ ہی کہ کچھ نقد ہو اور کچھ جنس اثاث البیت
کی قسم سے اور کچھ ملک جیسے باغ مواشی وغیرہ ہی اسواسطے اگر کسی مین نقصان آوے تو دوسرے
سے جبر اوسکا ہو سکے اور اموال کا خرچ کرنا تین طور سے ہی ایک وہ کہ مطابق حکم خدا اور شریعت کے
قانون پر خرچ کیا چاہیے چنانچہ زکواۃ و صدقہ دینا اور نذر و نیاز کا ادا کرنا دوسرا بطریق سخاوت
و اکرام کے جیسے تحفہ تحائف اور بزرگون کو ہدیہ دینا تیسرا ضرورت یا کسی جہت سے کچھ فائدے
کے لیے یا دفع ضرر کے واسطے جیسے امرا و سلاطین کے یہان سوغات بھیجنی اور اپنے
قبائل کے کھانے پینے کے لیے خرچ کرنا اور ظالم بدذات لوگون کو پیسا دینا کہ بسبب اوسکے
آبرو و حرمت بچ رہی لیکن پہلی قسم مین چار چیزون کا لحاظ ضرور ہی ایک وہ ہی کہ جو کچھ کسیکو دے
تو نہایت خواہش اور خوشدلی سے دے اور اپنے ظاہر و باطن مین کچھ دریغ نکرے اسلیے
کہ خدا تعالی اپنے خزانۂ بخشش سے جب کسی بندے کو نعمت عنایت فرماوے اور اوسکو
حکم کرے کہ اوسمین سے خدا کی راہ پر کچھ دے تو نہایت بد ہی کہ عطا کرنے کے وقت خاطر مین
گرانی لاوے دوسرے یہ کہ صرف للہ دے اور سوا اسکے کچھ غرض نرکھے تا احسان اوسکا برباد ہو

تیسرے وہ کہ بڑی خیراتین ارباب توکل کو پہونچاے کہ حق تعالی نے اونکی شان مین فرمایا ہی مضمون اوسکا یہ ہی کہ نادان اونکو غنی جانتے ہین اسلیے کہ وے کسیکے دروازے پر سوال کو نہین جاتے چوتھے وہ کہ خیرات چھپا کر دے کیونکہ علانیہ مین گمان تکبر اور منت رکھنے کا ہوتا ہی اور شاید مستحق کی خاطر شکنی ہو اور حدیث نبوی مین آیا ہی کہ پوشیدہ خیرات خدا کے غضب سے بچاتی ہی اور دوسری حدیث مین واقع ہوا ہی کہ خیرات دینے مین بہتر یہ ہی کہ داہنے ہاتھ سے اسطور پر دے کہ بائین ہاتھ کو خبر نہو اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جب حضرت حق تعالی نے زمین کو پیدا کیا تب وہ لرزنے لگی پس پہاڑون کو خلق کیا کہ اوسکے سبب ٹھہر رہی فرشتے اس سے تعجب مین آئے اور سوال کیا کہ ای بار الہ کوئی مخلوق تیرا پہاڑ سے بھی سخت تر ہی فرمایا ہان آگ ہی پھر پوچھا کہ اس سے بھی غالب کوئی چیز ہی فرمایا کہ پانی پھر سوال کیا کہ پانی سے بھی اشد ہی فرمایا کہ ہوا پھر بولے کہ اسپر کوئی چیز غالب ہی فرمایا ہان خیرات پنہانی جو بنی آدم دیتے ہین بشرطیکہ دہنے ہاتھ سے دے کہ بائین ہاتھ کو خبر بھی نہو اور تاثیر اوسکی سب سے زیادہ ہی کیونکہ وہ بلاے سخت کو دفع کرتی ہی اور دوسری قسم مین پانچ شرطون کی رعایت کیا چاہیے پہلے دینے مین جلدی کرنی اسلیے کہ انتظار کے بعد شاید لذت اوسکی انتظار کے الم کے برابر یا اوس سے کمتر ہو دوسرے پوشیدہ دینا تاکہ اظہار کے شر سے محفوظ رہی تیسرے وہ کہ جو کچھ دے اوسے تھوڑا جانے اگرچہ وہ بہت بھی ہو اسلیے کہ یہ شیوہ اہل مروت اور صاحب ہمتونکا ہی چوتھے انعام کا دروازہ اوسکے حق مین بند نکرنا اسواسطے کہ طول مدت موجب فراموشی کا اور سابق انعامونکے ضائع ہونیکا سبب ہوتا پانچوین اچھے مقامون مین دینا کہ زمین شور مین تخم افشانی کے مانند نہو بیت مصرف بیجا سے واجب ہی گریز ✣ تا نہ مسرف تو کہلاوے ای عزیز ✣ اور تیسری قسم مین تین چیز کا لحاظ کرنا واجب ہی پہلے حد اعتدال کا لیکن اگر دفع ضرر مقصود ہو تو زیادتی کی طرف میل کرنا اسقدر مین احتیاط ہی کہ اپنے اور دولت و حرمت کے ضرر سے بچ رہی اسلیے کہ اکثر لوگون مین انصاف و عدالت نہین ہوتی بلکہ طمع و حرص اور بغض و حسد اونمین بھرے ہین پس بنا نفقہ کرنے کی عرف عامۂ ناس کے قاعدے پر آبرو و حرمت کی حفاظت کے قریب ہی عرف خاص کی سیرت پر بنا کرنے سے حالانکہ خواہش اکثر آدمی کی اسراف کی طرف ہی تیسرا لمعہ اہل خانہ کی تدبیر مین چاہیے کہ غرض اصلی اور مقصود کلی تاہل سے سوا اسکے

نہ رکھے کہ اپنے تئین بدکامون سے بچاے اور خواہش نسل کی اور حفظ مال کا ارادہ رکھے نہ
کہ شہوت پرستی اور لذات بدنی کا دعا کرے پر عورتونمین سے بہتر وہ عورت ہی کہ عقل و شعور اور
دیانت و پارسائی اور شرم و حیا اور رحم دلی ادب قاعدے اور شوہر کی رضاجوئی کے زیور سے
آراستہ اور بانجھہ نہو لیکن اس صفت کی پہچان اگر باکرہ ہو تو اوسکے کنبے کی عورتون سے
ہو سکتی ہی کہ عورتین اونکی بانجھہ نہون اور جو ثیبہ ہو تو تفتیش کرے کہ اوسکے اولاد ہوئی ہی یا نہین
اور بی بی لونڈی سے بہتر ہی تا بسبب اسکے ہمچشمونکی برابری اور دشمنونکی استمالت اور کاربار
دنیاوی کی اعانت اور نسب کی حفاظت حاصل ہو اور ثیبہ سے باکرہ اولی ہی اسلیے کہ شوہر کی
تابعداری اور فرمانبرداری اوسمین بیشتر متصور ہی اور جو اون فضیلتون کے ساتھہ نسب حسب و
اور حسن و جمال بھی رکھتی ہو تو نہایت بہتر ہی ولیکن ان تینون مین کئی خطرے ہین اسیواسطے
احتیاط کیا چاہیے کیونکہ نسب سبب عجب کا ہوتا ہی اور جب کہ رنڈیان ناقص العقل ہوتی ہین تو
بسبب پندار نسب کے شوہر کی تابعداری مین ناک چڑھاتی اور مونہہ بناتی ہین بلکہ کبھی ایسا
ہوتا ہی کہ خصم کو خادم کے شان خیال کرتین اور یہ رسوائی اور حال و مال کی خانہ خرابی کا سبب ہوتا ہی اور
مال و جمال مین اور بھی مفاسد ہین اسواسطے کہ خوبصورت عورت کے خریدار بہت ہوتے اور عقل کہ مانع
قبائح کی ہی اونمین کمتر اسواسطے بہت سے فساد کی طرف منجر ہوتین اور شوہر کو اپنے اہلیہ کے بندوبست
مین تین چیزونکی رعایت کرنی ضرور ہی پہلے ہیبت کی یہانتک کہ اوسکی نظرون مین مہیب دکھاؤ
تا اوسکی فرمانبرداری اور رضامندی مین سستی نکرے یہ تدبیر کی قسمون سے بہت بڑی تدبیر ہی
لیکن انتظام اوسکا بغیر ظاہر کیے فضیلتون اور بدون چھپاے رذیلتون کے متصور نہین دوسرے
کرامت کی یعنے اپنے قبیلہ کو ایسی باتون مین لگا رکھے جس سے پیار و محبت روز بروز ترقی پکڑے
تا اوسکے کم ہونیکے خوف سے شوہر کی خلاف رائی پر اقدام نکرے اور ستر و حجاب مین غیر محرم کی نظر سے
محفوظ رکھے اور اوسکے ساتھہ دلبری کی باتین کیا کرے اور پہلے پہلے ایسی چال چلے کہ اوس سے شوہر کی
تابعداری کی طمع نہ آوے تیسرے وہ ہی کہ اوسکے خویش و اقربہ کے ساتھہ طریقہ اکرام و احترام اور
تعظیم و تواضع اور دوستی کا بطریق معروف جاری رکھے اور بغیر ظہور قصور کے دوسری عورت نکرے
اگرچہ وہ حسن و جمال اور حسب و نسب مین پہلے سے زیادہ ہو کیونکہ جسقدر رشک و حسد انکی طبیعتون مین

بھراہی ساتھہ نقصانی عقل کے ابھٹن لیاحت اور فضیحت مین ڈالی اور سوا بادشاہون کے جو مقصود
تزوج سے زیادتی نسل کی ہی اور عورتون کی نسبت اونکے ساتھہ بغیر فرمانبرداری کے چارہ نہین ہی بہت
نکاح کا حکم نہین دیا پس اونکو بھی احتراز ان سے اولی ہی کیونکہ نسبت مرد کے گھر کیطرف کیسی ہی جیسے
نسبت دل کی بدن کی طرف اور جیسے ایک دل دو بدن کی زندگی کا سبب ہو نہین سکتا ویسا
ایک مرد بھی دو گھر کا بندوبست کر نہین سکتا اور اپنی بی بی کو خرچ یومیہ اور نوکر چاکر باندی غلام کی
فرمائش مین جس وجہ سے بندوبست گھر کرنے کا بخوبی انجام پاوی مختار کری اسطور پر کہ ہمیشہ
دل اوسکا امور خانہ داری اور علاقہ خانگی مین لگا رہی تاکہ بدچالی اور سستی و کاہلی سے باز رہی اسلیے
کہ نفس انسانی تحمل بیکاری کا نہین کرسکتا اور بے فکری آدمی کو برائیو نمین ڈال دیتی ہی اور
موجب باہر نکلنے اور نظربازی کا ہوتی اور اس سبب شوہر کو حقیر سمجھے اور بدیون پر اقدام کری
چاہنے والے بھی اوسکے پیچھے پڑین اور سبب فساد کا ہو پر وہ تین چیزین جنسے پرہیز کرنا
واجب ہی پہلے اونمین سے بہت چاہت اسلیے کہ بسبب اسکے اپنے تئین تراشنی اور نافرمانی
کسفی بلکہ چاہتی ہی کہ شوہر کے اوپر حکومت بھی کری یہ موجب خانہ خرابی اور رسوائی کا ہی کیونکہ
جب حاکم محکوم ہوا اور مالک مملوک تو البتہ انتظام مین اختلال آوی اگر اوسکی محبت مین مبتلا ہو
تو اپنے دل مین رکھی اجیانا اگر غلبہ کرجاسے تو اون تدبیرون سے جو باب عشق مین کہا ہی دفع
کری دوسرے وہ کہ بڑے کامو نمین اسکے ساتھہ مشورت نکری اور اپنے اسرار پر بھی مطلع
نکری اور مال و اموال گرمے گرا ئے سواے قوت لابدی کے اوس سے پوشیدہ رکھی
اسلیے کہ کم عقلی اوسکی باعث مفاسد کا ہوتی ہی اور تواریخ مین لکھا ہی کہ حجاج کا ایک دربان تھا
اوسے بہت چاہتا کسیوقت بات چیت کرنے مین حجاج نے کہا کہ راز اپنا جورو سے نہ کہنا چاہیے
اور اوسپر اعتماد نکرنا تب دربان نے کہا کہ میری جورو بہت دانا اور مہربان ہی اوسپر بہت اعتماد
رکھتا ہون مین اسواسطے کہ بار بار کے امتحان و تجربے سے اسکے احوال کا وثوق حاصل ہوا ہی
اور اوسکو اپنا محرم اسرار جانتا ہون حجاج نے کہا یہ طریقہ خلاف ہوشیاری کا ہی مین اسبات
سے تجکو واقف کردون اسکے بعد فرمایا کہ ہزار دینار کا توڑا لائین اور اوسپر اپنی مہر کی اور دربانکو دیا
اور کہا کہ یہ نقد تجھے مین نے بخشا پہ میری یہ مہر اوسپر رہی اسے گھر لیجا اور اپنی جورو سے کہہ کہ اوس

توڑیکو بادشاہی خزانے سے چراکر تیرے لیے لایا ہون دربان نے ویسا ہی کیا حجاج نے کتنے دن پیچھے ایک لونڈی اوسکو عنایت کی وہ اوسے گہر مین لایا، وسکی جورو نے کہا کہ میری خاطر اس لونڈی کو بیچ لاؤ وہ بولا کہ جب کنیز کو بادشاہ نے بخشا ہی کسطرح اوسکا بیچنا روا ہی ہ اسبات پر غصے ہوئی اور بہر رات گئے حجاج کے محل سرا کے دروازے پر گئی اور وہان کے نگہبان سے کہنے لگی کہ تو حضرت کو خبر کر کہ فلانے دربان کی جورو آئی ہی حضور مین کچھ عرض کیا چاہتی ہی غرض جب اجازت پائی تو بادشاہ کے روبرو جاکر آداب بجالائی اور عرض کرنے لگی کہ شوہر اس ضعیفہ کا نعمت خداوندی کا پالا اور دولت بادشاہی سے جیا ہی اب ایک خیانت اوس سے خزانہ خاص مین سرزد ہوئی لیکن نعمت سلطانی کا حق اس لونڈی پر واجب ہی اسلیے پوشیدہ نہین رکھہ سکتی ہون یہ کہکر توڑا مہر بادشاہی کے ساتھہ روبرو رکھہ دیا اور کہا کہ آپکے خزانے سے میرا خاوند چرا لیگیا تھا دیکھیے آپکی مہر بھی اوسیری حجاج نے دربان کو بلایا اور توڑے کو اوسکے آگے دھر دیا اور کہا کہ یہ تیری جورو دانا مشفق اور پردہ نشین ہے اگر مین سرگذشت سے واقف نہوتا تو تیرا سر لڑکون کے گیند ہوکر چارپایون کا پامال ہوجاتا تیسرے وہ ہی کہ اپنی جورو کو نظربازی اور غیر مردون کی بات سنے اور اون عورتون کی آمیزش سے جو ان خصلتون مین موصوف ہین منع کرے علی الخصوص بوڑھی رنڈیون سے جو بدکامون مین متہم ہین اور حدیث مین نقل کی ہی کہ عورتون کو حضرت یوسف کے قصے پڑھنے سننے سے امتناع ضرور ہی کہ مبادا طریقہ عفت سے بہک جانیکا سبب ہو اور عورت کو شوہر کے حق مین جن باتونکی رعایت کرنی شرط ہی وہ پانچ خصلتین ہین پہلے پارسائی اختیار کرنی دوسرے کفایت شعاری تیسرے شوہر سے ڈرنا اور چشم احترام سے اوسپر نظر کرنا چوتھے تابعداری کرنی اور نافرمانی سے احتراز کرنا پانچوین معاشرت مین اظہار خوبی کرنا اور خفگی نکرنی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ مخلوقات مین سے کسیکو سجدہ کرنا اگر درست ہوتا تو مین عورتون کو اونکے شوہرون کے سجدہ کرنیکے لیے حکم کرتا حکیمون نے کہا ہی کہ نیک زنین شفقت و محبت مین مان کی برابر ہین اور صبر و خدمت مین لونڈی کی مثال اور الفت و صداقت مین دوستون کے مانند اور بدعورتین ظالمون سے تشبیہ رکھتی ہین نافرمانی اور ہنگامہ پردازی مین اور دشمنون سے شوہر کی بے آبروئی اور عیب جوئی مین اور چورون سے

اوسکے مال کے طمع کرینمین بطریق خیانت کے جو کوئی کسی نالائق عورت پر مبتلا ہو تو علاج اوسکا
سوا مفارقت کے کوئی چیز بہتر نہین اگر فسا د کی طرف رجوع نکرے جیسے اطفال کا ضائع ہونا اور
سوا اوسکے جو فساد ہو اور اگر جدائی ممکن نہو بدون آمیزش اور دوستی اور دینے لینے کے چارہ نہین
ان سبھون کے بعد بہترین تدبیر وہین سے یہ ہی کہ اوسکے تئین کسی ایسے شخص کے حوالے کرے
جو اوسے برے چلن سے منع کر سکے اور خود سفر دور و دراز کا اختیار کرے اور ایک مدت مدید
اوس سفر مین رہے تا شاید وہ مسبب الاسباب کوئی سبب خوشی کا پیدا کر دے اور خبر نیک
اوسکی طرف سے آوے عرب کے حکیمون نے کہا ہی کہ پانچ قسم کی عورتون سے احتراز کیا چاہیے
حنانہ منانہ انانہ کیتہ القفا حضرا الدمن پر حنانہ وہ عورت ہی کہ دوسرے شوہر سے اوسکے
اولاد ہو اور اس خصم کی دولت سے اوسپر مہربانی کرے اور منانہ مالدار عورت کو کہتے ہین کہ
بسبب اپنے مال و متاع کے شوہر پر منت رکھتی ہو اور انانہ وہ عورت ہی جسکا آگو ایک خصم تھا
اور اوسکو اپنے زعم مین اس سے بہتر سمجھے اور ہمیشہ اوس کے احوال سے شکوہ شکایت
رونا پیٹنا کرے کیتہ القفا اوس عورت کو کہتے ہین جو پارسائی کی چادر مین مستور نرہے اور آدمی
پیٹھ پیچھے شوہر کے اوسکی بیحیائی کی جہت نام رکھین حضرا الدمن وہ ایک عورت ہی
خوبصورت اور بداصل تشبیہ اوسکی سبزۂ گلخن سے دی ہی یہ معنے سید المرسلین
صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مین واقع ہین پر جو کوئی الخانہ کے بندولبست سے قاصر ہو
اوسے تجرد اولی ہی چوتھا لمعہ اولاد کی تدبیر مین پہلے چاہیے کہ ایک دائی نیک بخت خوش مزاج
اوسکے لیے مقرر کرے اسلیے کہ مزاج اور طبیعت کی خوئین لڑکو نین اثر کرتی ہین اور جبکہ شریعت حق مین
وارد ہوا ہی کہ لڑکے کا نام رکھنا ساتوین دن بہتر ہی تو اوسکی متابعت کرنی ضرور تاخیر کی حکمت یقیناً یہ ہی
کہ بعد تامل کے ایک اچھا نام اوسکے لائق مقرر کیا جاے اسلیے کہ اگر کوئی برا نام اوسکے واسطے
معین کرے تو ساری عمر بسبب اوسکے پریشانیون سے گذرے اسلیے ماباپ پر فرزند و نکا حق ہی کہ نام
رکھنے مین شرط احتیاط کی ادا کرین جب مدت دودھ پلانیکی تمام ہو چکو تو اوسکی تعلیم و تادیب مین
مشغول ہوئین تا کہ بداخلاقی نہ سیکھنے پائے اسلیے کہ مزاج اطفال کے استعداد و قابلیت کی رکھتے ہین
اور طبایع انسانی رذائل کیطرف متوجہ چنانچہ سابق بیان اسکا ہو چکا ہی اور اوسکے اخلاق کی

درستی مین جسطورسے کہاہی پیروی طبیعت کی کرکے تربیت کو نگاہ رکھے جبکہ قوت تمیز کے پہلے اثر تمیز
سے قوت حیاہی جنانچہ مذکور ہوئی توزیادتی حیاکی فضیلت ونجابت کی دلیل ہی پس جسوقت
یہ خصلت اوس سے مشاہدہ کری تادیب مین اوسکے زیادہ اہتمام کیا چاہیے پہلی تادیب
یہ ہی کہ اوسے بداخلاقی کے اختیار کرنے سے کلیا منع کری اسلیے کہ طبیعت صاف مصفا
تختون کے برابر ہین جو نقش اومین کھینچیے آسانی بن جاے پھر اوسے احکام دینی اور
قواعد کے طریقے سکھلائے اور اونکے یاد رکھنے کے لیے تاکید ورا وسکے انکار پر زجر و
تادیب کری پر اوسکی طاقت وقوت کے موافق جسطور سے کہ احکام شرع مین مقرر ہوا ہی
سات برس کی عمر مین نماز پڑھنے کے لیے حکم کری اور دس برس کے وقت ترک صلوۃ
کے سبب مار پیٹ سے ادب دے اور اوسے نیکونکی مدح اور برونکی مذمت کرنے پر اوبھارے
اور عیاشی کا مانع ہو اگر اچھا اختیار کرے توتعریف سے دل بڑھاوی اور جو بری چال
چلی تو ندامت سے شرمندہ کرے اور مقدور بھر ظاہرا ملامت نکرے بلکہ اسطور سے
کہے کہ تو نے سہواً یہ حرکت کی ہی بار دیگر ازتکاب اسکا نکرنا دلیر نہو جاے اور جو وہ خود پوشیدہ رکھتا ہے
تو اوسکے راز کو فاش نکری پھر اگر بار بار ایسی حرکت اوس سے سرزد ہو تو خلوت مین لیجا کر
بہت ہی ملامت ونصیحت کرکے اوسکی قباحت کا مبالغہ کری اور اسکے عود کرنے پر ڈرائے
اور فاش کرنے اور ہمیشہ ملامت کرنے سے احتراز واجب ہی شاید بسبب کثرت ملامت کے
ڈھیٹھ ہوجاے اور بمقتضا اوس حدیث کے جسکے معنے یہ ہین کہ انسان کو جس بات سے
منع کرین اوسی کا حریص ہو خواہش معاودت کی اوسکے مزاج مین آئے بلکہ حکمت عملی کے
طریقے ان باتون مین اختیار کیا چاہیے اور چاہیے کہ کھانے پینے کی لذت اور لباس و
پوشاک کی زینت اوسکی نظرون سے گرادے کہ اوسکے دل مین یقین ہو جاے
جو رنگ برنگ زربفت کا لباس خاصیت عورتون کی ہی اور مردون کو چاہیے کہ اس سے
بے پروا رہین اور ہر دم آب ودانہ کی طمع مین رہنا خصلت چارپایون کی پہلے کھانے کے
آداب چنانچہ تفصیل اسکے آویگی اوسکو سکھلائے اور سمجھاے کہ اکل وشرب سے غرض
صحت بدن کی ہی نہ اوسکی لذت مقصود ہی اور جتاے کہ کھانے پینے کی چیزین دوا کی مثال ہین

پس جیسے دوا کو بقدر ضرورت اور مصلحت کے وقع مرض کے لیے استعمال کرین ویسے کھانا پینا بھی باندازۂ رفع گرسنگی اور تشنگی کے چاہیے اور اسے ہر طرح کے کھانے سے بھی منع کرین اور ایکہی قسم پر خوگر کرنا لازم ہی اور اوسکی اشتہا کو ضبط کرین یہانتک کہ تھوڑے مین صبر کرسکی اور لذت و مزے کی چاٹ مین گرفتار نرہی اور کبھی کبھی اوسکو روکھی روٹی بھی دیا کرین تا لاچاری کے وقت کو ٹال سکے یے طریقے غریبون کے لیے بہتر ہین اور بڑے آدمیون کے لیے بہت بہتر اور دن کی نسبت سے رات کو زیادہ دین تا سستی اور خواب ذنکو اوسپر غلبہ نکری پر گوشت موافق سے دین کہ موجب ثقل و بلادت کا نہو اور میٹھی چیزون اور میوون سے اور اون کھانون سے جو جلد ہضم نہو پرہیز واجب ہی اور کھاتے وقت پانی پینے سے منع کیا چاہیے ہر چند کہ سب آدمیونکو مسکرات سے احتراز کرنا لازم ہی علی الخصوص لڑکون کو بہت ہی تنبیہ کرنی ضرور اسلیے کہ نشہ کی چیزین اونکے مزاج کو زیادہ مضر اور غصے تہور و بیغیرتی اور سکی کا باعث ہوتی ہین اور یے بدخصلتین اوسکی طبیعت مین مستحکم ہو جائین بلکہ اون لوگونکی مجلس سے بے اندیشہ اوسے باز رکھا چاہیے اور بری باتون کے سننے کا مانع ہونا ضرور اور ہر روز جب تک ادب قاعدے کی مشق سے فراغت نکری اور سختیان نہ اوٹھاے کھانیکو ندین اور پوشیدہ کامون سے اوسکو منع کرین تا بدچالی پر دلیر نہو جاے اسواسطے کہ بے شبہہ سبب چھپانیکا کوئی امر قبیح ہوگا کہ اس کام مین تصور کیا ہو اور دن کے سونے اور رات کے بہت خواب کرنے سے اور اسباب تنعم اور نرم و ملائم کپڑے پہننے سے جیسے ریشم آمیز کپڑے اور بھوئین گھرے گرمیون مین اور آتش و پوستین جاڑون مین باز رکھین اور کبھی کبھی سیر کرنے یا پیادہ چلنے سواری چڑھنے اور مناسب محنتین اوٹھانیکی خو سکھائین اور نشست و برخاست و گفتگو کرنیکے سلیقے جیسے بیان اونکا آوےگا بتائین اور بالونکی آرائش اور زیب و زینت اور زنانے لباس مین اوسکی عادت کرنے ندین اور جب تک اوس وقت کو نہ پہونچے کہ جب انگشتری کا رکھنا درکار ہو تب تک اوسے انگوٹھی نہ پہنائین اور اپنے ہمچشمون سے اور اسباب دنیاوی کے سبب اوسکو فخر کرنے اور جھوٹھ کہنے اور سوگند کھانے سے جھوٹھ ہو یا سچ منع کرین اسلیے کہ قسم مطلقاً بد ہی خواہ لڑکے سوگند کھائین یا بڑے شرعاً

اگرچہ سچ ہو تو بھی مکروہ ہی مگر جب کسی مصلحت دینی کے سبب لیے ہو مردون کو اگرچہ سوگند کی
احتیاج ہوتی ہی پر لڑکون کو کچھ ضرورت نہین اور خاموشی جواب مختصر دینے بزرگون کے
حضور چپ ہو کر سننے اور اچھی بات کہنے کا خوگر کرین لیکن بزرگ زادون کو اکثر ان
ادبون کی احتیاج ہوتی ہی اور چاہیے کہ معلم دیندار دانا اخلاق کے طریقے سے واقف
اور پاکدامنی اور عزت و وقار ہیبت و مروت مین مشہور اور اخلاق شاہی اور اونکی مجلس کی نشست
و برخاست اور گفتگو اور ہر ایک فریق کی بول چال کے طریقے سے خبردار ہو اور چاہیے کہ اور لڑکے
اپنی ہمجنس کے بلکہ بعضے بعضے بزرگ زادے ایسے جو حسن آداب کے زیور سے اراستہ ہون
مکتب مین ساتھ اوسکے رہین تا ملول و غمگین نہو اور طریقے آداب کے اونسے سیکھے اور انہین
دیکھکر تعلیم و تعلم مین زیادہ سعی کرے اور جسوقت اخوند ادب کے لیے اوسکو مارے تو شور و فریاد
اور شفاعت کرنے سے منع کرین کیونکہ یہ خصلت غلام اور بیچارونکی ہی اور معلم کو چاہیے کہ
جب تک کوئی تقصیر ظاہر اوس سے مشاہدہ نکرے مارنے کا اقدام نکرے اور جو مار کی حاجت ہو
تو پہلے بار چاہیے کہ شمار مین اندک اور الم مین بہت ہو تا کہ عبرت پکڑے اور معاودت پر جرات
نکرے اور چاہیے کہ سخاوت کی ترغیب اوسے دین اور نعمت دنیاوی اوسکی آنکھونمین خوار
دکھلائین اسلیے کہ زر و سیم کی محبت کی آفت سانپ کے زہر سے بھی بدتر ہی امام غزالی
اوس آیۂ کریمہ کی تفسیر مین جسکے معنے یہ ہین کہ مجھے اور میرے فرزندون کو اصنام کی
عبادت سے باز رکھیو فرماتے ہین کہ اصنام سے مراد زر و سیم ہی اور حضرت ابراہیم
علیہ السلام نے دعا مانگی ہی کہ میرے تئین اور میرے فرزندون کو زر و سیم کی پرستش
اور اوسکی دل بستگی سے دور رکھیو اسواسطے کہ منشا تمام فسادونکا انہین کی محبت ہی
اور تعطیل کے دنون مین اوسکو کھیلنے کی چھٹی بھی دین بشرطیکہ اسکے سبب کسی دکھہ اور
باعث کوئی قباحت کا نہو اور یہ آداب سب لوگون کو بہتر ہی خصوصاً جوانون کو نیک تر
اور جب آثار تمیز کے اوسمین غالب ہون تو سمجھائین کہ اسباب دنیاوی سے غرض
صحت بدن کی حفاظت ہی نفس انسانی جتنی استعداد دار البقا کی حاصل کریگا باقی اور
قائم رہیگی پس اگر مدبر اہل علم سے ہی تو تربیت مذکور سے لڑکون کی تعلیم کرے اور جو اہل حرفہ سے

توجسوقت آداب شرعیہ لقدر واجب سے فراغت کرے اپنے پیشے مین اوسے لگا دے پر بہتر یہ ہے کہ لڑکے کی طبیعت مین نظر اور اوسکے احوال مین غوض کرے کہ کون سے علم وہنر کی استعداد اوسمین زیادہ تر ہے جسکی لیاقت پائے اوسمین مشغول کر دے اسلیے کہ بمقتضائے اس آیۂ کریمہ کے جسکے معنے یہ ہین ہر جو جسکے واسطے پیدا ہوا ہے اوسکو آسان ہے ہر شخص کو استعداد ہر ایک صناعت کی نہین ہے بلکہ ہر کوئی جدی جدی صناعت کی لیاقت رکھتا ہے اور اسمین ایک بھید ہے جو سبب قوام عالم وانتظام احوال بنی آدم کا ہے حکمار سابق مولود کی طالع مین نظر کرتے اور طریقہ نجوم سے جس کسب وہنر کی لیاقت اوسمین دیکھتے اوسمین مصروف رکھتے اسلیے کہ جو کوئی جس فن کی قوت رکھتا ہو تھوڑی کوشش سے اوسمین کامل ہو سکتا ہے اور جسکی استعداد نہین رکھتا اوسکی سعی کرنی تعطیل روزگار تضیع اوقات ہے اور طبیعت اوسکی جس ہنر سے مناسبت نہین رکھتی اور ہتھیار واوزار اوسکے موافق بھی نہین تو اوسے اوس ہنر کی تکلیف نہ دین بلکہ دوسرے پیشے مین لیجائین بشرط اسکے کہ اوسپر قائم رہنے کی پاس لگی ہوئی ہو نا موجب اضطراب کا ہو اور ہر ایک فن کے درمیان کسی محنت لائق کا جس سے حرارت غریزی کی تحریک اور حفاظت صحت کی مدد اور سستی وناتوانی کی نفی ہو عادی کرین اور جب کسی ہنر پر قادر ہو تو وجہ معیشت کے حاصل کرنیکے لیے اوسکو حکم کیا چاہیے اسلیے کہ جسوقت لذت اوسکی پائے تو اوسکی تکمیل کے واسطے زیادہ کوشش کرے اور اوس ہنر کے دقائق مین نظر کرکے سبقت لیجائے اور اوسکی مشقت سے بھی کسب جمیل کی جو خاصہ اشراف کا ہے عادت کرے اور اپنے باپ کی میراث کا تکیہ نکرے اسواسطے کہ اکثر دولت مندزادے جو دولت پدری پر مغرور ہو کر علم وہنر کے سیکھنے سے محروم رہجاتے زمانیکے ہیر پھیر سے خرابی کے میدان مین آجاتے ہین جب روزگار کرنے لگے اور سبب اوسکے تعیش مزاج مین آجائے تو اولی والنسب ہے جو اوسے متاہل کر دین اور اوسکے محاصل کو نکالکر جدا کر دین ولایت پارس کے بادشاہ فرزند ونکو لوگ لشکر کے درمیان پرورش نہین کرتے تھے بلکہ داناؤن کے ساتھ کسی طرف بھیجتے اسلیے کہ تکلیف وسختی کی عادت اختیار کرین اور روسائے ویلم کا طریق بھی یہی تھا اور جنہے برعکس اسکے تربیت پائی اصلاح اوسکی مشکل ہے

علی الخصوص اوسکی جو کہ سن رسیدہ ہو جیسے سوکھی لکڑی کو سیدھا کرنا بہت دشوار ہی سقراط حکیم سے
کسینے پوچھا کہ اختلاط تیرا اکثر جوانون کے ساتھہ کسواسطے ہی تو یہی جواب دیا اور تربیت لڑکیونکی
جسکے وہی لائق ہین اوسیطور سے کیا چاہیے چنانچہ ہمیشہ گھر کے درمیان رہنا اور پارسائی
و پردہ نشینی کے لیے زیادہ تاکید و مبالغہ کرنا اور شرم و حیا اور اون خصلتون کے واسطے جنکا
بیان عورتون کے احوال مین ہو چکا ہی ترغیب دینا لازم ہی اور اچھے اچھے ہنر اونکی شان کے
موافق سکھلانے ضرور اور پڑھنے لکھنے سے کلیا منع کیا چاہیے اور جسوقت بالغ ہون تو اپنے
ہمچشمون کے ساتھہ نکاح کر دینے مین تعجیل واجب ہے طریقے اولاد کی تربیت کے ہین
اور جبکہ اثناے بحث مین بعضے آداب کے شرح کرنیکا وعدہ کیا ہی تو ضرور ہوا کہ بیان اوسکا بطریق
اختصار کے کیا چاہیے اگرچہ وہی مخصوص اطفال ہی کے نہین تاہم بنظر اوسکی استعداد و قابلیت کے
بیان کیا آداب گفتگو کے چاہیے کہ بہت نہ بولے کیونکہ بہت بکنا نشان خلل دماغی اور بیوقوفی
اور موجب سبکی اور بے اعتباری کا ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہین کہ حضرت مصطفا
صلی اللہ علیہ وسلم جو طوطی خوش الحان و ماینطق عن الہوا کے تھے علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التحیات
اعتدال کے ساتھہ گفتگو اسطور سے کرتے کہ اگر مجلس دیر تک بھی رہتی تو جو جو نکتہ زبان حقائق
ترجمان سے ارشاد ہوتا گن سکتے اور بزرجمہر حکیم نے کہا ہی جب کسیکو دیکھو کہ بے سبب بات
کرتا ہی یقین جانو کہ وہ دیوانہ ہی اگر بولا چاہی جب تک اوسکی خوب دل مین نہ ٹھانی خاموش رہی
حکیمون نے کہا ہی کہ پہلے بہت سوچ پھر بول لازم ہی کہ بات مکرر سہ کرر نہ بولی مگر جسوقت بہت ہی
احتیاج اوسکی ہو اور جب کوئی کچھہ نقل یا قصہ کہنے لگی اگر جانتا بھی ہو تو جب تک اوسکی بات
تمام نہو نہ کہی کہ مین جانتا ہون اور جس بات کو اوسکے غیر سے پوچھین اوسکا جواب ندے اور
جو ایک ایسی جماعت سے سوال کرین جسمین وہ بھی ہی لازم ہی کہ پیشدستی نکری اور جو کوئی
اوسکا جواب دینے لگی اگرچہ وہ اس سے بہتر پر بھی قادر ہی صبر کری جب بات اوسکی تمام ہو
تب اپنے جواب کی تقریر شروع کری اسطور پر کہ اگلے کی طعن کا موجب نہو اور جو بات
کہ اوس سے کہین جب تک تمام نہو جواب دینے مین مشغول نہو جو بحث و محاورہ اوسکے
سامنے مذکور ہو اور وہ اوس سے مناسبت نہین رکھتا ہو تو دخل نکری اور جو بات کہ اوس سے

پوشیدہ رکھین اور سکے سننے کا قصد نکرے اور بزرگون سے کنایے کی بات نہ کہی اور اپنی آواز کو
اعتدال پر رکھی اگر کسی بات مشکل بنا اسکی تمثیل سے واضح کر دے اور طول بے مصلحت سے
اجتناب کیا چاہیے بلکہ طریقہ اختصار کا اختیار کرنا لازم ہی اور الفاظ غیر محاورہ اور کنایات بعیدہ کو
استعمال نکرے اور فحش ودشنام سے احتراز واجب ہی اگر کسی امر فاحش کے بیان کرنے کی احتیاج ہو
تو تعریض وکنایے پر اکتفا کرے اور بیہودہ ہنسی ٹھٹھے سے جو موجب سقوط مروت اور سبب خفت
اور باعث حسد وعداوت کا ہی اجتناب لازم جانی اور ہر ایک مقام مین کلام مقتضای حال کے
موافق کہی اور گفتگو کے وقت دست وچشم وابرو سے اشارہ نہ کیا کرے مگر ایک اچھے طور سے
جو مناسب مقام کے ہو اور کبھی اہل محفل کے ساتھ خواہ وے دانا ہون یا نادان حق وناحق
تملق وخلاف کی چال نہ چلی اور جنکے پاس مبالغہ مفید نہو اوسکے نزدیک الحاح نکرے اور مناظرہ مین
انصاف کی شرائط سے نہ گذرے اور سخن دقیق ایسے شخص کے ساتھ جو اوسکو نہین سمجھ سکتا ہی
نہ بولی اسلیے کہ ہر ایک سے اوسکی عقل کے بموجب کلام کیا چاہیے چنانچہ حضرت رسالت پناہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ مضمون اوسکا یہ ہی کہ ہم گروہ انبیا ہین ہمین حکم کیا ہی کہ ہم آدمیون کے
ساتھ اونکی عقل کے موافق بات کرین اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ نادانون کے
نزدیک حکمت ضائع مت کرو اور بول چال مین لطف ولطائف کا طریقہ ملحوظ رکھی اور قول وفعل
حرکات مین کسیکو آزردہ نکرے اور وحشت آمیز باتون سے احتراز ضرور جانی جب کسی بزرگ کے
حضور کچھ کہا چاہی تو نیک فالی سے شروع کرے جیسے حق تعالیٰ آپکی عمر دراز کرے حضرت کے
دشمن پامال ہون آپکا اقبال برقرار رکھی بخت بلند کرے یا عاقبت بخیر ہو علی ہذا القیاس غیبت
اور تہمت وبہتان سے اور جھوٹھ کہنے اور سننے سے بالکل احتراز واجب جانی بلکہ ایسے
لوگون کے ساتھ مداخلت بھی نکرے چاہیے کہ سننا اوسکا بولنے سے بیشتر ہو کسی حکیم سے
پوچھا کہ سننا تیرا اکسواسطے کہنے کی نسبت سے بہت ہی بولا کہ مجھے کان دو دیے اور زبان
ایک دی اسلیے کہ دو سنون اور ایک بولون آداب چال چلن ونشست برخاست کے
چلنے مین جلدی نہ کیا چاہیے کہ نشان بے اعتباری کا ہی اور بہت دیر بھی نکرے کہ علامت
سستی کی ہی مغرورونکے مانند اور زنانے پن اور مخنثونکے طور پر ناز ونخرے سے نہ چلے

اعتدال

اور اعتدال کی روش اختیار کرے اور بہت پیچھے پھر کے نہ دیکھے اسیلیے کہ یہ خصلت احمقون کی ہے
اور ہمیشہ سر نیچے کیے نہ رہے کہ یہ دلیل غلبہ حزن وفکر کی ہے اور سواری مین بھی مرتبہ اعتدال کا
لحاظ رکھا چاہیے اور نشست مین پانون پھیلا کر نہ بیٹھے اور پانون پر پانون نہ رکھے اور سوا بادشاہ کے
حضور اور اوستاد اور باپ کے روبرو اور خدمت مین اون لوگون کے جو اونکے برابر ہین
دو زانو نہ بیٹھے اور سر کو زانو اور ہاتھ پر نہ رکھے اسواسطے کہ یہ علامت حزن وکسالت کی ہے
اور گردن کو کج نکرے اور حرکات عبث سے جیسے داڑھی یا کسی عضو سے کھیلنا ہے احتراز کرے
اور ناک اور مونھ کے درمیان انگلی نہ ڈالے اور انگلی نہ چٹکاے اور بند ون کو بھی خمیازہ اور
انگڑائی سے احتراز کرے اور تھوکنے ناک سنکنے مین احتیاط ایسی کیا چاہیے کہ اہل مجلس کو
معلوم نہو اور آواز بھی اوسکی نہ سنین اور قبلے کی طرف نہ تھوکے ہاتھ آستین اور
دامن سے نہ پونچھے جسوقت کسی مجلس مین جاے تو اپنے رتبے کے موافق جا بیٹھے
اور جو محفل کے درمیان سب سے بزرگ خود وہی ہے تو جہان چاہے وہان بیٹھے اسیلیے کہ صدر
وہین ہوگا اگر ایک ناواقف اپنی جگہ پہچانکر نہ بیٹھا لازم ہے کہ جب واقف ہو تو اپنے مقام پر
آ بیٹھے اور جو اپنے لائق جگہ نہ پاے تو پھر جاے اسطور سے کہ لوگون کو معلوم نہو کہ یہ شخص
بیزار یا دق ہو کر گیا اور غیر محرم اور خدمتگارون کے آگے سوا ہاتھ اور مونھ کے برہنہ نکرے
خلوت مین ہو یا کہ جلوت مین زانون سے ناف تک ہمیشہ مستور رکھے مگر احتیاج کے وقت
جیسے قضاے حاجت یا غسل وغیرہ ہے اور مجلس کے بیچ آدمیون کے روبرو نہ سوئے
اور کبھی چت ہو کر نہ لیٹے خصوصًا وہ شخص جو خواب مین خرخر کرتا ہے اسیلیے کہ اسطرح کے
سونے مین اور خرخراہٹ زیادہ ہوتی ہے اگر محفل مین خواب اوسپر غلبہ کرے ہو سکے تو اوٹھ
جاے نہین تو کسی بات یا کچھ فکر یا کوئی شغل مین مشغول ہو جس سے آسیب نیند کا دفع
ہو جاے اور جو کسی جماعت کے ساتھ ہے اور وے سب سو جائین اونکی موافقت کرے
یا باہر جاے حاصل کلام یہ ہے کہ ایسا سلوک اختیار کرے کہ لوگون کو اوس سے نفرت
اور ایذا نہو اگر ان عادتون مین سے بعضی اوسکو دشوار معلوم ہو تو دل مین سوچے کہ اہل محفل کی
ملامت اور طعن وتشنیع اونکا بسبب بے ادبی کے سخت تر ہے اوس عادت کے ترک کرنے سے

مشقت سے پس اختیار کرنا اوس عادت کا اولی ہی آداب کھانیکے چاہیے کہ پہلے ہاتھ موںھ ناک
دھوے بسم اللہ سے شروع اور الحمد للہ پر تمام کریں اور سب سے پہلے کھانیکے لیے سبقت نکری
مگر جو شخص میزبان ہو اوراسطورسے کھاے جو کپڑے دستارخوان اور آستین آلودہ ہنون زیادہ
تین اونگلیون سے لقمہ نہ اوٹھاے اور بہت موںھ نہ پساری بڑے لقمہ سے پرہیز کریں اور جلدی
جلدی نہ نگلی اور موںھ کے درمیان جمع نکری کھانے مین انگلی نہ چاٹے پہ بعد فراغت کے سنون ہی
اور رنگ روپ کھانیکا نہاری اور نہ سونگھے اور نہ دانت سے کاٹے اگر دسترخوان مین کچھ کھانا
بہت لذیذ بچ رہی اوسکی طمع نکری بلکہ اورون کو دیدالے اونگلیون سے چکنائی چھڑاے روٹی اور
نمک کو نہ بھگوے اور جو ایکہی رکابی مین دونون کھائین تو کوئی کسیکے نوالے پر نظر نکریں اور اپنے
آگے سے کھاے مگر میوے مین دوسرے جگہ سے کھاسکتا ہی ہڈی اور جو چیز کہ موںھ سے
چھوٹے دسترخوان پر نرکھے اور ہڈی جو نوالے مین ہو پوشیدہ موںھ سے نکالکر پھینک دے
ناپسند حرکتون سے احتراز واجب جانے اور موںھ سے کوئی چیز نکالکر رکابی یا پیالے مین نرکھے غرض
اسطورسے کھاے کہ اگر کوئی اوسکا بچا ہوا کھانا کھایا چاہی نفرت نکری اگر مہمان ہی تو میزبان کے
آگے کھانے سے ہاتھ اوٹھاے جسوقت حضار مجلس ہاتھ کھینچین تو وہ بھی اونکی متابعت
کری اگرچہ اوسے سیری نہو مگر اپنے گھر یا کسی ایسے مقام مین جہان اوسکے محرم کا رہین اور
جو میزبان ہو تو لازم ہی کہ جب تک ہاتھ اوٹھائین عذر خواہی کری کہ اگر کسیکو کچھ رغبت رہی
تو حجاب نکری کھانے مین اگر پانی کی احتیاج ہو آہستہ پیے کہ اوسکی آواز کوئی نہ سنی اور اہل
محفل کے سامنے خلال نکری اور دانتون سے جو کچھ کہ زبان سے نکالی اوسے نہ کھاے جو کچھ
خلال کرنے سے نکلے ایسے مقام مین پھینکے کہ لوگون کو نفرت نہ آوے اور ہاتھ دھونے کے
وقت اونگلیون اور ناخنون کی جڑ کو اچھی طرح سے صاف کری اسیطرح ہونٹھ اور موںھ اور
دانتون کو اور کلی طشت مین نکری اور موںھ دھونے مین اگر پانی گرنے لگی تو ہاتھون سے
احتیاط کری ہاتھ دھونے مین اورون پر پیشدستی نکری لیکن میزبان کو رواہی کہ سبکے آگے
ہاتھ دھوے **پانچوان لمعہ حقوق والدین کی رعایت مین** جب کہ عقل ونقل کے موافق
شکرگذاری منعم کی واجب ہی نعمت الٰہی کے بعد کوئی نعمت فرزندون کے حق مین ماں باپکی

نعمت سکے برابر نہین ہی اسلیے کہ باپ اوسکے پیدا ہونیکا سبب صوری ہی پھر اوسکی پرورش کا واسطہ ہی کھانے کپڑے اور اون ضروریات کے مہیا کرنے مین جو اوسکے جینے اور ہوش سنبھالنے کا سبب ہین بعد اسکے وسیلہ ہی اوسکے کمالات نفسانی کے حاصل ہونیکا جیسے آداب و ہنر اور صنعتین ہین اور کس کس محنت و مشقت سے اسباب دنیاوی کو پیدا کرکے اسکے لیے جمع کرتا اور اوسے دیتا ہی بلکہ ایثار اوسکا اپنے اوپر گوارا کرتا ہی اور ماں اسکے موجود ہونے کی سبب مین شریک باپ کی ہی سوا اسکے باربرداری حمل کی اور اسکی مشقت کو سہنا علاوہ جننے کے خطرے اور درد زہ کو دیکھا چاہیے اور پہلی قوت جو سبب ہی فرزندونکی حیات کا اوسیکے بدن کا خون ہی اور ایک مدت مدید تک اوسکی حفاظت اور پرورش کی تدبیر مین رہی اور نہایت شفقت سے اپنے تئین اوسپر فدا کیا اسیواسطے والدین کی محبت لڑکون سکے حق مین محبت طبیعی ہی اور اونھین انکے فرزندون سکے حق کی رعایت مین احتیاج تکلیف کی نہین بخلاف محبت اولاد کے والدین سکے حق مین شرائع الہی مین اولادون پر والدین سکے احسان سکے لیے حکم بتیسر عکس کا ہی پس عدالت کا اقتضا یہ ہی کہ ماں باپ کے ساتھ نیکی اور انکی اطاعت کو نیکو تلو خالق کی طاعت سکے جانے چنانچہ اکثر آیہ قرانی اور حدیث نبوی علیہ السلام مین اوسکے بعد بیواسطہ مذکور ہوئی ہی اور جب کہ حق سبحانہ تعالی کی بے نیازی کا جوش اس سے برتر ہی کہ کوچہ ہستی سکے مفلس اوسکی بے انتہا نعمتون سکے مقابل عہدہ شکر سے برآوین یا کچھ اوسکے بدلے مین آگے لاوین اور اوس راہ کے چلنے والون کے پانون عجز و قصور کے چھالے سے بھرے ہوئے ہین بخلاف والدین سکے اسلیے کہ اونکی وجوہ احتیاج ظاہر ہی پس اسی وجہ سے اونکا حق رعایت سکے باب مین اولا ہی اور شریعت کے قاعدے سکے موافق بھی حق الناس مین مبالغہ کرنا زیادہ تر ہی حق اللہ سے اسلیے کہ حضرت حق سبحانہ تعالی جواد مطلق ہی اور اوسنے فرمایا ہی کہ بے شبہہ اللہ تعالی سب سے بے نیاز ہی تمام عالم سے والدین سکے ایفاء حق کی اصل حقیقت تین چیزون سے مرتب ہو سکتی ہی پہلی خالص دوستی دل و جان سے اختیار کرنی اور مقدور بھر زبان اور ہاتھ پانون سے اونکی تعظیم اور فرمان برداری مین مصروف رہنا اگر موجب کسی گناہ یا ہرج کلی کا نہو اور اگر اونکی کسی کا سبب ہو

تو حسن سلوک کے طور سے اونکے خلاف راے کرنا مضائقہ نہین پر مجادلے کے طریقے سے بدتر مگر ایسی صورت مین کہ شرعاً واجب ہو امام غزالی نے اکثر علمون سے نقل کی ہی کہ شبہات مین بھی اطاعت والدین کی واجب ہی مباحات کا کیا ذکر دوسرے یہ اونکے ساتھ مساعدت کرنی مصالح معاش مین طلب سے سنت اور توقع سے عوض کے آگے اگر کسی ممنوعات شرعی کی طرف رجوع نکرے تیسری ظاہر و باطن مین اونکی خیر خواہی کا اظہار کرنا اور مرنے پیچھے بھی اونکی نصیحتون کو ماننا اور جب کہ والد کے حق کے لیے اطراف روحانی غالب ہین اور والدہ کے حق کے واسطے اطراف جسمانی اور اسیواسطے باپ کا حق پہچاننا بعد قوت تمیز کے حاصل ہوتا ہی اور مان کے حق مبادی حال مین معلوم ہوتے ہین اسبب اوسکے لڑکون کا میلان خاطر مان کی طرف زیادہ ہوتا ہی پس فرزند کے اوپر باپ کا حق بجالانا ایسے امور مین کہ جنمین روحانیت غالب ہی جیسے تابعداری کرنی دعا مانگنی تعریف کرنی مناسب تر ہی اور مان کے حق ادا کرنے کے لیے امور جسمانی مین جیسے مال کا دینا اور کھانے پینے کی خبر گیری کرنی اور جب اس فضیلت کے مقابل حقوق والدین کا رذیل کی قسمون سے ہی پس اوسکی بھی تین انواع ہین اس فضیلت کی تین نوعون کے مقابل اور جو کوئی والدین کے برابر ہو جیسے دادا چچا مامون بڑے بھائی بہین اونھین اور اونکے دوستونکو بھی اونکے برابر جاننا چاہیے اور حتی المقدور اخلاص اونکے ساتھ لازم ہی اور حدیث صحیح مین وارد ہوا ہی کہ نیک کامون سے بہتر یہ ہی کہ اپنے باپ کے دوستدارونکی رعایت کیا چاہیے اور بموجب اوسکے جو سابق کے بیان سے معلوم ہوا کہ قرابت روحانی بھی معتبر ہی اوستاد کے ساتھ کہ وہ پدر نفسانی ہی یہی سلوک بلکہ زیادہ اس سے کیا چاہیے چھٹا لمعہ خادمونکے بندوبست مین بحکم عقل کے خادم مخدوم کے ہاتھ پانون کے برابر ہین اسلیے کہ یہ لوگ ضروری کامون پر اقدام کرتے ہین اور جو بے سبب نہ ہین تو اپنے تئین اون کامون مین مشغول اور اپنے اعضا مین سے کسی عضو کو اونمین مصروف رکھا چاہیے اور وے لوگ نہون تو اسباب آرام کے منقطع ہوتے ہین اور بسبب سعی و تردد کے کسی صناعت اور فضیلت کی طرف قصد نہین کر سکتے اور باوجود اسکے کہ عزت و وقار و ہیبت و اعتبار ساقط ہون ہر طرح کی محنت و مشقت اپنی طرف عائد ہو پس لازم ہی کہ اونھین ودائع الہی کی مثال جانکر اونکے رہنے کا شکوہ اپنے اوپر واجب جانے

وراونکے ساتھ نیک برتاؤ اور مدارات کا طریقہ جاری رکھے اور اونکو حد اعتدال سے زیادہ کسی کام کی
خدمت نہ کہے اور اونکے سب آرام کے وقت معین کر دے اسلیے کہ اونکو بھی ماندگی سستی
وضعف مزاجی ہوتی ہی طبیعت کی خواہشین پیدا ہوتی ہین سے لگی ہوئی ہین اور ملاحظہ کیا چاہیے
کہ اصل فطرت مین اپنے اور اونکے درمیان اشتراک ہی ور سب اسباب کا کہ حق سبحانہ تعالی نے
اونکو تابعدار اپنا کیا ہی بجالایا چاہیے اور اونپر ظلم نہ کرے حضرت پیغمبر خدا صلواۃ اللہ علیہ نے جو
تتمم اخلاق کے ہین فرمایا ہی کہ خورد ونوش مین اونکو اپنے برابر قیاس کیا چاہیے اور جب کسیکو
کسی خدمت کے لیے نوکر رکھے لازم ہی کہ پہلے چشم غور سے اوسکے حال کو ملاحظہ کرے اگر تجربہ سے ثابت
نہ ہو تو دانائی وہوشیاری سے مدد ڈھونڈھے اور چاہیے کہ بدصورت اور بدڈول آدمی سے
احتراز کرے اسلیے کہ بیشتر خلق آدمی کا تابع اوسکی خلقت کے ہی اور برعکس اسکے کم ہی پارس کے
حکیمون نے کہا ہی کہ سب چیزون سے بہتر خوبصورتی ہی حدیث نبوی مین آیا ہی کہ طلب کرو
تم حوائج کو خوبرویون سے اور فرمایا ہی کہ جب کہین ایلچی بھیجے تو لازم ہی کہ نیکنام اور خوبصورت
ہو اسلیے کہ خوبصورتی پہلی اون نعمتون مین سے ہی جو شخص کو پہونچتی ہین اور دوسری حدیث
مین ہی کہ سب پیغمبر خوبصورت اور خوش آواز تھے اور چاہیے کہ مریضون سے جیسے ٹیڑھے
لنگڑے اور گنجے برص والے اور جو اونکی مثال ہین اجتناب کرے جسوقت دانائی کی علامات
خادم سے مشاہدہ کرے اوسکے ساتھ احتیاط سے رہنا ضرور ہی اسواسطے کہ ان خصلتون مین
اکثر مکر وحیلے ہوتے ہین اور اسباب مین بہت حیا تھوڑی عقل کے ساتھ بہتر ہی بہت دانائی سے
ڈھیٹھ پنکے ساتھ اسلیے کہ حیا بہترین خصائل ہی خادم جس کام کی لیاقت اوسے یا دے اور
اوسکے اسباب اوسکے مساعد ہون اور اسکی طبیعت بھی اوس سے مناسبت رکھتی ہی اسمین
مشغول کیا چاہیے اسواسطے کہ ہر ایک شخص مین استعداد جدے جدے کام کی ہی جیسے
کاشتکاری بیل کا کام ہی گھوڑے سے ہو نہین سکتی اور بیل کر و فر کے لائق نہین جب نوکر کو
کسی کام مین متعین کرے تو اندک قصور سے اوسکو معزول نہ کیا چاہیے اسلیے کہ یہ فعل کم ظرف
اور کوتاہ نظرون کا ہی اور بے شبہہ اوسکے معزول کرنیکے بعد اوسکے بدلے ایک اور چاہیے
اور نہین جانتا ہی کہ یہ اس سے بہتر ہو یا بدتر اور خادم کے دل مین مقرر کیا چاہیے کہ اونکی

جدائی اپنے سے کسی طرح محبوب نہین تو مروت کے قریب اور وفا و کرم کے لائق اور اونکی
زیادہ رغبت کا موجب ہو اور وہی بھی شرط ہوا داری اور جان یاری کی بجالاوین اسلیے
کہ جب نوکر اپنے آقا کی ہر دم کی چاہت معلوم کرے تو اپنے تئین مال و اسباب مین شریک
اوسکا سمجھے اور برے بھلے مین رفیق اور خیرخواہ رہے اور جب جانے کہ خداوندونکا لطف و مہربانی کا
سررشتہ مستحکم نہین اور تھوڑے قصور مین خدمت سے معزول کردین تو اوسے عاریت کی
مثال خیال کرکے شرط اخلاص اور دردمندی کی بجا نہ لائین بلکہ جانے کے لیے ذخیرہ کرین
خدمت لینے کی اصل یہ ہے کہ بنا اوسکی محبت پر ٹھہرے نہ صرف دفع ضرورت کے واسطے
تا خدمت عاشقانہ کرین نہ مزدورون کے مانند بعد اسکے بنا اسکی رجا پر بہتر ہے نہ خوف
پر تو کام اگر محبانہ نکرین البتہ مزدورانہ کرین اور مظلومون کے طور سے نکرینگے اسلیے کہ جب
اسکے دل مین دہشت پڑے تو البتہ وہ اپنی خواہش دلی سے کسی کام مین اقدام نکریگا بلکہ
بقدر دفع ضرر کے اوسکا قصد کریگا چاہیے کہ خادمون کی صلاح حال اپنی صلاح حال کے
اوپر مقدم رکھے اور ایسا سلوک کرے کہ جو کام اون سے علاقہ رکھتا ہو بخوبی و خوشی اسے
انجام دین بکراہت و بیدلی سے اور اونکی اصلاح کار مین نظر کیا کرے مہربانیون سے
امیدوار اور خشمنائی سے ترسناک رکھے اگر اونمین سے کوئی توبہ کرنے کے بعد تقصیر کی
طرف عود کرے تو مناسب سزا سے اسکو گوشمالی دیجائے اور صرف اسی سے اوسکے
ناامید نہونا چاہیے اور جب بار بار کے امتحان سے معلوم ہو کہ اصلاح کے قابل نہین ہے
تو اوسے جلد دفع کیا چاہیے تا اوسکی صحبت سے اور خادم نہ بگڑین غلام خدمت کے
لیے آزاد سے بہتر ہے اسلیے کہ غلام کی خواہش خاوندکی فرمانبرداری اور تابعداری کی
طرف بیشتر ہے اور تادیب سے نیک خو ہو سکتا ہے اور چھوٹنے کا گمان کمتر ہے غلام و خدمتگار کے
فرقے سے جنکی عقل و شعور و گفتگو درست اور حیا و چالاکی بیشتر ہو اوسے اپنی ذات کے
کامون کے لیے مقرر کرے اور جس مین کفایت شعاری پارسائی اور روزگار کا سلیقہ ہو اوسے
تجارت کے واسطے اور جو محنت مین قوی تر اور بڑے کامون پر صابر اوسکو تردد و
آباد کرنے پر تعین کرے اور جو کہ بہت ہوشیار اور بلند آواز ہو اوسے نگہبانی کے لیے

معین کرے اور بندے تین قسم کے ہوتے ہین ایک حر بالطبع دوسرا عبد بالطبع تیسرا حریص پہلے کو
اولاد کے برابر پرورش کیا چاہیے دوسرے کو چارپایے اور مواشی کی شان تیسرے کو بقدر
ضرورت طمع و حرص کے دام مین نگاہ رکھا چاہیے اور بحسب مصلحت کے فرمائش کامون کی
کیا چاہیے اور گروہ خلائق سے اہل عرب گفتگو و فصاحت و بلاغت اور ذہن و ذکا مین ممتاز ہین
پر مردم آزاری اور قوت شہوی مین موسوم اور اونمین سے اہل حبش وفا و ثبات قدم مین
معروف ہین ولیکن کبر و عدم تحمل مین اونکی صفت نہ کیا چاہیے اور اہل عجم عقل و تدبیر اور
صفائی و دانائی مین ممتاز لیکن مکر و فریب حرص و نفاق مین موصوف اور اہل روم وفا و امانت
داری اور کفایت شعاری مین موسوم اور بخل و بدخوئی سے بدنام ہین اور اہل ہند قوت
حدس یعنے سرعت ذہنی اور چستی و چالاکی مین مشہور لیکن بسبب عجب و پندار و کینہ کشی اور مکر
مذموم ہین اور اہل ترک شجاعت و جودت خدمت و خوبصورتی مین مشہور پر غدر و جفا اور
بے حفاظتی مین موصوف ہین تیسرا لمعہ شہرون کے بندوبست اور رسوم بادشاہی مین اس مین
سات لمعے ہین پہلا لمعہ بیان مین اسکے کہ انسان کو آبادی مین رہنے کی احتیاج ہے اور اس
فن کی فضیلت مین حکمت کی رو سے پوشیدہ نہین ہے کہ تمام موجودات کمال کی وجہ سے
دو قسم ہین ایک وہ ہے جو کمال اونکا اونکی پیدائش ہی کے ساتھ ہے جیسے اجرام سماوی ہین
دوسرے وہ کہ کمال اونکا اونکے پیدا ہونے کے بعد حاصل ہوتا ہے جیسے اجسام عنصری ہین
پر اس قسم کے واسطے نقصان کے مرتبے سے درجہ کمال مین پہونچنے کو ایک نوع حرکت کی
ضرور ہے لیکن یہ حرکت بغیر اعانت اسباب کے متصور نہین اور وہ اسباب ادنیٰ کمالون کے
ساتھی رہتے ہین جیسی صورتین ہین کہ مبدأ فیاض سے نطفون پر فائز ہوتی ہین تو کمال
انسانی کو پہونچین یا وہ وسائل جو مواد کو صورتون کے قابل کر دیتے ہین جیسے غذا کا پہونچانا
بہ نسبت بدنون کے تو کمال کو پہونچین لیکن مطلق معونت تین وجہ پر ہے پہلی معونت بالمادہ
یہ معونت ایسی ہے کہ معین جزو ہوتا ہے اوس شے کا جیسی معونت غذا کی ہے حیوانات کے لیے دوسری
معونت بالآلہ یہ معونت اسطور پر ہے کہ معین اوس شے کے فعل کا واسطہ ہو جیسے پانی ہے قوت غاذیہ
کے لیے تیسری معونت بالخدمت یہ اسوجہ سے ہے کہ معین وہ کام کرے جو اس شے کے

کمالات کا سبب ہو اور اوسکی دو قسمین ہین ایک خدمت بالذات کہ غایت فعل معین کی
کمال اوس شی کا ہو دوسری خدمت بالعرض جو غایت فعل کی دوسری چیز ہو اور کمال اوسکا بہ تبعیت
حاصل ہو اول کی مثال جیسے معلم ثانی شیخ ابونصر فارابی نے کہا ہی افاعی ہین خادم بالذات عناصر
کے لیے اسلیے کہ اونھین حیوانات کے کاٹنے اور ڈنک مارنے مین جو موجب فساد ترکیب کا
اور اجزاے عنصری کے جدا ہونیکا ہی کچھہ نفع نہین اور ثانی کی مثال جیسے سباع ہین کہ اون کو
حیوانون کے پھاڑنے مین منفعت اپنی ہی پر اجزاے عنصری کا جدا ہونا بہ تبعیت لازم آجاتا ہی
اور جب کہ خادم بالذات مخدوم سے اخس ہی پس بجا ہیے کہ انسان جو اشرف المخلوقات ہی
اونکے کسیکی خدمت کری مگر بالعرض پر وی سب اعانت انسان کی کرین کوئی بطریق مادی اور
کوئی بطور واسطے کے اور کوئی خدمت بالذات و بالعرض کے طریقے سے بھی اسلیے کہ عناصر
ترکیب بدن انسانی کے جزء ہین اور نباتات و حیوانات غذا اسکی ہی اور غذا کی معونت بالمادہ ہی
اور عنصرون مین سے ہر ایک کو انسان اپنے فعل طبیعی ... ادی کا واسطہ کرتا ہی جیسے
آگ اور پانی کو کھانا پکانے اور بدن کے گرم و سرد کرنے ... غذا کے ہضم کرنے کے لیے
اور ہوا کو دم چھوڑنے کے واسطے جو سبب ہی روح کی راحت اور زمین کو زراعت کرنے
اور مکان بنانے وغیرہ کے لیے اسیطرح سے نباتات و حیوانات مین سے کسیکو غذا کرنا اور
کسیکو دوا بنانا اور کسی سے خدمت لینا ہی بلکہ اجرام فلکی سے بھی اسلیے کہ فصلون کو جو حرکات
سماوی سے حاصل ہوئین بحسب مصلحت کے اپنے افعال کا جیسے زراعت و عمارت مین
سبب مقرر کرتا ہی چنانچہ مضمون اس آیت کا کہ اگر تو نہوتا تو آسمانون کو پیدا نکرتا مین
اس سے خبر دیتا ہی اور توریت مین لکھا ہی کہ پیدا کیا مینے تیرے تئین ای ابن آدم اپنے
لیے اور تمام اشیا کو تیرے واسطے اگر فطن لبیب اس مقام مین کچھہ تامل کری تو فرشتون کے
سجدہ کرنیکا راز اوسپر منکشف ہو اور علامت خدمت کی نباتات و حیوانات کی ہیئت
انعکاس مین ظاہر ہی اسلیے کہ نبات کے وجہ سجود اور حیوان کی ہیئت رکوع اوسکے دیدہ
بصیرت مین جلوہ گر ہی اسیطرح افراد انسانی بھی ایک دوسرے کی اعانت کرتی ہی بطریق
خدمت کے نہ بطریق واسطے اور نہ بطریق مادے کے بلکہ انسان بنظر اپنے ذات کے مادی کے

دیا اتنے معونت کسی شے کی نہین کرسکتا ہے کہ وہ جوہر مجرد ہی لیس انسان جیسے
عناصر و مرکبات کی امانت سے طرف محتاج ہی اپنی نوع کی افراد کی امانت کی طرف بھی
ویسے نوع اور شخص دونون کے باقی رہنے کے لیے محتاج ہی تو لطریق خدمت ایک
دوسرے کی کمک کریں اور دوسرے حیوانات صرف عناصر و مرکبات کی طرف محتاج ہین
پر اپنی اپنی نوع کی طرف محتاج ہونے مین مختلف ہین اسواسطے کہ جو از خود پیدا ہو جیسے
اکثر حیوانات آبی ہین شخص کے پیدا ہونے اور نوع کے باقی رہنے مین اپنی نوع کی
افراد کی طرف کسی وجہ سے محتاج نہین اور جو توالد سے جیسے چارپائے وغیرہ حیوان
ہین نوع کے محفوظ رہنے اور شخص کے پیدا ہونے اور اپنی پرورش کے لیے ایک کال
معین تک محتاج اپنی نوع کے ہین اور بعد پرورش کے محتاج معاونت کے نہین رہتے
پس اجتماع اونکا جماع کے وقت اور ایام بالیدگی تک ضرور ہی بعد اسکے ہر ایک منفرد
رہ سکتا ہی اور بعضے حیوان جیسے شہد کی مکھی اور چیونٹی اور اقسام پرندون کے بقاء شخصی
و نوعی مین معاونت کے محتاج ہین پر بیان اوسکا کہ انسان بقاء شخصی کے واسطے اپنی افراد
نوع کا محتاج ہے یہ ہی کہ ہر ایک شخص اگر غذا و لباس و مسکن و سلاح وغیرہ اسباب اور اونکی
مبادی کی تیاری مین خود بنفسہ مشغول ہوتا تو اوسے افزار نجاری اور حدادی وغیرہ پیشون کے
جو محتاج علیہ ہین بہم پہونچانے پڑتے پھر اپنے تئین ہر ایک اشغال مذکورہ مین مصروف رکھنا
ضرور ہوتا یہانتک کہ غذا و لباس و مسکن اوسکے موجود ہون تو بے شبہہ جب تک اسباب
تیار ہون بے غذا و لباس و مسکن کے رہنا اور سبب اوسکی ہلاکت کا ہوتا بلکہ اگر اپنی ساری عمر
ایک صنعت مین ان صنعتون سے صرف کری اتنک عہدہ بر انہو سکے ولیکن جب مجتمع ہون
تو اور ایک دوسرے کی کمک و اعانت کری اور ہر ایک شخص ایک ایک کام مین مشغول رہے
اور معاونت و معاوضت مین عدالت کی راہ پر چلین تو اسباب معاش بخوبی منتظم اور احوال
اشخاص کے درست اور سلسلے نوع کے باقی رہین اور جو ضرکہ اس معنی کی طرف اشارہ
کرتی ہی وہ مضمون اس نقل کا ہی کہ جب حضرت آدم علیہ السلام دنیا مین آئے ہزار کام
کرتے تب روٹی پکے تیار ہوتی اور ہزار وایک کام سے سروہوتی حکیمون نے کہا ہے

کہ ہنر اسا ایک کام چاہیے تب کوئی ایک نوالہ موخفہ مین اوٹھا سکتا ہی اور جب کہ اون کے
کامون کا بندوبست لگ و معاونت پر موقوف ہی تو حکمت بالغہ آلہی یہ چاہی کہ گروہ خلائق
ارادہ اور طبیعت مین مختلف رہین تا ہر کوئی جدی جدی صنعت اور ہمہ کی طرف قصد اور اوسکا
تکمیل کی سعی کرے اسلیے کہ اگر سب کوئی قصد مین برابر ہوتے اور ایک ہی پیشے مین اشتغال
کرتے باقی پیشے بیکار رہجاتے اور سبب اختلال کا ہوتا اسیطرح اگر فقر و غنا مین سب
مساوی ہوتے کوئی کسیکی معاونت نکرتا اسلیے کہ اگر سب محتاج ہوتے تو خدمت کے
مقابل کسیکو توقع نفع کی نرہتی اور اگر تمام دولتمند ہوتے تو اپنی اپنی استغنائی کے سبب
کوئی کسیکی خدمت نکرتا پس جب اختلاف ہمم کے سبب ہر ایک کو ایک ایک ہنر لائق ہے
اور اوسکی تکمیل کی کوشش کرے تو بمقتضاے اختلاف احوال کے ہر کسیکو کسی وجہ سے احتیاج
دوسرے کی طرف ہو پس لازم ہی کہ ہر ایک دوسرے شخص کے کام پر قیام کرے اور آپس کی
معاونت سے سبکے احوال جسطور پر ہی منتظم ہون اب ظاہر ہوا کہ انسان اپنے بنی نوع کی طرف
اجتماع مین محتاج ہی اوسیکو تمدن کہتے ہین اور وہ مشتق مدینے سے ہی یعنے شہر کے درمیان
اکٹھا ہونا اور مراد مدینے سے یہان بنا اور دیوار نہین بلکہ اوس قیاس پر ہی جو تدبیر منزل مین
کہا ہی یعنے اجتماع عوام کا اس وضع پر جو موجب انتظام امور کا ہو سکے اور یہی معنے اوس
قول کے ہین جو حکیمون نے کہا ہی الانسان مدنی بالطبع یعنے محتاج اسکا ہی کہ اپنی طبیعت کی اقتضا سے
اجتماع مخصوص پر مجتمع ہو جسکو تمدن کہتے ہین اور جب کہ طبیعتون کی خواہشین گوناگون اور
سب کوئی اپنی طلب نفع کے ساتھ عادی ہین پس اگر اونھین انکی طبیعت پر چھوڑین اور
کوئی کسیکی اعانت نکرے تو باہم یاری کرنی اونکی متصور نہو اسلیے کہ ہر کوئی اپنے نفع کے خاطر
دوسرے کے ضرر کا قصد کریگا اور آپسمین لوٹ مار چھینا چھانی مار کٹ مار اخون خرابا کرینگے
تو ایسی ایک تدبیر چاہیے کہ ہر ایک کو اوسکے حق پر راضی رکھے اور ظلم و ستم کے دست کوتاہ
ہون اس تدبیر کا نام سیاست علمی ہی اسباب مین بھی جیسے عدالت کے باب مین کہا ہی
ناموس اکبر اور حاکم اور دینار کی طرف احتیاج ہی پر صاحب ناموس وہ شخص ہو سکتا ہی کہ خدا کی
الہام و وحی سے اور دن پر فوقیت رکھتا ہو تو خدا کی بندگی اور معاملہ دنیاوی کے احکام میں

بسطور سے کہ سبب صلاح معاش ومعاد کا ہو مقرر کرے حکیم اس شخص کو صاحب ناموس کہتا ہے
اور اوسکے احکام کو ناموس اور متاخرین کے عرف مین نبی اور شارع اور اوسکے احکام کو شریعت
افلاطون نے اونکی شان مین کہا ہے کہ وے لوگ بڑے قوت والے اور غالب ہین یعنے قوت
علمی اور عملی مین اوروں سے ممتاز ہین اسلیے وے غیب کے اسرار پر الہام آلہی سے واقف ہوتے
اور عالم کون وفساد مین بخوبی تصرف کر سکتے ہین اور ارسطاطالیس نے اونکی شان مین کہا ہے
کہ وے لوگ ایسے ہین کہ خدا کی مہربانی اونپر بہت ہی ہے حاصل وہ شخص ہو جو تائید آلہی سے ممتاز ہو تو
اوسے افراد انسانی کی تکمیل کرنی اور اونکی مصلحت کے انتظام کرنے کی قدرت ہو حکما اس
شخص کو بادشاہ علی الاطلاق کہتے ہین اور اوسکے احکام کو صناعت ملک واری کی متاخرین
اوسے امام اور اوسکے فعل کو امامت کہتے ہین اور افلاطون اوسکو مدبر عالم کہتا ہے اور ارسطاطالیس
نے اوسکو انسان مدنی کہا ہے یعنے وہ آدمی جو امور ملکی بخوبی انجام دے سکے جب کہ گروہ خلائق
کی مصلحت کا سررشتہ ایسے عالی مقدار کے کف کفایت مین ہو تو بے شبہہ انواع امن وبرکت کے
اہل بلاد اور کافۂ عباد کو پہونچے جیسے اس زمان خجستہ آوان مین لطائف تدبیر پروردگار نے
بموجب اسکے کہ کمان اسکے بانیوالے کو دیا چاہیے زمام مصالح ایام کی بادشاہ کامگار کے
قبضۂ اقتدار مین رکھی کہ اوسکی عدالت کے دبدبے نے آوازۂ عدل نوشیروانی کو پست کر دیا
اور اوسکی عطوفت کی برکت نے ونکے زخم کو جو حوادث کے تیر سے چھد گئے تھے مرہم
سازگار بنایا اور مدبر عدل نے اوسکے گرگ کو شبانی سکھلائی اور دزد کو پاسبانی اوسکی
ریاست کے دور مین سوا گل سوری کے کسیکو گریبان دریدہ نہ دیکھا اور نالہ بزار بغیر مرغان
چمن کے کسی سے نہ سنا اور اوسکی مہربانی نے مراسم عدل کے زندہ کرنے مین خاصیت
انفاس عیسوی کو ظاہر کیا اور عدل نے اوسکے ظلم ظالم کے دفع کرنے کے لیے آفتاب کو
ید بیضا دکھایا اوسکی عدالت کے عہد مین فتنہ بغیر چشم معشوقون کے نہ دیکھہ سکیے وہ بھی خونریز
اور آشوب بدون زلف خوبون کے نپا سکیے وہ بھی پیچ وتاب مین امید کہ خورشید اقبال اوسکا
قیامت تک آسیب زوال اور کسوف وبال سے محفوظ رہے مدبر عالم کو پہلے چاہیے کہ احکام
شریعت کے حفظ کا استحکام کرے اور تصرف جزویات امور کا بحسب مصلحت وقت کے جسو جہ پر

موافق قواعد کلیہ شرعی کے ہواوسی کے اختیار مین رہی ایسا شخص حقیقت کی روسے ظل اللہ
اور خلیفۃ اللہ اور نائب نبی ہوتا ہی جیسے طبیب واقف کار حفظ اعتدال مزاج انسان کا کرتا ہے
اوسے بھی لازم ہی کہ مزاج عالم کی صحت کو جسے اعتدال حقیقی کہتے ہین نگاہ رکھے اور جب اوس مین
اختلال راہ پائے اعتدال کی طرف لائے پھر وہ شخص حقیقت مین طبیب عالم ہی اور اوسکی صناعت سے
طب کلی کی اور جیسے اعضا بدن انسانی کے اپنے باقی رہنے مین ایک دوسرے کا محتاج ہے
مثلاً جگر محتاج دل کا روح حیوانی اور قوت زندگانی مین ہی اور دل محتاج جگر کا ہی روح طبیعی اور
تغذیہ مین اور وہ دونون محتاج دماغ کے ہین روح نفسانی اور قوت حسی مین اور دماغ محتاج اون
دونونکا ہی حیات و تغذیہ مین اسیطرح سے اجزاے نفسانی بھی محتاج ایک دوسرے کا ہی لقا مین
پس تمام و کمال ہر ایک شخص کا دوسرے سے حاصل ہوتا ہی اسلیے اپنے بنی نوع کے ساتھہ
باہم مدد کرنیکے طور پر آمیزش ضروری ہی وگرنہ عدالت کے قاعدے سے منحرف اور ظلم کے
نشان مین متصف ہون اور جب کہ ایک گروہ ایسا جو آدمیون کی صحبت سے کنارہ کرتا اور
بیگانہ رہتا ہی اور بنی نوع کی معاونت سے کلیا احتراز کرتا اور اسباب معیشت کا بار اورون کے
سر پر رکھہ دیتا ہی اور اسکو زہد جانکر افضیلت قرار دیتا ہی حالانکہ یہ حالت محض جور ہی اسلیے کہ وہ
لوگ کھانے کپڑے اور آدمیون سے لیتے ہین پر اوسکے بدلے کچھہ اونھین نفع نہین پہونچاتے
اور اوسکی قیمت بھی نہین دیتے اور جب عدم اسباب کے واسطے افعال رذیل اون سے
سرزد نہین ہوتے عوام الناس اونکو اہل فضیلت نہین سے قیاس کرتے ہین لیکن یہ نہایت
خطا ہی اسلیے کہ عفت نہ ترک شہوت سے ہی بلکہ عدالت کی وجہ سے اور عدالت یہ نہین جو کسیکو نہ کچھہ
اسپر ظلم نکرے بلکہ معاملات مین آدمیون کے ساتھہ انصاف و انتصاف کے طریق پر چلے ابوالحسن
عامری کہتا ہی کہ قصہ خوان اون لوگون سے بھی بدتر ہین اسواسطے کہ باوجود اسکے جو وے آدمیون سے
توقع منفعت کی رکھتے اور اون سے مال بھی لیتے ہین لیکن کچھہ نفع اونکو نہین پہونچاتے ہین
بلکہ اونھین ایذا دیتے ہین اسلیے کہ جھوٹھی باتون سے اونکو فریب دیکر اونکی اوقات ضائع کرتے
اور فضیلت کی تحصیل سے باز رکھتے ہین اور معاونت عدالت کے طور پر اوسوقت میسر ہو
کہ جب اوسکے قاعدے سے مطلع ہون پر اوس سے خبردار ہونا بے پہچانے اس علم کے قوانین کے

سہل نہین ہی پس ہر ایک شخص کو اس علم کا سیکھنا بہت ضروری ہی تو معاملات و معاشرات انکا
عدالت کے طریق پر متحقق ہو علی الخصوص بادشاہون کو جو سابق مذکور ہوا کہ وہی مزاج عالم کے
طبیب اور امور بنی آدم کے مدبر ہین اور یہ علم عبارت ہی اون قاعدون سے جو متعلق عوام الناس
کی مصلحت پر اسطور سے ہو کہ بسبب تعاون کے متوجہ ہون کمال حقیقی کی طرف دوسرا لمعہ
محبت کی فضیلت مین جب کہ معلوم ہوا کہ کمال افراد انسانی کا اجتماع و تآلف پر موقوف ہی
اور وہ بغیر محبت و الفت کے متصور نہین اور باوجود علاقہ محبت کے احتیاج عدالت کی
نہین جیسے آگے ذکر ہوچکا پس محبت افضل عدالت ہی اسواسطے کہ وہ ایک وحدت شبیہہ
طبیعی کی اور عدالت شبیہہ ہی صناعی کی اور تحقیق ہوچکی ہی کہ طبیعی مقدم صناعی پر ہی اور جب محبت
چاہتی ہی کہ دوئی کا علاقہ درمیان سے اوٹھاوے تو اوسکے ساتھ احتیاج عدالت کی نرہی
انصاف لغت مین دو ٹکرے کرنا ہی یعنے جو چیز کہ آدھون آدھ جھگڑے کی ہی اپنے اور شریک کے
درمیان دو حصے کر لیوی یہ معنی فرع ہی کثرت کی پر جسوقت علاقہ اتحاد کا مستحکم ہو تو احتیاج اوسکی
نہین رہتی قدیم حکیمون نے کہا ہی کہ اقوام موجودات کا محبت سے بنا ہی اور کوئی وجود یک گونہ
محبت سے اسطور پر نہین خالی ہو سکتا ہی جو حقیقت مین اوسکی وحدت نہو اسیواسطے کیفیات جسمانی
متضادہ مین جیسے حرارت و برودت ہین مثلاً انہزام ہر ایک کا اوسکے ضد سے محسوس ہوتا ہی
اور جمادات و نباتات کی طبیعتوں مین بطور دفع مزاحم کے دکھائی دیتا ہی اور عناصر مین میلان اونکا
طبیعت کی گرد آوری سے مشاہدہ کیا جاتا اور افلاک مین وہ خود حرکت دوری ارادی کی
صورت ظاہر ہی جو مبدا اس حرکت کا عشق جوہر عقل کا ہی اور شوق توجہ اسکی طرف ہی جیساکہ
حکمت کے درمیان مقرر ہوا ہی اور بسبب خفا و ظہور انوار محبت کے موجودات کے مراتب
نقص و کمال مین اختلاف ظاہر ہوتا ہی اسلیے کہ محبت جو ہی تو وحدت کا ہی مقتضا ہی بقا و کمال کا
اور غلبہ جو فرع ہی کثرت کا مورث ہی نقص و اختلال کا اور حکیمون کے فریق سے اس فرقے کو
اہل محبت و غلبہ کہتے ہین چنانچہ سابق مذکور ہوا اور دوسرے حکیم کہتے ہین کہ محبت تمام ممکنات مین
ساری ہی جب کہ گذرا ابیت سر حب ازلی پہلے ہی دلمین ساری ؛ ورنہ پھر گل کے لیے
کرتی نہ بلبل فریاد ؛ اور متاخرین کی اصطلاح مین محبت ایسے مقام مین جہان عقل نا پہنچا

اطلاق نکرین عناصر کے میلان کو جو اونکے حیز طبیعی کی طرف ہی اور مرکبات کے آپس کے شوق و اشتیاق کہتین بسبب تناسب مزاجی کے جیسے آہن و مقناطیس کے درمیان اور اونکے تباعد کو ایک دوسرے سے واسطے تباین مزاجی کے جیسے سنگ باغض الخل اور سرکے اور سوا اونکی مثالون مین ہی جب اور بعض نہین کہتے بلکہ اوسے میل و ہرب کہتے ہین اور بیزبان حیوانون کی موانست و منافرت کو الفت و نفرت کہتے ہین اور نوع انسانی کے بیچ محبت دو نوع پر ہی ایک طبیعی جیسے محبت مان کی فرزند سے دوسرے ارادی جیسے الفت شاگرد کی استاد سے اور محبت ارادی کی چار نوع ہین اول یہ کہ جلد پیدا ہوتی اور شتاب زائل ہوتی ہے دوسرے وہ جو بدیر ہوا اور دیر رہے تیسرے وہ جو بدیر ہوا اور جلد جائے چوتھے وہ ہی جو شتاب آئے اور دیر جائے اسلیے کہ سبب اس محبت کا فقط لذت ہی یا فقط نفع یا کہ فقط خیر یا مرکب انسے پر لذت سبب اس محبت کا ہی کہ جلد پیدا اور فوراً زائل ہو اسلیے کہ لذت جیسے بسہولت حاصل ہوتی ویسے بسرعت جاتی رہتی ہی اور نفع واسطہ ہی اوس اتحاد کا کہ دیر سے حادث ہو اور شتاب تغیر نا پائے اسواسطے کہ نفع مشکل سے حاصل ہوتا اور آسانی سے جاتا رہتا ہی اور خیر منشا ہی اوس محبت کا کہ جلد ہو اور بدیر جائے پر جلد ہونیکا سبب یہ ہی کہ درمیان اہل خیر کے مناسبت روحانی ہی اور دیر جانیکی جہت اتحاد حقیقی جو لازم خیر کا ہی پہ مرکب سبب ہی اوس محبت کا جسکا علاقہ دیر بند ہی اور دیر کھلے اسلیے کہ اجتماع نفع و خیر دونون حالت کو چاہتا ہی اخلاق ناصری مین یہ تقریر اسیطور سے مذکور ہی اور نظر دقیق یہ چاہتی ہی کہ مرکب لذت و نفع سے انعقاد مین متوسط اور انحلال مین سریع اور مرکب لذت و خیر سے انعقاد مین متوسط اور انحلال مین بطی ہی اور مرکب نفع و خیر سے انعقاد و انحلال دونون صورتون مین متوسط ہی اور اون احکام کا سبب بعد لحاظ کرنے اونکے مقتضاے اجزا کے ظاہر ہو سکتا ہی اور اللہ تعالیٰ وانا تر ہی جانا چاہیے کہ محبت صداقت سے عام ہی اسلیے کہ محبت بہت لوگون کے درمیان ہو سکتی ہی اور صداقت اوس سے کمتر پر عشق سب سے خاص ہی اسلیے کہ ایک دل مین دو شخص کا عشق گنجائش نہین کر سکتا جو عشق کہ افراط کے ساتھہ ہو جہت اوسکی طلب لذت ہی یا طلب خیر ولیکن پہلا عشق مذموم ہی سابق تعبیر اسکی عشق بہیمی سے کیگئی ہی اور دوسرا عشق محمود بیان اوسکا

عشق نفسانی

عشق نفسانی سے ہو چکا حکیمون نے کہا ہی کہ نفع کو نہ استقلال کے طور پر اور نہ مداخلت کی وجہ سے
کسی صورت سے عشق مین دخل نہین ہی جوانون کی صداقت کا منشا بیشتر لذت ہی اور جب کہ
لذت سریع الزوال ہی تو اونکی صداقت بھی محل تبدیل مین ہی اور پیر مردون اور اہل تجارت کی
صداقت کا سبب فقط نفع ہی اسیواسطے انکی دوستی کو امتداد ہوتا ہی اور دانا ؤن کی صداقت
کی جہت محض خیر ہی اور جب کہ خیر ایک امر ثابت غیر متغیر ہی تو مودت اونکی تغیر وزوال سے
محفوظ رہتی ہی اور جسوقت کہ بدن انسانی طبائع مختلفہ سے مرکب ٹھہرا پھر جو لذت جسمانی ایک
طبیعت کے موافق ہو دوسرے کا مخالف ہی اور اسیواسطے لذت جسمانی شایبہ الم سے خالص
نہین ہوتی اور جب کہ نفس انسانی جوہر بسیط اور لوث تضاد سے منزہ ومبرا ہی تو جو لذت کہ اوسکی
جوہر ذات کو ہو خالص ہو سکتی وہی لذت حکمت ہی اور جس محبت کا سبب اسی قسم کی لذت ہو
وہ باقی مراتب محبت سے عام ہی اسے عشق تام اور محبت الٰہی کہتے ہین ارسطاطالیس افلیطس
سے نقل کرتا ہی کہ مختلف چیزون کے بیچ التیام وتالف تام ہو نہین سکتا لیکن متشاکل چیزین
باہم مشتاق ہوتی ہین اور اسکی شرح مین کہا ہی کہ جب جواہر بسیط آپسمین متشاکل اور باہم مشتاق
ہین ہر آئینہ انکے درمیان تالیف روحانی اور اتحاد معنوی حاصل ہو اور مباینت مرتفع ہو جائے
اسلیے کہ علاقہ تبائن مادیات کے لوازم سے ہی اور انین اس نوع کا تالف ممکن نہین پھر انکے
بیچ اصل وحقیقت کا ملنا کسطرح متصور ہو بلکہ نہایتون اور سطحون مین ہو سکتا ہی اس سے اور
اس اتصال سے بہت فرق ہی اور جب کہ نفس انسانی جوہر بسیط ہی جسوقت کدورت جسمانی سے
پاک ہو اور لذات طبیعی کی محبت پر محو ہو جائے تو بحکم مناسبت کے عالم قدسی مین منجذب ہو
اور بینائی کی آنکھون سے جمال شاہد حقیقی کا مشاہدہ کرے ہی اور اپنی ہستی کو پروانہ کی مثال شمع
تجلیات الٰہی پر فدا کردے تب وحدت کے مقام مین جو نہایت مقامون کی ہی پہونچے یہ مرتبہ
حق الیقین کا ہی اس رہنے والے کو بدن کے ساتھ علاقہ رکھنے اور نہ رکھنے مین چندان فرق
نہین ہی اسلیے کہ استعمال قواے بدنی کا جمال حقیقی کے مشاہدہ سے باز نہین رکھتا اور اور ونکو
جو سعادت عاقبت مین مترقب ہی اوسکے تئین اسی عالم کے بیچ حاصل ہوا بیات وہ کام
آج کر کہ ہو بینا تری نظر ہو حیران رہی جمال حقیقی پہ یہ بصر ہو افسوس شرم آنکھون مین تیرے نہین رہا

بیٹھا ہی لیں عیدمین فردا کا منتظر ÷ لیکن تعلق بدنی سے چھوٹنے کے بعد یہ سبب اوسکی لذت کے کچھہ دغدغہ باقی رہجاتا ہی اسلیے کہ ہر چند اس عالم مین بینائی کے نور سے اسما و صفات کے دقائق پر مطلع ہو کر وحدت ذات کو مشاہدہ کرے پر شہوت اثنینیت کے شائبے سے جو مقتضا عالم تعلق کا ہی خالی نہین ہوسکتا اور بے مزاحمت رقیبون کے خاطر جمعی سے تمام وکمال مشاہدہ کرنا بغیر خلوتخانہ تجرد کے میسر کہان اسیواسطے ہمیشہ رفع حجاب کا امیدوار ہو کر زبان حال کو اس مقال سے مترنم رکھا چاہیے **ابیات** غبار تن کا مرے ہی حجاب چہرۂ جان ÷ خدا کرے کہ مین اس چہرے سے نقاب اوٹھاؤن ÷ نہ یہہ قفص ہی سزاوار مجھہ خوش الحان کا ÷ ارم کا طائر قدسی ہون اوس چمن مین جاؤن ÷ اور یہ محبت مراتب عشق کی نہایت اور کمال مطلق اور ذروۂ مقامات خدا ترسون کا ہی ÷ **بیت** جو کچھہ کہ ہی سو ہی عشق کہتا ہون اور کہا ہی ÷ دکھلاوے عشق تجکو باغ وصال جانان ÷ بعد اسکے محبت باہمدیگر اہل خیر کی ہی اسلیے کہ جب غایت اس محبت کی نیکی ہی تو خلل اوسکی طرف ہرگز راہ نہین پاتا بخلاف اور محبتون کے اسلیے کہ تھوڑے عارضے سے وہ محل زوال کے ہون چنانچہ مضمون اس آیۂ کریمہ کا جسکے معنے یہ ہین کہ دوستون مین سے آج کے دن بعضا بعضے کا دشمن ہی سوا متقیون کے خبر اوسکی دیتی ہی پر جو محبت بسبب منفعت یا لذت کے ہو خواہ بد لوگون یا نیکون مین وہ سریع الزوال ہوتی ہی چنانچہ سابق بیان ہو چکا اور کبھی ہوتا ہی کہ سفر مین ایک ساتھہ رہے اور سختیون کے سبب یہ دوستی پیدا ہو جیسا کہ کشتی اور خشکی وغیرہ مین اور سر اوسکا یہ ہی کہ انسان بالطبع مائل انس کا ہی اسی سبب اوسکو انسان کہتے ہین اور جب کہ انس طبیعی خواص انسانی ہی اور کمال ہر ایک شی کا اوسکی نوع کی خاصیت کے ظاہر ہونے مین ہی پس کمال انسان کا اپنے بنی نوع کے ساتھہ اس خاصیت کے ظاہر کرنے سے ہو اور یہ خاصیت مبدا اوس محبت کی ہی جو مقتضا تمدن و تالف کا ہی اور ساتھہ اوسکے کہ موافق حکم عقل کے مستحسن ہی شرع مین بھی اسباب اسکے لیے مبالغہ عظیم فرمایا ہی اسیواسطے حکم کیا ہی کہ ہر روز پانچ وقت نماز جماعت کے ساتھہ ادا کرین تا اہل محلہ اس اجتماع کی برکت کے سبب موانست کے زیور سے آراستہ ہون پھر فرمایا ہی کہ سب اہل موضع ہر ہفتے مین ایک مرتبہ ایکجگہ مجتمع ہون اور نماز جمعے کی جماعت سے ادا کرین تا موانست اونکے درمیان حاصل ہو پھر حکم کیا ہی کہ ہر سال دو بار روستائی اور

اہل شہر میدان وسیع مین جمع ہون اور نماز عیدین کی پڑھین تو اونکے درمیان اجتماع کے سبب
الفت پیدا ہو بعد اوسکے سب اُمت کے تئین ساری عمر مین موقف حج کے درمیان ایکبار جمع ہونے
کے لیے فرمایا اور اوسکو ایک وقت معین مین مقرر نہ کیا ہی تا موجب ہرج کا نہو حکمت اسکی
یہ ہی کہ جمیع افراد اُمت کے بیچ موانست حاصل ہو اور اوس سعادت سے جو اہل محلہ اور شہری
اور بادشاہی لوگون کو حاصل ہی محظوظ ہین اور اس موقف کو بقعے کے درمیان جو مقام صاحب
شریعت کا ہی مقرر فرمایا تا اس مقام کا دیکھنا صاحب شرع کی یاد اور اوسکی زیادہ محبت و تعظیم
کرنیکا سبب ہو اسلیے کہ شریعت مین بے شبہہ اوسکے احکام کا اعتقاد کرنا نافع ہی ان امرونکے
ملاحظہ کرنے سے معلوم ہو جو صاحب شرع کی غرض اوس سے تحقیق کرنا الفۃ وحدت کا اور
اوٹھا دینا شبہۂ کثرت کا بقدر لائق کے ہی بلکہ احکام شریعت کے تمام مرتبے مین شل اوس
غرض کے ملحوظ ہی اور جیسے نبیون کی دعوت کرنی علم توحید کی جہت سے ہی عمل کے رو سے
بھی توحید کی طرف رجوع کرتی ہی یہین سے ہی کہ نماز جماعت کی فضیلت مین وارد ہی کہ وہ
ستر بار منفرد کی نماز سے بہتر ہی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ مینے چاہا کہ آتش روشن کرون
تا جو کوئی نماز جماعت کو نہ آوے اوسکے گھر مین آگ لگاوون اور اسی قسم سے وہ ترغیب و ترہیب ہی
جو جمعے اور عیدین اور حج کی نماز مین وارد ہوئی تتمۂ احکام محبت وہ ہی کہ اللہ تعالی کی محبت کو سوا
اور محبت کا سبب لذت و نفع ہی اور زوال کی مداخلت سے خالی نہین پس ممکن ہی کہ دونون
طرف سے ایکبارگی زائل ہو جاسے اور جائز ہی کہ ایک جانب سے زائل ہو اور دوسری جانب
باقی رہی اور جب سبب محبت کا ایک طرف سے لذت اور دوسری طرف سے نفع ہو اوس
محبت مین اختلاف سبب کے جہت شکائت بہت سے واقع ہو جیسے محبت مطرب اور
مستمع کی ہی مستمع گانے والے کو واسطے لذت کے پیار کرتا اور مطرب سننے والے کو نفع کے
سبب چاہتا ہی اور محبت عاشق و معشوق کی اسلیے کہ عاشق اپنے معشوق کو فرحت کے لیے
پیار کرتا او معشوق فائدے کے واسطے اس دوستی مین شکائت ہونیکا سبب یہ ہی کہ لذت کا
چاہنے والا جلدی کرتا اور نفع کا ڈھونڈھنے والا اپنے مطلب کے حاصل ہونے پر موقوف
رکھتا ہی پھر موافقت اونکے بیچ کم متصور ہو اسیواسطے عشاق ہمیشہ شاکی او مظلوم رہتے ہین

لیکن حقیقت مین وہی خود طالب ہین اسلیے کہ وہ دیکھنے کے مزے اور وصل کی لذت کو ثبات چاہتے
اور اوسکے بدلے نفع ہوتا ہے نہین دیکھتا ہین اس قسم کی دوستی کو محبت لوّامہ کہتے ہین یعنے
ملامت کے قریب اور جو محبت کہ درمیان بادشاہ و رعیت حاکم و محکوم غنی و فقیر مالک و مملوک کے ہی
وہ بھی بجہت اختلاف اسباب کے طرفین کے شکوے سے خالی نہین اسلیے کہ ہر ایک اپنے
صاحب سے کچھہ طلب کرتا ہی جو اکثر اوقات مین نہین ملتا اور مطلب کا ہاتھہ نہ آنا بے شبہہ سبب ملال کا
ہوتا ہی جو مادہ شکایت کا ہی لیکن بدون عدالت کے جو مستلزم رضامندی کا بقدر استحقاق کے ہی
یہ فساد مرتفع نہین ہوتا پر محبت نیکو نکی جب کہ منشار اوسکا ارتباط روحانی و اتحاد جانی ہی عوارض نفع
و لذت سے اور مقصود اونکا فقط خیر ہی ہی تبدل کو اوسمین کچھہ دخل نہین اور مخالفت و منازعت کے
شایبے اور ملامت کے عائقے سے خالی ہوتی ہی اور معنے اوسکے ہین جو حکیمون نے کہا ہی کہ دوست
تیرا وہ شخص ہی جو حقیقت مین تو اور ظاہر مین تیرے غیر ہو پر یہ کبریت احمر کی مثال نایاب ہے
شیخ ابو علی سینا نے رسالہ طیر کے مطلع مین اس قسم کی دوستی کے کمیاب ہونیکا مبالغہ کیا ہی
اسلیے کہ اکثر آدمی کو حقیقت غیر سے اطلاع نہین اور محبت اونکی لذت یا منفعت پر مبنی ہی
پھر جسکے تابع عوارض پر ہو بسبب عوارض کے زائل ہو جائے اکثر بادشاہون کی محبت رعیتون کے
ساتھہ اس جہت سے ہے کہ وہ رعایا کے لیے منعم و مفضل ہین اور بے شبہہ منعم منعم علیہ کو
دوست جانتا ہی محبت باپ کی فرزند کے ساتھہ اس جہت سے ہی کہ اوسپر حقوق رکھتا ہی
وہ بھی اسی قسم سے ہی پر دوسری وجہ سے اوسکی محبت فرزند سے ذاتی ہی اسواسطے کہ اوسی
اپنے برابر جانی اور اوسکی صورت کو نتیجہ حیات کا خیال کرکے اوسکی شکل کو وجہ فطرت پر ثبت
کرلے فی الواقع یہ نیک تصور ہی کیونکہ باپ اوسکے پیدا ہونیکا سبب صوری ہی اور وہ اوسکے
بذکا خیر اور خلق اور خلق مین اوسکے برابر ہی اسیواسطے باپ خود جس کمال کو چاہتا ہی فرزند کیلیے
بھی اوسکی خواہش کرتا بلکہ چاہتا ہی کہ فرزند اوسسے بہتر ہو اور اپنے سے فرزند کے لائق ہونے
خوش ہوتا اور فرزند کی فضیلت اپنے اوپر اس قسم سے حساب کرتا ہی کہین کہ اب وہ خود
اکمل ہی اوس سے جو سابق تھا جیسے اسبات سے خوش ہوتا ہی فرزند کی تفضل سے بھی
خوش ہوتا ہی سوا اسکے فرزند کی محبت کے لیے ایک سبب دوسرا ہی کہ باپ اپنے تئین

اوسکا منعم اور مفضل گمان کرتا ہی جیسا سلطان و رعیت کی مثال مین بیان کیا گیا جسقدر نسبت اوسکی
زیادہ کرے یہ محبت بیشتر ہو دوسری وجہ یہ ہی کہ اسکے وسیلے سے توقع مطالب و مقاصد کی
رکھتا ہی اور اسکی ہستی کو بعد اپنے بقاے ثانی جانتا ہو یعنے اگرچہ اکثر باپ کو تفصیلاً علم
نہین ہوتے لیکن ایک نوع شعور اسکا اجمالاً رکھتا ہی تشبیہ اسکی یہ ہی کہ جیسے کوئی کسی صورت کو
پردے کے بیچ مشاہدہ کرے محبت اور اوسکے غیر کے حاصل ہوتے ہین اس قسم کا علم
کافی ہی اور فرزند کی محبت باپ کے ساتھ اوسکی محبت سے کمتر ہی اسلیے کہ وجود اوسکا اوسکے
وجود کا سبب اور اوس سے متاخر ہی اور ایک مدت کے پیچھے اس حال سے خبردار ہوتا
اسیواسطے جب تک باپ کو نہ دیکھے اور ایک مدت اس سے انتفاع نہ اوٹھاے محبت
اوسکی حاصل نکر سکی اسیواسطے شریعت کے درمیان فرزندون کو والدین کی محبت کیلیے
اور اونکے حق کی رعایت کرنے کو حکم کیا ہی برعکس کے پر بھائیون کی دوستی باپ بیٹے کی
محبت کے درجے سے کمتر ہوتی ہی اسلیے وے کہ رتبے اور وجود کے سبب مین مشارک ہین
اور مشارکت منازعت سے خالی نہین ہوتی بعضے حکیمون سے پوچھا کہ بھائی بہتر ہی یا دوست
بولا کہ بھائی جب کام آوے کہ اگر دوست ہو اور چاہیے کہ بادشاہون کی محبت رعایا سے محبت
پدری کے مثال ہو اور اونکے ساتھ شفقت اور مہربانی کا طریق مرعی رکھے اور رعیت کو لازم ہی
کہ اطاعت و انقیاد و اخلاص کی راہ پر چلے اور اوس بادشاہ دانا کا اقتدا کرے اور ظاہر و باطن مین
کسی صورت سے اقدام اسکا نکرے جو سلطان کی عظمت شان کے لائق نہین ہی اور جو چیز کہ اسکو
میسر ہی اوس سے خدمت اسکی واجب جانے چنانچہ بزرگون نے کہا ہی کہ سب آدمیون کو چاہیے
کہ بادشاہ عادل کے لشکری ہون تا باغیون مین سے نہون اور جو ظاہرا خدمت اوسکی نہو سکے
تو بتہ دل سے دعا کی مدد کرین اسمین بھی وے اوسکے لشکریون کے شمار مین داخل ہو سکین
اور چاہیے کہ رعایا آپسمین بھائیون کی مثال ایک دوسرے کا مہربان اور وجہ معاش کا مدد رہے
اور باندازہ استحقاق اپنے حق کو لے تا فضاے زمین و زمان ہدایت کے نور سے روشن
اور عرصہ جہان مہربانی و الفت کی برکت سے مثال گلشن ہی اور جو اسوجہ پر نہو تو آئین سلطنت کا
ٹوٹ جاے اور مصلحت کا انتظام جلد منتشر ہو ہم اس سے خدا کی پناہ مانگتے ہین تا اوسکے سبب سے ہم

سکتنے مراتب مین پہلا محبت خداوند تعالی کی کہ منبع نیکیون کا اور معدن کمالون کا ہی یہ محبت حقیقۃ سواے اوس عارف ربانی کے جو بقدر طاقت کے صفات جمال اور قوت جمال الہی پر مطلع ہو حاصل نہین ہوتی ہے اسیلیے کہ بے حصول معرفت کے محبت متصور نہین اور جو کوئی بدون علم و معرفت کے محبت الہی کا دعوا کرے وہ جاہل مغرور ہی اور حضرت پیغمبر خدا صلوۃ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کا مضمون یعنی اللہ جاہل کو کبھی دوست نہین رکھتا ہی مرتجا اوسکو جھوٹھا بنانا ہی چاہیے کہ یہ محبت باقی مراتب سے اعلی ہو اسواسطے کہ اور مرتبہ کو اوسکا شریک ٹھہرانا محض شرک ہی دوسرا مرتبہ محبت والدین کی ہی کہ وے اوسکی ہستی کا سبب صوری ہین یہ مرتبہ بعد اوس مرتبے کے ہی اور کسی محبت کو یہ رتبہ نہین ہی مگر چاہیے کہ شاگرد کی محبت استاد کے ساتھ اس سے بھی موکد ہو اسواسطے کہ اگر باپ اوسکے وجود و تربیت جسمانی کا سبب قریب ہی لیکن معلم سبب ہے اوسکے کمال و تربیت روحانی کا اور اسی صورت انسانی مین لاتا ہی بلکہ حقیقت مین اوستاد پدر روحانی ہے پس جسطرح روح کیتئین جسم کے اوپر شرافت ہی اسیطرح سے اوستاد کو باپ کے اوپر پس محبت ماں کی موجد حقیقی کی محبت سے فروتر اور باپ کی محبت سے بالاتر ہی سکندر سے پوچھا کہ تو باپ کو چاہتا ہے یا اوستاد کو بولا کہ اوستاد کو اسلیے کہ باپ سبب ہی حیات فانی کا اور اوستاد وسیلہ ہی جاوید زندگانی کا اور حدیث مین وارد ہوا ہی کہ تیرے باپ تین قسم کے ہین جس سے تو پیدا ہوا اور جسنے تجھے علم سکھایا اور جسنے تجھے بیٹی دی پر اونمین بہتر وہ ہی جسنے تیرے تئین علم سکھایا اور حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہی کہ جسنے مجھے ایک حرف سکھایا پس بے شبہہ اوسنے میرے تئین غلام بنایا اور جب محبت اوستاد کی اس مرتبے سے موکد ہی تو محبت صاحب شرع کی جو ہادی حقیقی اور مکمل اول ہے بعد محبت حق سبحانہ تعالی کے سب محبتون سے موکد ہو اسواسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ کوئی تم مین سے مومن نہین ہو سکتا جب تک کہ اللہ کو اپنے اور اپنے اہلخانہ اور اپنے فرزند سے زیادہ تر نچاہی بعد محبت صاحب شریعت کے دوستی خلفاء راشدین کی جو آیمہ دین اور ایوان یقین کے مصباح اور ابواب ہدایت کے مفتاح ہین موکد جانی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ جسنے دوست جانا میرے اصحابون کو پس وہ دوست جانتا ہی میرے تئین مین دوست جانون اوسکو اور جسنے بغض رکھا میرے یارون سے پس وہ بغض رکھتا ہی مجھسے مین بغض رکھتا ہون اوس سے اور دوسری حدیث مین ہی کہ جسنے محبت کی عالمون سے پس

بے شبہہ محبت کی اوسنے مجھہ سے اور حدیث مین بھی آیا ہی کہ جسنے علما کی تعظیم کی اوسنے میری تعظیم کی
تیسرا مرتبہ رعایا کی محبت بادشاہ کے ساتھہ اور بادشاہ کی محبت رعایا کے ساتھہ اور بعضون
نے رعیتون کی محبت کو بادشاہ کے ساتھہ باپ کی محبت سے موکد کہا ہی یہ قول یقیناً محققون کے
نزدیک ہی اسلیے کہ بغیر سیاست سلطان کے باپ کو نفع پہونچانا متصور نہین ہی اور جیسے باپ
تدبیر بیٹے کی کرتا ہی بادشاہ باپ اور بیٹے دونون کی تدبیر کرتا ہی چوتھا مرتبہ دوستی آشنا و
شرکا کی اسطور پر کہ جو جس مرتبے کا ہو اوسکے رتبے کے لائق طریقہ آمیزش و اختلاط ملحوظ رکھے
اسلیے کہ رعایت حقوق مین خلل ڈالنا سبب ظلم اور موجب فساد کا ہی اور صداقت کی خیانت
اموال کی خیانت سے بدتر ہی اسواسطے وہ خیانت صفات روحانی کے طرف جو اشرف جوہر جسمانی سے
ہین رجوع کری ارسطاطالیس نے کہا ہی کہ محبت معشوق کی جلد جاتی رہتی ہی جیسے ملیح چیزین
جلد بگڑ جاتی ہین تو چاہیے کہ خالق و خلق کے ساتھہ طریق عدالت کا مسلوک رکھے اور ہر ایک سے
ایسی محبت جو حق اوسکا ہی حاصل کری اور مطابق اوسکے عمل مین لائے کہ خالق کے ساتھہ
طاعت و طلب مناسبت مین اور معشوق کے ساتھہ بطریق قربت کے پیغمبرون اور ائمہ دین کے
ساتھہ اتقیا و احکام اور مراعات تعظیم و حرمت مین اور سلاطین کے ساتھہ اونکی بزرگی اور
تابعداری مین اور والدین کے ساتھہ اکرام و خدمت گذاری مین اور ہر ایک عوام الناس کے
ساتھہ رفق و آمیزش مین حکیمون نے کہا ہی کہ محبت منعم کی منعم علیہ کے ساتھہ بیشتر اوسکے
عکس سے ہی اسلیے قرض دینے والا اور احسان کرنیوالا قرض کے لینے والے اور مانگنے
والے کو پیار کرتا ہی اور اپنی ہمت اوسکے باقی رہنے کے لیے مصروف رکھتا ہی ولیکن
قرض دینے والا جب کہ اپنے حق لینے کے لیے سلامتی قرض خواہ کی چاہتا ہی تو حقیقت میں
وہ اپنے مال کو دوست رکھتا ہی بخلاف دوستی محسن کے محسن الیہ کے ساتھہ اسلیے وہ
بلا توقع کسی منفعت کے اپنی اسے دوست جانتا ہی بلکہ اس جہت سے کہ وہ اوسکے
احسانکا قبول کرنیوالا ہی پر محسن الیہ کو اس قسم کی محبت اوسکے محسن کے ساتھہ نہو بلکہ وہ اونکو
بالذات اور محسن کے تئین دوست بالغرض جانتا ہی اور محسن سعی کرتا ہی کہ محسن الیہ کو
کسی وجہ سے نفع پہونچے پس یہ صورت شبیہ اس شخص سے رکھتی ہی جسلے دولت بیخ

ومشقت سے جمع کی ہو ہر آئینہ اوسے عزیز جانتا ہی اور اوسکے خرچ کرنے مین شرط احتیاط کی بجالاتا ہی بخلاف اس شخص کے کہ جسے بغیر محنت کے مال حاصل ہوا ور وہ کچھہ اوسکی قدر نجانے اور اوسکے صرف کرنے مین احتیاط نکرے اسواسطے مان اپنے فرزند کو باپ کی نسبت سے بہت چاہتی ہی اسواسطے کہ وہ فرزند کے لیے بہت سے دکھہ درد سہتی اور اوسکی پرورش مین بہت سی تکلیف اوٹھاتی ہی اور اسی قسم سے ہی شاعر کا عزیز جاننا اپنے اشعار کو اور عزیز اوسکا اس شعر کے سبب زیادہ دوسرون سے ہوتا ہی اور جب کہ محسن الیہ لینے والا ہی اور لینے مین کچھہ محنت نچاہیے تو بالضرور محبت اسکی محسن کے ساتھہ اس مرتبے مین ہنو پس ان مقدمات کے سبب محبت محسن کی محسن الیہ کے ساتھہ بیشتر عکس سے ہوگی ولیکن محبت کی قسمون سے بہتر وہ محبت ہی کہ منشا جسکا خیر اور کمال حقیقی ہو اسلیے کہ وہی لذت عقلی ہی اور جوہر نفوس کے ساتھہ اوسکا علاقہ ہی نہ عوارض کے ساتھہ اسی سبب سے اس محبت کے قاعدے اختلال کی علامت سے مامون و محفوظ ہین اور سعادت و نمیمہ کو اسمین دخل نہین ہی بخلاف اور محبتون کے کہ اونکے سبب کے زائل ہونے سے جاتی رہتی ہین چنانچہ مضمون اس آیت کا جسکے معنے یہ ہین کہ آج کے دن دوستون مین سے بعضا انکا بعضے کا دشمن ہی سوا پرہیزگارون کے مشعر اوسکا ہی اور یہ لذت حقیقت مین اوسوقت حاصل ہو کہ ملکات فاضلہ کے حاصل کرنے سے فارغ ہوا ور جوہر روح کے ساتھہ مشغول ہو یہان تک کہ عالم عقلی اور اوسکے درمیان سے حجاب اوٹھہ جاے اور وحدت خالص اور حق محض اور نعمت ابدی اور لذت سرمدی کا مشاہدہ متحقق ہو **بیت** وہ یار جو تھا پردہ اسرار مین پنہان ❊ مہتاب سو کشش عشق سے آغوش مین آیا ❊ یہ رتبہ مراتب کمالات سے بلند تر ہی اسیواسطے حکیمون نے اوسکو سعادات انسانی کی مدارج سے فوق المراتب اعتبار کیا اسلیے کہ جب تک آئینہ ہستی قواے طبیعی کے آثار اور تعلقات جسمانی کے غبار سے صاف و مصفا نہو جمال اوس کمال کا دکھائی ندے جب تک سالک اپنی خودی کے مقام سے جو منزل مقصود کی نسبت نہایت دور اور راہ دراز ہی نگذرے صحن وصل مین پہنچ نسکے **بیت** وصال یار تو چاہی اگر خودی کو چھوڑ ❊ کہ اوسکے اور ترے جز ترے نہین حائل ❊ **بیت** کہتے ہین کب سے مجکو ملی دولت وصال ❊ اپنے تئین مین

چھوڑ جیو اوسکی راہ مین ارسطا طالیس نے کہا ہو کہ جب خداوند تعالیٰ کسیکو چاہے اوسکا تعاہد کرے جیسے دوست دوستون کی ہر ایک مصلحت کا تعاہد کرتے ہین اور فخار الدین رازی مین کہا ہو کہ یہ ایک لفظ ہے ہماری زبان مین نہین بولتے ہین پر یہ بات ظاہر ہو اسلیے کہ نظیر اوسکی کتاب اور حدیث مین بہت ہین جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ اور وہ اللہ دوست رکھتا ہو نیک کام کرنیوالون کو اور بس کرتا ہو میرے تئین اللہ اور وہ خوب وکیل ہی بلکہ حدیث قدسی کے درمیان دیا وہ اس سے وارد ہی جیسا کہ فرمایا پس جسوقت کہ دوست رکھتا ہین اوسکو تو ہوا مین کان اوسکا اور آنکھ اوسکی آخر حدیث تک اور دوسری حدیث مین ہی جس شخص نے دوست رکھا میرے تئین قتل کیا مینے اوسکو اور جسکو قتل کیا مینے پس دیت اوسکی مجھپر ہو اور جسکی دیت مجھپر ہو پس مین دیت اوسکی ہون اور ارسطاطالیس نے بھی کہا ہی بجا ہیے کہ ہمت آدمی کی اونچی ہو اگرچہ عاقبت اوسکی اونچی ہو اور یہ بھی بجا ہیے کہ مردے حیوانون کی ہمت پر راضی ہو اگرچہ آخر اوسکی موت ہی بلکہ اپنے جمیع قوا کو حیات آلہی کے حاصل کرنے مین صرف کرے اسلیے کہ اگر وہ جثے مین چھوٹا ہے تو ہمت کی روسے بزرگ ہے اور عقل کی روسے تمام مخلوقات سے شریف تر ہے اسلیے کہ وہ ایک جوہر خدا کے حکم سے سب چیزون پر غالب ہی اور تحقیق اسبات کی اس مقام مین یہ ہی کہ اہل فکر کے مطابق اور ارباب ظاہر کی دلیل کے موافق وہ گوہر جو بحکم کن فیکون کے حضرت بیچون کے ارادہ و قدرت کے وسیلے سے دریاے غیب سے شہود کے کنارے مین آیا وہ جوہر بسیط نورانی تھا حکیمون کی اصطلاح مین اسے عقل اول کہتے ہین اور بعضے اخبار مین تعبیر اوسکی علم اعلیٰ سے کی ہے اور اکابر آئمہ کشف و تحقیق کے اسکو حقیقت محمدیہ کہتے ہین اور اس جواہر نورانی نے اپنے تئین اور اپنے موجد کو اور اونکو جو اس موجد سے بسبب اسکے پیدا ہو سکین افراد موجودات سے جیسے کہ تھا اور ہی اور ہوگا جانا اور آفرینش و پیدائش مین سے جو کچھ کہ ہی اسکے علم پر مشتمل اور اسکی حقیقت مین داخل ہی اور بھی جیسے تخم مین شاخ اور پتے اور پھل ہوتے ہین پھر وہ مجمل جس ترتیب کے موافق اس جوہر مین مکنون ہین عرصہ شہود مین تفصیلاً منمود ہوتے جاتے ہین خدا جسے چاہی مٹا دے اور جسے چاہی ثابت رکھے اور اسی کے نزدیک اصل کتاب ہی اور جب وقت ایجاد سلسلہ عالم کا بمقتضاے رحمت یزدانی کے جو شامل ہی تمام موجودات کیواسطے پہنچا عالم جسمانی کو کہ

کہ مقام تغیر اور محل تبدیل کا ہی اور مظہر ہی انواع تجلیات الٰہی اور اُسکے آثار غیر متناہی کا پہونچا تب حکمت
کاملۂ الٰہی نے اس عالم کے انتظام کا علاقہ ایک ایسی شی جو باعتبار اپنی ذات کے ثابت اور بنظر صفات
کے متغیر ہی بیت عجب وہ ثابت و مضطر ہمین نظر آوی ٭ ٹلے نہ اپنی جگہہ سے بھی اور کھڑا نہ ہی ٭
یعنے چرخ گردندہ پر موقوف رکھا تا اُسکی حرکت دوریہ سے نادر نادر وضعین صحراے بالقوہ سے
آبادی بالفعل مین پیدا ہون اور اوسکی ہر ایک وضع خاص پر جو حادثہ معین موقوف ہی سو
عرصۂ وجود مین آتے رہین اور ہر وقت حوادث کے مبداے قریب سے جسے عقل فعال کہتے ہین
اور وہ افراد عقول کی انتہا ہی سلسلہ ہستی کی ہر ایک صورت جدید ہیولاے عناصر کے آئینے مین
جلوہ دے پھر جسوقت ایجاد کی نوبت موالید ثلثہ تک منتہا ہو چکی اس حکیم علیم نے بزرگی
قدر اوسکی اور باریکی ہی حکمت اوسکی یہ چاہا کہ مراتب سابق کے تمام کمالات پیدایش
انسانی مین جو اشرف ہی انواع حیوانات سے مجتمع ہو کر عقل قدسی کی فضیلت جو مبدا ایجاد
کی تھی اس شریف نوع کے نیچے بصورت عقل مستفاد کے ظاہر ہوا اسلیے کہ جب نفس انسانی
اسی رتبے مین پہونچے تو عالم علوی سے جو مرتبۂ عقل ہی ملجاے اور انتہا کا نقطہ بدایت پر منطبق ہو کر
ہستی کا دائرہ قوس نزولی و صعودی سے سرانجام پاے بیت یہ وہی شی ہی کہ پہلے عالم علوی سے وہ
آیا اور سیر جہان کر پھر گیا اپنے مکان ٭ پس ظاہر ہوا کہ جیسے عقل قدسی کتاب آفرینش کا دیباچہ ہے
عقل انسی اوسکا خاتمہ ہی بمانند تخم کے جسنے شاخ اور پتے کی صورت مین پھیل کر کثرت کے مقامون کا
سیر کیا پھر وحدت کا لباس پہن کر اپنی اصل کی طرف راجع ہوا لیکن اسرار اس سیر دوری کی موجودات
کے سب مرتبے مین روحانیت سے ہو یا جسمانیت سے علویات سے ہو یا سفلیات سے ساری
ہی آسمانون مین جو واسطے نظام عالم اجسام کے ہین حرکت دوری وضعی کی صورت مین اور اجسام
نامیہ مین حرکت مقداری نموی اور ذبولی کی شکل مین اور نفس ناطقہ انسانی مین حرکت فکری کے
درمیان پر حقیقت مین یہ سب ظل ہی حرکت ذات حق کا اور ذاتی ہی جسے اساطین آئمہ ذوق و شہود کے
عرف مین تجلی لذاتہ علی ذاتہ کہتے ہین کہا ہی بیت آپ ہی ماتا آپ ہی پیتا آپ ہی اپنا بالا رے ٭
اپنی گودی آپ ہی کھیلے ہو کر موہن لالا رے ٭ آپ ہی دولت آپ ہی خزانہ آپ ہی خرچنے
والا رے ٭ آپ لقا ہو کے بھنچا مانگی ہاتھ پکڑ پیالا رے ٭ حکیمون نے کہا ہی کہ بعضے آدمی بہ سبب

نجابت فطری اور طہارت اصلی کے ملکات رویہ سے مجتنب رہتے ہین پر یہ فریق کم ہو اور بعضے بنا بر اوسکے کہ وی فکر و رویت سے رذائل صفتون کی برائی سے واقف ہوتے اور اون سے احتیاط کرتے ہین یہ گروہ متوسط ہی اور بعضے وعید و تہدید اور عذاب کے خوف اور ثواب کی امید پر برے کامون سے محترز ہوتے ہین یہ لوگ بہت ہین ولیکن گروہ اول کا نیک ہونا اصل پیدائش سے ہی اور فریق ثانی کا بسبب تعلیم کے اور ثالث کا از روے شرع کے ہے نسبت شریعت کی اس فریق سے مانند نسبت پانی کے ہی اس شخص کے ساتھ جسکے حلق مین کھانا اٹکے اگر شریعت کی تاثیر سے متادب نہو تو ویسا ہی جیسے کسی شخص کے حلق مین پانی اٹک رہے اور اوسکے چھوڑانے کی کچھ حکمت متصور نہو اور شک نہین کہ فرقۂ اول سب سے اشرف ہی پر یہ مرتبہ نبیون کو ہوتا ہی یہین سے ہی کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صہیب کی شان مین جو اکابر اصحاب مین سے تھا فرمایا ہی کہ صہیب وہ نیک بندہ ہی بالفرض اگر اوسے ڈر خدا تعالی کا نہوتا تو بھی گناہ پر اقدام نکرتا تیسر المعہ مدینے کی قسمون مین حکیمون نے کہا ہی کہ تمدن دو قسم ہے ایک وہ ہی کہ جسکا سبب جنس سے خیرات کے ہو وہ مدینہ فاضلہ ہی دوسری وہ ہی کہ سبب جسکا جنس سے بشر کے ہو اسے مدینۂ غیر فاضلہ کہتے ہین پر مدینۂ فاضلہ ایک نوع سے زیادہ نہین ہے اسلیے کہ راستی عیب سے کثرت کے مبرا ہوتی اور نیکی کے طریقے بھی متعدد نہین لیکن مدینۂ غیر فاضلہ کی تین قسمین ہین ایک وہ جو لوگون کے مجتمع ہونیکا سبب غیر قوت نطقی ہو جیسے قوت غضبی اور شہوی ہی مثلا اوسی مدینۂ جاہلہ کہتے دوسری وہ ہی جو قوت نطقی کے علاقے سے خالی نہین پر اوس قوت کو خادم اور قوا کا رکھتے ہین اور یہی معنی اونکے اجتماع کا سبب ہوتی ہو اور اوسکو مدینۂ فاسقہ کہتے ہین تیسری وہ جو اونکے اکٹھے ہونیکا سبب جھوٹے عقیدے پر اتفاق کرنا ہو اور اوسی مدینۂ ضالہ کہتے ہین جب کہ حضرت صاحب قرانی کے اقبال کی برکت سے جو مدبر امور زمانی ہین تمام ممالک محروسہ مدن فاضلہ کے برابر ہو گیا ہی اور بحکم تضاد کے مدن غیر فاضلہ کا حال مدن فاضلہ کے احوال سے معلوم ہو سکتا ہی تو کمیت قلم کی عنان مدینۂ فاضلہ کے میدان تفاصیل کی طرف پھیرنا بہتر جانا اور وہ اوس شہر کو کہتے ہین جسکے رہنے والون کے باہم رہنے کی بنا نیکون کے قاعدے اور بدیون کے اٹھ جانے پر مبنی ہو پھر بیشک وہان کے سکان درست عقیدے اور نیک عمل ہین

متفق ہون باوجود اشخاص گوناگون اور جدے جدے احوالون کے اونکے چال وچلن کی
روش موافق رہی اور ایکہی مقصود کی طرف متوجہ ہون اور جب بہ سبب اوس حکمت کے
جو سابق مذکور ہوئی نفوس انسانی مراتب نطق و امتیاز مین تفاوت ہین اور مرتبہ اعلی جسے
نفس قدسی کہتے ہین عالم عقول سے متصل اور مرتبہ اسفل جو بدن کسیف سے متعلق ہی بندھا ہوا
چارپایون کے گھر مین ہے پس عقل وشعور اس جماعت کی دین و دنیا کے امور مین جو شرع
حکمت کے اسرار دقیق مین سے ہین ایک درجے پر ہو نہین سکتی پس اتفاق عقائد کا
جنکی طرف اشارہ کیا اس طریق سے متصور ہی کہ سب کوئی ایک امر مجمل مین شریک رہین اگرچہ
غیر محقق اسکی تفصیلون پر مطلع نہو بیان اسکا اسطور پر ہی کہ طبقہ عالیہ جو تائید الہی سے مؤید اور
نوست تعلق سے مجرد ہین مبداے حقیقی کو صفات جلال اور سمات جمال کے ساتھ جانین
اور سلسلہ موجودات کی کیفیت صدور پر اوسکے مبدا سے جس ترتیب سے ہی مطلع رہین
اور معاد نفوس کو جس وجہ سے مطابق نفس الامر کے ہی تصور کرین اور جب روح کو اس پیدائش
مین کتنی قوتون سے علاقہ ہی جنکے سبب معانی جسمانی کی صورتون کو دریافت کرنی جیسے
حس مشترک اور خیال اور وہم ہی مثلاً اور اون قوتون کے واسطے بحسب اختلاف آمیزش کے
صفا و کدورت کے مراتب ہین اور کسیوقت کیا خواب کیا بیداری مین اونمین سے کوئی
قوت بیکار محض نہین رہتی پس جسوقت ارواح اون لوگون کی اون حقائق کی صورتون سے
منقوش رہین ہر آئینہ اون قوتون کے آئینے مین مثالی صورتین جو اون معانی کے مناسب ہین
منعکس ہوتی ہین اسلیے کہ ادراک معانی خالص کا بے شائبہ صورت حسی و وہمی کے اشارت
تعلقی مین ممکن نہین اور نسبت اون صورتون کے جو خیال و وہم سے حاصل ہوئی ہین اون
حقائق کے ساتھ ایسی ہی جیسی نسبت مثل و خیالات کی ہی اعیان موجودات کے ساتھ پردے
اسلیے ان مثالون سے الطف ہین جو جسمانیات مین متصور ہون اور وہی نور بصیرت سے
جانین کہ وہ حقیقت ماوراے خیالی صورتون اور وہمی معنیون کی ہی یہ گروہ اعاظم اولیا اور اساطین
حکماے ہین اور اس مرتبے کے نزدیک ایک فریق ہی جو تعقل صرف سے عاجز رہے
اور نہایت رسائی اونکی معانی وہمیہ تک ہی پہچانتے ہین کہ وہی حقائق اون قیدون سے منزہ ہین

اور وہی اپنے عجز اور فریق اول کے پہچان معرفت سے معترف ہین یہ گروہ اہل ایمان ہی اور اس درجے سے فروتر ایک گروہ ہی جو تصورات وہمی پر بھی قادر نہو اور پہونچ اوسکی مبدا و معاد کی پہچان مین خیالی صورتون سے آگے نہین پردہ پہلے فریق کی ترتیب اور اپنے عجز کا معترف ہی یہ گروہ اہل تسلیم ہی اور اس جماعت کے درجے سے پائین تر کوتاہ نظرون کا فریق ہی جو محسوسات مقام کے سوا دوسرے مرتبے کو ہرگز تصور نہین کرسکتا وہ اسی ظاہری صورتون پر اکتفا کرتا ہی اون لوگون کو مستضعفین سے کہتے ہین جب کہ ہر ایک شخص بقدر وسعت کے جہد و کوشش کرے اور اپنی اپنی استعداد کے موافق مرتبۂ نہایت کو پہونچے تو عقلا کے نزدیک بدنام نہو بلکہ وے سب قبلۂ حقیقت کی طرف متوجہ رہین جب صاحب شریعت علیہ افضل الصلواۃ و اکمل التحیات تمام خلائق پر مبعوث ہین تو بے شبہہ بموجب اوسکے کہ ہمین حکم کیا ہی جو آدمیون سے اونکی عقل کے موافق بات کرین سب باتین اونکی ایسی ہون کہ ہر کوئی بقدر حوصلۂ استعداد کے فائدہ وافر اوٹھا دے تا اپنے نفوس ناقصہ کی تکمیل کرنے کے لیے بحسب اختلاف مدارج کے کافی ہو سکے اور زلال کمال کے پیاسون مین سے ہر ایک شخص پینے اپنے ذوق و شوق کے مطابق طلب کی پیاس بجھا وے شعر جو اس میخانے مین لاوے تو خم بھر لیوے فیضون سے + اگر جام ایکہی لاوے سوا اوسکے نہین پاوے + اسی سبب سے ہی کہ آیات اعجاز غایات کلام مجید کی اور احادیث ہدایت سمات حضرت خاتم النبیین کی جنکی بنا ر احکام کی استوار اس مرتبے سے ہی جو شایبۂ انہدام کو اوسکے قاعدے کی طرف دخل اور پنجۂ انقطاع کو بیتین اوسکے رشتۂ انتظام سے گرہ کھولنے کی طاقت نہین ہی کبھی بطریق محکم اور کبھی بطور متشابہ وارد ہین اور معانی کی حقیقتون کو کبھی دقائق تنزیہی کے ضمن مین عقل قدسی کو تزدیک جو بازار تجرید کا مبصر ہی ظاہر کیا اور کبھی صور خیالی و اشباہ مثالی کے لباس مین عقل ظاہر بین کو دکھایا بیت زندہ رکھتی جان و دل کو اوسکے خوبی کی بہار + رنگ سے ظاہر ہین گو در بوسے دل آگاہ کو + اور حکما بھی کبھی رحیق تحقیق اور زلال معانی کو قیاس برہانی کے کاسے مین کرکے بزم طلب کے بیٹھنے والون کے آگے دھرتے اور کبھی شربت معرفت کو مخیلات شعری کے پیالے مین ڈھال کر مسترشدان نوبنیاد کو پلاتے ہین اور کبھی اقناعیات کے ساگر و ساغر کے

پر قناعت کرتے ہین تا ہر کسیکو باندازِ قدرت کے ہدایت کرین ہر چند اون فرقون کے درمیان اعتقادی
صورتون مین مخالفت ہی پر امر اجمالی مین شریک ہوتے اور مدبر فاضل کے تحت مغلوب ہوں نیز
اونکے درمیان تعصب و عناد نہین ہی اور بحکم مدبر کے اوس کمال کی طرف متوجہ ہونے کے لیے
جسکی استعداد رکھتے ہین ایک دوسرے کو قوت پہونچاتا ہی پر مدینۂ فاضلہ کے رکن پانچ فریق
ہین اول فضلا یعنے وہ فریق ہین کہ شہر کی تدبیر اونسے درست رہتی پر مراد اونسے علماے عامل
اور حکماے کامل جو قوت ادراک سے اپنی بنی نوع پر مختار ہین صناعت اونکی حقائق موجودات
کی پہچان ہی دوسرا صاحب زبان یعنے وہ لوگ ہین کہ عوام الناس کو کمال انسانی کی طرف دعوت
کرین اور پند و نصیحت سے انھین بڑے کامونسے بچاوین اور اونکے عقائد بد اجمالی کو قیاسات
جدلی و خطابی اور شعری کے سبب انحراف سے محفوظ رکھین صناعت اونکی علم کلام و فقہ
اور خطابت و شعر ہی اور مانند اوسکے تیسرا مقدر لوگ یعنے وہ لوگ ہین جو قوانین عدالت
کی میزانون کو شہر کے درمیان قائم رکھین اور چیزون کے مقدار کا معلوم کرنا اونکی راے پر موقوف
رہی اونکے فن کو حساب و استیفا و ہندسہ اور طب و نجوم کہتے ہین چوتھا جہاد کرنے والے یعنی وہ
گروہ ہین جو ملک کو زبردست دشمنون کی شورش سے محفوظ رکھین اور گھاٹی کا بند اور قلعونکی
نگہبانی اونکے کف کفایت سے علاقہ رکھے اونکی صناعت کو شجاعت اور فروسیت یعنی دانائی
کہتے ہین پانچوان ارباب اموال یعنے وہ فرقے ہین جنسے ان فرقون کے لباس و غذا کی
ترتیب منتظم ہو خواہ معاملہ اور حرفے یا خراج کی جہت سے وہی لوگ اہل حرفے کہلاتے ہین
ولیکن عدالت کا مقتضا یہ ہے کہ ان فرقون مین سے ہر ایک فریق بلکہ ہر شخص کو اوسکے
مرتبے کے موافق رکھی اور چاہیے کہ ایکہی شخص کو ہر ہر پیشے مین مشغول نکری کیونکہ یہ سبب ہی
اوسکے انتشار طبیعت کا اور یقین ہی کہ وہ کسی ہنر کو کمال معتدبہ تک پہونچا نہ سکیگا اس لیے
کہ ہر ایک صنعت کے حاصل کرنے کو ایک وقت معین اور قصد خاص چاہیے اور جب وقت
اوسکا قصدون پر بٹ جایگا تو سب ناقص رہجاینگے جیسے کہا ہی کہ جسنے سب ڈھونڈھا کچھ
نہ پایا اور اگر کوئی ایک ہنر جانے اوسے جو مفید اور بہتر ہو بلکہ جسمین اوسکی رسائی خوب ہو اسمین
مشغول اور دوسرے پیشون سے موقوف رکھنا بہتر ہی تا ایکہی کام کو استواری اور باریک بینی سے

سرانجام دے اسلیے کہ یہ طریقہ اوسکی بہتری سکے بندوبست کے لیے مفید ہی اور ان فرقون کے
سوا جو آدمی ہین سو مدینۂ فاضلہ کے ارکان ست باہر ہین پر بعضے اونمین سے جو قابل فضیلت
کے ہین اون جماعتون کے لیے آلات وادوات کی مثال ہین شاید کہ فاضلون کی تربیت سے
کسی کمال کو پہونچین والا اونھین جن کامون سے تمدن کی مصلحتین ہوسکین اونمین مشغول
رکھا چاہیے اور اون مین سے بعضے گیا ہونگے برابر ہین جو کھیتون اور باغون مین پیدا ہوتی ہین
اسی سبب اونھین نوابت کہتے ہین اور اونکی پانچ صنفتین ہین ایک مرائی جو افعال فضلا او
اونکے شعار کو اختیار کری اور بزرگون کے لباس سے ملتبس ہوتا اس لباس تلبیس کے سبب
ہوا وحرص نفسانی اور اغراض دنیاوی کے درپے ہی دوسرے محرف جسکی طبیعت مین رذیل صفتونکی
خواہش و رغبت غالب ہو بنا براسکے ملت ومذہب کے قاعدون کو حیلہ و تاویل سے چاہی
کہ اپنی خواہش طبیعت کے موافق بنالیوی تیسری باغی کہ بادشاہ عادل کے احکام سے جنکی اطاعت
وانقیاد کا رشتہ تمام خلائق کی گردنون سے لگا ہوا ہی سر پھیری اور دوسرے بادشاہ پر اتفاق کری
سکے اوپر شرع وعقل کی رو سے اس فرقے کو دفع کرنا لازم و واجب ہی چوتھی مارق کہ بسبب
قصور فہم کے مذہب کے آئین اور حکمت کے قانون سے واقف نہوا اور اونکو دوسرے معنون سے
تعبیر کرکے سیدھی راہ سے منحرف ہی لیکن اگر یہ انحراف راسخ نہو اور خطا وحسد سے خالی رہی
اونکے ہدایت پانے کی امید ہی پانچوین مغالط جو حقیقت مین نہ ہو مگر جاہ ومال کے لیے جھوٹے
دعوون پر اقدام کری اور دروغ طمع کو بازار وقاحت مین لاکر دوکان خودفروشی آراستہ کری
اور اپنے تئین داناؤن کی صورت مین عوام الناس کو دکھاوی حالانکہ وہ آپ ہی گمراہ ہے
یہی ہی جو کچھ اصناف نوابت سے مشہور ہی چونکہ مع ملک کی بندوبست اور بادشاہونکی آداب مین پہلے
تمہید کے طور سے لکھا جاتا ہی کہ درجہ شاہی حق سبحانہ تعالی کی بڑی نعمتون مین سے ہی جو اتنی بے انتہا
مہربانی کی خزانے سے بعضی بندی پر عنایت کی ہی کونسا مرتبہ اوسکو پہونچے کہ حضرت بادشاہون کا مالک اپنے
بندون مین سے کسی خاص بندے کو بادشاہی کی تخت خاص پر بٹھلا کر عظمت حقیقی کو انوار کی چمک
اوسکے احوال پر ظاہر کری اور کافۂ انام کے مراتب حقوق اوسکی حکم ورائے کے اوپر موقوف رکھی یہان تک
کہ ہر کسی کی چشم احتیاج اوسکی درگاہ عالی پر رہی حدیث مین آیا ہی کہ بادشاہ سایۂ خدا ہی زمین کے اوپر

کہ ہر ایک مظلوم حوادث زمان کی آتش سے پناہ اسکی لے پس شکر اس نعمت عظمی کا مرتب
عدالت کا نگاہ رکھنا ہی سب خلائق کے درمیان چنانچہ مضمون آیۂ کریمہ کا کہ تحقیق ہمنے تیرے
تئین زمین کے اوپر بادشاہ کیا پس تو آدمیون کے بیچ براستی حکم کر اشارہ اسکی طرف ہی
پھر اس تمہید کے بعد لکھتا ہی کہ جیسے مدنیہ بحسب تقسیم اولی کے فاضلہ و غیر فاضلہ کی طرف منقسم
ہوتا ہی سیاست ملکی بھی دو قسم ہین ایک سیاست فاضلہ جسے امامت کہتے ہین وہ بندگان خدا
کی بہتری کی تدبیر کرتی ہی اونکے معاش و معاد کے کامون مین تا ہر کوئی اپنے اپنے کمال مین
جو اوسکے لائق ہی پہونچے سعادت حقیقی بیشک اسکی لازم ہوسکتی ہے اور حقیقت کی روسے
یہ مدبر خلیفۃ اللہ اور ظل اللہ ہی ہر اوسکی تکمیل کے لیے صاحب شرع کی پیروی کرنا لازم
ہر آئینہ اوس یگانۂ عباد کے آثار برکت اور انوار ہدایت اکناف عالم کو پہونچین اور مقتضا ہے
اوسکے کہ بیت دیکھیکو یاد رکھہ تو اور سننے کو چھوڑ دے ہے آگے کہان ہی قدر زحل افتاب ہے
اس قسم کی مثال روشن تر آفتاب عالمتاب سے اقبال صاحب زمان سلیمان مکان کا ہی
کہ آئینہ کشف و تحقیق کے اکابرون نے پیشتر سے اوسکے نیر اقبال کے طلوع ہونیکا مژدہ اس
زمان خجستہ آوان مین جو آج کے دن صبح صادق یوم تبلی السرائر کی یعنے اسرار خفی کے
ظاہر کرنیکا روز ہی دیا اسلیے کہ اس مدت قلیل کے بیچ وجوہ ملک و مذہب کو رونق اسقدر بخشا ہی
کہ گروہ خلائق نے زمانے کے حادثے سے گوشۂ امن و امان مین آرام کیا اور باگھہ و بکری ایک
گھاٹ مین پانی پینے لگے اور باز و دراج نے ایک مقام مین آرام کیا اللہ تعالی اوسکے آفتاب
عدالت کو جسکے احسان کا نور تمام عالم کو پہونچا مدارج روز افزون پر بلند کرکے آسیب زوال
و صدمۂ وبال سے محفوظ رکھے دوسری سیاست ناقصہ جسے تغلب کہتے ہین اوس کے
ارتکاب کرنیوالون کی غرض بندگان خدا سے خدمت لینا اور اوسکے ملکون کو ویران کرنا ہی
لیکن اونھین دوام و قیام نہین ہی بلکہ مدت قلیل کے بیچ نکبت دنیاوی مین پہونچکر شقاوت
ابدی مین مبتلا ہو جاتین اسلیے کہ بادشاہ ظالم کیسا ہی جیسے ایک بلند مکان کی بنا برف سے
اوسپر ڈالین ہر آئینہ بنیاد اوسکی عدالت الہی کے آفتاب کی تپش سے گل جاے اور وہ
مکان گر پڑے ہی اور بزرگان باریک بین جانین کہ اون ریزہ لٹنے زر کے جو بیچاری بڑھیا سے

چھین لین کہ نہ وہ تن من کر سکے اور حدت کے پانون سے جو کسی چیونٹی کے مونھ سے لیوے
دستر خوان سلیمان کا سامان کیونکہ ہو اور جب خود کے سائل کو مغلوبون سے رسیدے درست کرنے
مال اوسکا نالہ زہر کے مونہ پھینین اور جب پیالہ شرب و بیچارون سے غور دل سے کرین ہیں
بس سوا ایک خوف سے اور خرا اوسکا سو دیکھ درد سے کیا ہو اور کسی شہر کا گردون چھین لین
چھین لین اوس سے ذرہ واوہی نہ بن سکے اور ایک جاور نعمت سے جو کسی مفلس سے وقت تین
سند شاہی کا ناکیا نہو سکے اور جو سیر یتیم بینوا کے مال سے بناوین نہ تیر قصا نہو اور جب توسن کو
فقیرون کی وجہ معاش سے درست کرین واقع تیغ بلا نہو بلکہ زہ نیکے تیر حوادث سے اوس صاحب
دولت نے اس پایا جسنے خیرات صافی دل کے پاک باطن کی پا دلی اور مقصدون کی نہایت
مین پہونچنا اوس بلند ہمت کو میسر آیا جسنے سفر جانے اور سکانون پر اقدام کرنے کے وقت در
کے رہنے والون اور خانقے کے بیٹھنے والون کی توجہ نظر کو تہ دل کیا اور شاہی اس فرق
سر پر مزین ہوا جسنے بے سروپایان تاج بخش سے کلاہ دعاکی لی تخت سلطنت جلوہ گاہ
اوس شاہ کا ہوا جسنے تونگر دل فقیرون کے دوہ زے سے سوال فیض کیا بیت در
میخانے پہ رہتے ہین قلندر پیشے + چھینین اور دیوین جو بخشش فسر شاہنشاہی + سروہ دین
اینٹ پر اور پانون رکھین گردون پر + دستگاہ دیتے اور رتبہ صاحب جاہی + سعادت
ازلی کے جنیبت کش گلگون خوش خرام رشد بیدہ گام سے مقام مین اشہب صبح اور ادہم شام کو
اوس صاحب قرانی کے طویلے مین باندھیں جسکے باد پاے عزیمت کا اوج عاجزان شکستہ بال
کی صلاح حال اور فراغ بال کی طرف رہے اور عنایت لم یزلی نے کمیت باد صبا اور سمند جہان پیما
کے بدلے ابرش آفتاب اور نقرہ خنگ ماہ کو اوس گیتی ستان کے حلقہ تسخیر اور رسن
تقید مین کیا جسنے معدلت و رافت سے کہ ان مین خسروان عالیمقدار سے نیرہ سبقت لیا
اور اگلے بادشاہون کے تتبع احوال مین معروف رہا صاحب زمان ظل یزدان کی دولت
روز افزون کا مشاہدہ اس مدعا کی تحقیق اور اس دعوا کی تصدیق پر شاہد عادل ہے اگر
کوئی دیدہ اعتبار کھولے اور آئینہ بینائی سے غبار غفلت کو دور کرے اور صاحب سیاست
فاضلہ قانون عدالت کا متمسک ہوکر رعایا کو فرزندون اور دوستون کی جگہ جانے اور بعو اور حرص

اور مال و دولت کی خواہش کو مقہور قوت عقلی کا کرے اور صاحب سیاست ناقصہ قواعد ظلم پہ اعتماد کرکے رعایا کو غلامون کی مثال بلکہ چارپایون کے برابر خیال کرے اور خود غلام حرص و ہوا کا ہو جب کہ بمقتضا اسکے کہ آدمی اپنے زمانے مین آبا و اجداد کے مشابہ ہوتے اور بادشاہ وقت کے آئین پر چلتے ہین ہر شخص کو بادشاہ وقت کی سیرت خوش آتی ہے پر جب سر رشتہ انتظام کا سلطان عادل کے ہاتھ ہو تو سبکی خواہش عدالت اور فضیلت کے حاصل کرنیکی طرف رہے اور جو برخلاف اسکے ہو تو لوگون کو دروغ گوئی اور بدخوئی کا شوق آوے یہین سے ہے کہ حدیث مصطفوی مین آیا ہے کہ اگر بادشاہ عادل ہو اوسے ہر ایک نیکی کا جو رعیتون سے ظاہر ہو ایک حصہ پہونچے اور جو ظالم ہو تو ہر بدی مین جو اون سے صادر ہو شریک رہے اور حکیمون نے کہا ہے چاہیے کہ بادشاہ مین سات خصلتین ہون پہلی علو ہمت وہ تہذیب و اخلاق سے حاصل ہوتی ہے دوسری رسائی عقل و فکر کی یہ نہایت دانائی اور بہت تجربے سے ہاتھ لگتی تیسری قوت عزیمت یہ عقل درست اور بڑی مضبوطی سے میسر آتی ہے اور اسے عزم الملوک و عزم الرجال کہتے ہین یہ تین خیرین تمام نیکی اور فضیلتون کے حاصل کرنے کی اصل ہین نقل ہے کہ مامون بادشاہ کو اتفاقاً مٹی کھانے کی خواہش ہوئی اور یہ سبب فساد عظیم نے اوسکے مزاج مین دخل پایا جتنے طبیب حاذق اوسکے معالجے مین سعی و کوشش کرتے کچھ فائدہ نہین کرتی ایک دن تمام اطبا طب کی کتابون کو جمع کرکے فکر مین تھے کہ خاص ندیمون سے ایک شخص وہان حاضر ہوا جب اوسنے احوال مشاہدہ کیا عرض کی کہ یا امیر المومنین امین عزمات الملوک یعنے بادشاہون کے وہ عزم کہان بادشاہ نے طبیبون کو فرمایا کہ اب احتیاج معالجے کی نہین اسلیے کہ مین پھر اس کام کا اقدام نکرونگا چوتھی مشکلون پر صبر کرنا اسلیے کہ صبر کشائش مطلب کا وسیلہ ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ جسنے کسی دروازے کو کھڑکھڑایا اور لجاجت کی دخل پایا پانچوین بہتابیت تا آدمیون کے مال مین طمع نکرے چھٹی لشکریون کی موافقت ساتوین نسب اسلیے کہ یہ موجب اتفاق قلوب اور ہیبت و وقار کا ہے اگرچہ یہ خصلت ضروری نہین لیکن اولیٰ ہے پر بہتابیت اور فوج اون چار خصلتون یعنے علو ہمت و عقل رسا اور صبر و عزیمت سے حاصل ہوتی ہے پس

۱۹ جز

ہے چار عمدہ ترین صفات ہین الحمد للہ کہ حضرت بادشاہ دین پناہ کی ذات مین یہ صفتیں تمام موجود ہین اسلیے انتہا مراتب ابہت واجلال کو پہونچی ہی جب کہ سابق تمہید ہو چکی کہ بادشاہ حبیب عالم کا ہی اور طبیب کو مرض اور اوسکی علامتون کی پہچان اور اوسکے دوا کرنیکی کیفیت شناسی سے چارہ نہین ہی پس ہر آئینہ سلطان پر واجب ہی کہ بادشاہت کے مرض اور اوسکے علاج کے طریقے سے واقف رہی جب کہ تمدن عبارت ہی ہر طرح کے آدمیونکے مجتمع ہونے سے تو جب تک ہر ایک اون فرقون مین سے اپنے اپنے رتبے کے موافق رہی اور جسکا جو پیشہ ہی اوسمین شغل رکھی اور وجہ معاش کی جہت سے بھی حسب مدارج کے فراغت ہو تو بے شبہہ مزاج عالم کا روش اعتدال پر رہی اور امور بادشاہت کے منتظم ہون اور جسوقت اس طریق سے انحراف کریں ہر آئینہ اختلاف کی طرف منجر ہو جاے جو سبب ہی رابطۂ الفت کے ٹوٹ جانیکا اور اوس سے خلل و فساد روے زمین پر برپا ہو اسلیے کہ مقرر ہی اصل ہر دولت کی اتفاق اوس جماعت کا ہی جو معاونت کے لیے شخص واحد کے اعضا کے برابر ہی کیونکہ اس صورت پر ولیہ ہو جیسے کوئی دنیا مین پیدا ہو اور قوت تمام لوگون کی رکھی اور ہر گز کوئی منفرد اوسکا مقابلہ نکر سکے اور بہت لوگ بھی اگر مختلف الراے ہون اوسپر غالب نہو سکین مگر جب اونکے درمیان اسی طریق سے تالف پیدا ہو تب اس شخص واحد کے برابر ہون جسکی قوت اس جماعت کے زور سے زیادہ ہی اور کوئی کثرت بدون وحدت تالیفی کے انتظام نپاے وہی وحدت عدالت ہے چنانچہ سابق مذکور ہوا پس جب تک بادشاہ قانون عدالت پر چلی اور آدمیون کے ہر فرقے کو اوسکے مرتبے کے موافق رکھے اور اونھین ظلم و تعدی اور زیادہ طلبی سے منع کری تو سر رشتہ بادشاہت کا مضبوط رہی اور جو برعکس اوسکے ہو تو ہر گروہ کے تئین اپنے اپنے نفع و منفعت کی خواہش غالب ہو اور غیرون کے ایذا دینے پر کمر باندھین اور بہ سبب افراط و تفریط کے رابطۂ الفت کا ٹوٹ جاے تجربے سے معلوم ہوا ہی کہ جو دولت ارباب دول کے پاس رہی اونھون نے جب تک خصلت عدالت کی اختیار کی ترقی پر رہی پھر جسوقت ظلم و مخالفت اونکے درمیان غالب ہوئی ہاتھ سے جاتی رہی

اسیلیے کہ سابق تقریرون کے مطابق اہل زمان بادشاہون کی چال اختیار کرتے ہین جب
بادشاہ اور اوسکے ملازم ظلم و بدعت کی سعی کرین تو ہر شخص کے دل مین اوسکا ظلم بالقوت
مین پوشیدہ ہی حرکت مین آوے اور خواہش تعدی کی کرے جیسے اگلی تقریر سے ثابت
ہوئین کہ وحدت تغلب کے ساتھہ باقی نہین رہتی پس بے شبہہ یہ طریق مزاج عالم کے
بگڑ جانیکا سبب ہی اسیواسطے کہا ہی کہ ملک کفر کے ساتھہ آباد رہتا ہی اور ظلم سے ویران
ہو جاوے اور حکیمون نے کہا ہی کہ دولت کو دو چیزون سے محفوظ رکھہ ایک الفت
واتحاد سے دوستون کے بیچ دوسری جنگ و جدل سے دشمنون کے درمیان اسیلیے
کہ جب مخالف آپسمین مشغول رہین اونکو اور قصد کی فرصت نرہی اور اسیواسطے جب
سکندر بادشاہ دارا کے ملک پر غالب ہوا عجم کی فوج بیشمار تھی سوچنے لگا کہ اگر اونکو
چھوڑ جاوے مبادا سب اتفاق کرین پھر اونکا دفع کرنا متعذر ہو اور جو اونکی بیخ کنی کرے
تو ملت و مروت کے قاعدے سے بعید ہی حکیم ارسطاطالیس سے مشورت پوچھی بولا کہ
اونھین متفرق کردے اور ہر ایک پر حکومت دریاست جدے جدے موضع کی مقرر کرتا کہ آپسمین
بگڑ جائین اور تو اونکے شر سے محفوظ رہی سکندر شاہ نے اونکو طوائف الملوک کردیا اور اوس وقت
سے اردشیر بابک کے عہد تک کسیکو ایسا اتفاق جو سبب اوسکے شورش کرسکے میسر ہوا
اور سلطانون کو چاہیے کہ اصناف خلق کو ہموار رکھین تا اعتدال تمدن کا حاصل ہو اور جیسے
مزاج ترکیب عناصر کا اونکی ہمواری سے اعتدال پر رہی ویسے اعتدال مزاج تمدن کا چار صنفونکی
ہمواری سے متصور ہی پہلے اہل علم جیسے فقیہ عالم قاضی نویسندے محاسب مہندس منجم طبیب
شاعر جنکے قلمون کی مدد سے ارکان دین و دنیا کے مستحکم اور وہی آب کی مثال ہین چار
چار عنصر مین اور یقین ہی کہ جو مناسبت آب و علم کے درمیان ہی داناؤن کے نزدیک آب
صاف سے صاف ہی بلکہ آفتاب سے روشن تر ہو سکے دوسرے اہل تیغ جیسے پہلوان
وسپاہ اور قلعون کے نگہبان اور گھاٹون کے بند کرنے والے ہین کیونکہ خلائق کی
بہبود بغیر اونکی تیغ خونخوار کے متصور نہین اور اسباب بغی و فساد کے بدون اونکی آتش
قہر کے خاکستر نہون اور وہی آتش کے برابر ہین وجہ مشابہت کی بیان ظاہر اس مرتبے سے ہی

کہ محتاج بیان کا نہین اسلیے کہ آتش کو پانی سے ڈھونڈھنا ہی اون کا کام ہی تیسرے
اہل معاملے جیسے سوداگر اور صاحب مال و ہنر اور پیشے والے کہ دوسرے سبب سے کھانے
پینے کی چیزین اور ہر قسم کے تحائف موجود ہوتے اور دور دراز کے رہنے والے اقسام اقسام
طعام اور طرح بطرح کی چیزون سے فائدہ اوٹھاتے ہین مناسبت اونکی ہوا کے ساتھ جو نباتات
کی نشو و نما کی ممد اور روح حیوانی کی مفرح ہی اور اوسکے تموج و جنبش کے وسیلے سے ہر طرح کے
تحفے اور نفیس چیزین سامعہ کی راہ سے بنی انسان کے دار الخلافت مین پہونچتی ہین نہایت ظاہر ہی
چوتھے اہل زراعت (زراعت کرنیوالے جیسے چاسی اور دہقانی اور کسان اور جو نباتات کی
تدبیر کرنے والے اور قوت لابدی کے پیدا کرنیوالے ہین اور بے اونکی سعی و تردد کے
اسباب زندگانی ممکن نہین حقیقت مین یہی لوگ معدوم سے موجود کرنیوالے ہین اس لیے
کہ اور فرقون کی قدرت کسی چیز کے موجود کرنے مین نہین ہی بلکہ ایک موجود کے تئین کسی سے
کسیکو یا کہین سے کہین پہونچاتی یا ایک صورت کو دوسری صورت مین لاتے ہین مشابہت
اونکی خاک سے جو آسمانون کے سیر کرنیوالون کا قبلہ اور مظہر انوار عالم پاک اور عجائب
مصنوعات الٰہی کا ازبسکہ واضح ہی اور جیسے مرکبات عنصری مین چار عنصرون کے کسی عنصر کی
قدر واجب مین تفاوت پڑنے سے زوال اعتدال اور اختلال ترکیب کا موجب ہوتا
ویسے اجتماع بدنی مین بھی اون صفتون مین سے بعضے کے غالب ہونے سے سررشتہ
بند و بست کا ٹوٹ جاتا اور ہر طرح کا خلل اور فساد برپا ہوتا ہی لیکن اون چارون فریق کے
ہموار کرنے کے بعد چاہیے کہ ہر ایک شخص کے احوال پر نظر کرے اور مرتبہ ہر ایک کا اقدر
استحقاق کے معین کر دے اور دوسری وجہ سے فرقے آدمیون کے پانچ ہین پہلے
وہ لوگ ہین کہ بالاصالت نیک ہین جنکا احسان اونکے غیر کی طرف پہونچتا ہی جیسے شریعت کے
علما اور طریقت کے مشائخ اور حقیقت کے عارف لوگ یہ فریق مقصود ایجاد کا اور خلاصہ
عباد کا ہی اور فیض ازلی کی جاے ورود اور عنایت لم یزلی کی فرودگاہ یہی لوگ ہین اور دوسری
فریق اونکے طفیل سے ہستی کے مہمان خانے مین آئے ہین بیت خدا کے لطف اور احسان کے
گھر مین ۞ وہی ہین مہمان اور عالم طفیلے ۞ حکیمون نے کہا ہی بادشاہ کو لازم ہی کہ اس فریق کو

اورون کی نسبت رتبۂ قرب منزلت سے سرفراز فرمائے اور اونھین سب کے اوپر حاکم کرے
اور کہا ہی کہ جب ارباب علم و دانائی درگاہ بادشاہی مین مجتمع ہین اوسکی ترقی دولت اور رفع
حشمت کا آثار ہو نقل ہی کہ حسن بویہ اپنے وقت مین ملک ری کا ولیعہد اور حکما اور علما کی جو اعتنا
اپنے زمانے کے بادشاہون سے ممتاز تھا کسیوقت روم کے اوپر چڑھائی کی اور شروع جنگ مین
لشکر اسلام کی فتح ہوئی اور کافرون پر نہایت غلبہ ہوا بعد اسکے تعیز اہل روم کا شائع ہو گیا اطراف سے
فوج جمع کر لشکر عراق کی طرف متوجہ ہوئے اور وے ہٹ گئے اور بعضے اسیر و زنجیر ہوئے
بادشاہ روم کا بیٹا اور بندیون کو اپنے آگے بولایا اونکے درمیان ایک شخص ابو ناصر نام
اہل ری سے تھا جب معلوم کیا کہ وہ ری کا باشندہ ہی کہا کہ تیری معرفت ایک پیغام کہون تو اونھیں
بادشاہ کو پہونچا دے بولا البتہ مین خدمت مین حاضر ہون کہا حسن بویہ کو جا کر کہہ کہ مین قسطنطنیہ سے
اس ارادے کے ساتھ آیا ہون کہ عراق کو خراب کرون لیکن جسوقت تیرے احوال سے بیشتر تفحص کیا
معلوم ہوا کہ تیرا ستیرہ اقبال اتنک اوج کمال کا متوجہ ہی اور مدارج اقبال پر ترقی اسلیے کہ جسکا آفتاب دولت
حضیض زوال اور مغرب انتقال کی طرف جاے اوسکے درگاہ کے مقرب ایسے ایسے حکیم عالیمقدار
اور فاضل نامدار جیسے ابن عمید و ابو جعفر خازن و علی ابن قاسم و ابو علی ہیں تو نہین کیونکہ ایسے
لوگون کا اکٹھا ہونا اور تیرے پاس اون رفیقون کا رہنا تیرے دوام اقبال اور زیادتی جاہ
و جلال کی دلیل ہی اسیواسطے مین تیرے ملک کا متعرض نہوا دوسرے وے آدمی ہین جو بالاصالت
نیک ہونے پر نیکی اونکی اور دن کو نہین پہونچتی ہی مرتبہ اس فریق کا پہلے گروہ سے ادنی ہی
اسلیے کہ جمال کمال اونکا ارشاد و اکمال کے خال سے آراستہ اور اخلاق الٰہی سے مخلع ہی
یہ جماعت اگرچہ حلیۂ کمال سے محلی ہی لیکن درجۂ تکمیل سے قاصر اس طبقے کو معزز رکھا چاہیے
اور رزق و کفاف سے خاطر جمع تیسرے وے لوگ ہین کہ وے نہ بالاصالت نیک ذات ہین
اور نہ بد ذات اس فریق کو سایۂ امن امان مین مامون اور نظر مہربانی کا منظور رکھنا ضرور ہی
تا فساد استعداد سے محفوظ رہین اور بقدر وسعت کے کمال مناسب کو پہونچین چوتھے وے
اشخاص جو شریر ہین لیکن کسیکو ایذا نہین دیتے ہین اس جماعت کی تحقیر و اہانت کرنی
اور زجر و ملامت اور وعظ و نصیحت سے اونھین بد کامون سے بچا رکھنا واجب ہے

پانچوین وہ لوگ ہین جو اپنی اصل سے موذی اور بدذات ہین لوگون کے ایذا دینے کی فکر مین رہتے ہین
یہ فریق بدترین خلائق اور طبقہ اولی کے مقابل ہی جنکی اصلاح کی امید ہو اونکو موت اور مہذب
کرنا چاہیے اس جماعت مین سے اور جنکی اصلاح کی توقع نہین اور شرارت اونکی شائع ہو
بادشاہ اپنی راے صحیح کے موافق اونکے ساتھ مدارات فرما لیوے سو جو بد فوقی اونکی نشہ پکڑ
اونکی شرارت کو دفع کرنا جس طریق سے بہتر و مناسب ہو شرعا و عقلا واجب ہی اور دفع شر کا
ایک طریق حبس ہی وہ عبارت اس سے ہی کہ اہل شہر کی آمیزش سے اوسکو موقوف کر دیتے
قید وہ منع کرنا کاروبار سے ہی شہر کے بیچ تیسرا نفی وہ شہر کی آمد و رفت سے موقوف کر دینا گر
اون وجہون سے مندفع نہو حکیمون نے اوسکے قتل کرنے مین اختلاف کیا ہی اور اونکے اقوال
مین سے ظاہر تر قول یہ ہی کہ اس عضو کے کاٹ ڈالنے جو سبب شرارت کا ہی جیسے ہاتھ
پانون زبان یا اوسکے حواس مین سے کسی جسکو موقوف کر دینے پر اکتفا کرین لیکن حق یہ ہے
کہ اس امر مین شریعت حق کی تبعیت کرنی ضرور ہی اور قتل و قصاص مین سے ہر محل حدود شرعی
اقدام کرنا واجب ہی لیکن حد واجب کی زیادت سے محترز رہی چنانچہ کلام مجید مین آیا ہی کہ جو شخص
خدا کی حدون سے تجاوز کری پس تحقیق اوسنے اپنے اوپر ظلم کیا اور قتل کو بے اشتغال کرنا تجاوز
اور اگر کوئی شرعا مستحق اوسکا ہو تو رحم بھی نہ کیا چاہیے چنانچہ فرمایا ہی کہ رحم نہ آوے تمکو سبب
اون دونون کے خدا کے دین مین اسلیے کہ جیسے طبیب باقی اعضا کی درستی کے لیے کسی
عضو کا کاٹ ڈالنا جائز بلکہ واجب جانے بادشاہ بھی جو طبیب عالم کا ہی مدبر اول تعالی شانہ کے
حکمت سے کبھی عوام بنی نوع کی بہتری کے واسطے اون مین سے کسیکے قتل کرنیکو مناسب جانے
پھر شرائط جمہوری کے رعایت کرنے کے بعد اونکے مراتب کو تقسیم خیرات مین محفوظ رکھا چاہیے
پر خیرات کی تین قسمین ہین سلامت و اموال و کرامت اور ہر ایک کے واسطے بطور استحقاق کی
اونمین سے ایک ایک حصہ ہی جسکے نقصان کرنے سے اوسکے اوپر ظلم اور زیادہ کرنے سے
شہریون پر جور ہوتا ہی اسلیے کہ کسیکو بے زیادتی استحقاق کے اورون پر فائق کر دینا
اونکے اوپر ستم ہی اور کبھی نقصان کرنے سے بھی شہریون پر ظلم لازم آتا ہی اسلیے کہ جب
مستحق کو اوسکے رتبے سے گھٹا دین تو بے شبہہ اوسکا اور دوسرے مستحقون کا دل ٹوٹ جاے

پھر اسکے سبب انتظام ملکی مین خلل پڑی اور تعیتہ ... بعد عذر استحقاق کے محافظت اوسکی اونکے لیے کرنا واجب ہی اسطور پہ کہ جسکا جو حق اس خیرات مین سے ہی پہنچا ہیے کہ اوس سے زائل ہو اور زوال سکے بعد بھی عوض اوسکا محل استحقاق سے اوسکو دین اسطور سے جو شہریون کے ضرر پر مشتمل ہو اور اہل شہر کے عقوبت کرنے مین حد جور سے احتراز کیا چاہیے طریق اوسکا یہ ہی کہ ہر گناہ کے موافق عقوبت اسکے لائق ٹھہراوی اگر چھوٹے گناہ کے مقابل بڑی عقوبت کری تو گنہگار کے اوپر ظلم ہوتا ہی اور جو بڑے گناہ کے لیے تھوڑی عقوبت کری تو ظلم شہریون پر ہو حکیمون سے بعضے اسپر ہین کہ ظلم ہر ایک شخص پر اشخاص گویا شہر کے سب رہنے والون پر ظلم ہی پس مظلوم کے معاف کرنے سے عقوبت ساقط نہین ہوتی اور مظلوم کے عفو کرنے کے ساتھہ بادشاہ کو جو والی اور مدبر کل کا ہی عقوبت کرنا ظالم کا جائز ہی بعضون نے برخلاف اسکے کہا ہو جب غرض اس منازعت کی شریعت کے حکیم عادل یعنی سید الانام علیہ وعلی الہ التحیتہ والسلام کے حکم پر مبنی ہی تو اس وجہ سے فیصل کیا چاہیے کہ جو حدود اللہ کی جنس مین سے ہو جیسے چوری زناکاری اور رہزنی کی حد عفو سے ساقط نہین ہوتی بلکہ بادشاہ پر اقامت اوسکی واجب ہی اور جو حق الناس کی قسم مین سے ہو اگر وہ قصاص یا حد قذف ہی معاف کرنے سے ساقط ہو جاے اور اگر تعزیرات کی قسم سے ہو جیسے ضرب وایذا واہانت کی صورتون مین اکثر آیمہ محققین مذہب شافعی رحمتہ اللہ کے اسپر ہین کہ باوجود عفو مستحق کے بادشاہ کے تئین تادیب کی لیے تعذیر اسکی پہونچتی ہی اور یقیناً حکمت اوسکی یہ ہی کہ شر مین سے بعضا ایسا ہوتا جسکا ضرر اہل شہر کو پہونچے جیسے زنا اور چوری اور مانند اوسکے ایسی امثال مین غفلت کرنی موجب اختلال انتظام کا ہی اس لیے عفو کی تاثیر اسمین نہین اور بعضا ایسا ہی کہ مخصوص ایکہی شخص سے ہوتا اور اوس سے غیر کی طرف تجاوز نہین کرتا جیسے گالی دینی پس ہر آئینہ جسے گالی دی ہی اوسکی طلب عفو پر موقوف ہی اور جس شر مین غیر کی طرف متجاوز ہونے اور نہونے دونوںکا احتمال ہو وہ سلطان کی فکر و راے سے تعلق رکھتا ہی یا اپنی راے صائب کے موافق جو لائق ومناسب ہو عمل مین لاوے یہین سے ہی کہ اگر مقتول کا کوئی وارث خاص نرہے وراثت اوسکی بیت المال سے علاقہ رکھتی اور حکم اوسکا مصلحت بادشاہی پر موقوف ہی

چاہے قصاص کا حکم دے چاہے عفو کرے اور رعایت عدالت کی اوس وقت منتظم موجب اطمینان
خود رعیتون کے احوال پر نظر مہربانی اور ہر ایک کو رزق وکفاف بقدر حق کے عنایت فرماے
تحقیق اسباب کی اس طور سے ہو سکتی ہی کہ رعایا اور مظلومون کی آمد و رفت کی راہ احتیاج کے
وقت بادشاہ کے حضور تک رہے اگر سب وقت میسر نہ آوے تو ایک دن ارباب احتیاج
کے لیے بار عام مقرر کر دے کہ ہر کوئی اپنا اپنا مطلب روبرو جاکر عرض کرے اور عجم کے بادشاہونکا
ایک ایک وقت معین تھا اور اوسمین عوام خلائق کو بار عام ہوتا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اللہ تعالی جس کسیکو اہل اسلام کے کسی کام کا والی کرے پھر وہ ارباب
احتیاج اور مظلومون کے اوپر دروازہ موندے تو حق سبحانہ تعالی اوسکی احتیاج کے وقت
دروازہ رحمت کا اوسکے اوپر بند کرے اور اپنے لطف و مہربانی سے اوسکو محروم رکھے امیر المومنین
عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جسے کسی امر کی حکومت تفویض فرماتے اوسے نصیحت کرتے کہ
احتیاج والون سے جی نہ چھپائے اور اونکے آگے دروازہ نہ موندے اور حضرت سید المرسلین
علیہ افضل الصلوٰۃ نے دعا مانگی ہی اَللّٰهُمَّ مَنْ وَلِيَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِیْ شَیْئًا فَرَفَقَ بِهِمْ فَارْفُقْ بِهٖ وَمَنْ وَلِيَ
مِنْ اَمْرِ اُمَّتِیْ شَیْئًا فَشَقَّ عَلَیْهِمْ فَاشْقُقْ عَلَیْهِ اور اخبار مین آیا ہی کہ فرعون مین ساتھہ اتنی نافرمانی و
کفران کے دو خاصیتین اچھی تھین ایک یہ کہ دروازہ بار عام کا کشادہ رکھتا اور ارباب حاجت کو
اوسکی ملاقات جلد میسر ہوتی دوسری بخشش وکرم کے زیور سے آراستہ اور کرم کے باب میں
مبالغہ اوسکا ایسا تھا کہ روایت ہی بنی اسرائیل مین سے ایک عورت کے فرزند ہوا اور وہ کھانے
جو اوس وقت کے مناسب ہین باورچی خانے مین موجود نہ تھے جب اس بات سے
مطلع ہوا اوسکے قہر کی آتش دہکی اور باورچیون کو تنور غضب مین خاکستر کیا بعد اوس کے
مقرر کر دیا کہ ہر روز اقسام طعام عوام الناس کے لیے بیمار ہون یا تندرست تیار رہین اور ہر شخص
کے موافق طعام پہونچایا کرین جب جلال الہی کا طوفان غضب اوٹھنے لگا اور مشیت ازلی نے
اوسکی بیخ کنی کا قصد کیا بمقتضا اس آیۂ کریمہ کے جسکے معنے یہ ہین کہ تحقیق اللہ تعالی
نہین تغیر کرتا ہی اوس چیز کو جو قوم مین ہی مگر جب تغیر دین قوم اوس چیز کو جو اونکے نفسون
مین ہی دونون خاصیتین برخلاف اوسکے ہو گئین پھر بے نیازی اوسکی اس مرتبے کو پہنچی

کہ ہیچ روز روشن کے مانند اندھیری رات کے پردے کے درمیان چھپا اور عنقا مغرب کے
مانند گوشۂ غروب مین یا کہ خفاش مدبر کی مثال ادبار کے کونے مین پوشیدہ ہوا بغیر الجبیل ور
اوسکے لشکر کے کسیکو قدرت ملاقات کی نہ تھی چنانچہ حضرت موسی علیہ السلام جب خلعت
تکلم سے مخلع ہوئے اوسی رات خدا کے حکم سے اوسکے دروازے پر آئے ایک برس تک
وہان تھے ملاقات میسر نہوئی ایک دن اوسکے ندیمون مین سے کسی نے بطریق استہزا کے
عرض کی ایک صورت عجیب مسموع ہوئی ہی ایک شخص اسطور پر دروازے مین کھڑا ہے
اور کہتا ہے کہ مجھے خدا نے بھیجا ہے اور کچھ ایک پیغام رکھتا ہون فرعون نے کہا اوسے بلوایا چاہیے
کہ اوسکے ساتھ ہنسی اور سخرہ کرین جب حاضر کیا بعد اوس مناظرے کے جس سے کلام
حقائق اعلام ظاہر ہوتے تھے ہرچند ید بیضا کے معجزے سے کام صیقل کا کرتے تھے لیکن
اوسکے دل آہنین سے زنگار شرک دور نہین ہوا اور باوجود ثعبان مبین کے جو گنج ایمان کی
طرف راہ بتاتا تھا راہ پر نہین آتا بلکہ ہر لحظہ سانپ کی مثال ہر ایک سوراخ سے سر نکالتا
یہان تک کہ کام اوسکا عاقبت خرابی کی طرف آیا اور خاتمہ بد کو پہونچا اور بخل اوسکا اس
درجے کو پہونچا کہ بدون کرام الکاتبین کے اوسکے کھانے پینے کی خبر نہین ہوتی اور سوا مگس کے
کوئی اوسکے دستارخوان پر نہ بیٹھتا یہانتک کہ مورخین معتبر نے تاریخ کی کتابون مین لکھا ہے
کہ جسدن موسی علیہ السلام نے حکم سے آلہی کے بنی اسرائیلون کے ساتھ مصر سے کوچ
کیا اور فرعون اونکے پیچھے چڑھ دوڑا اسکے تمام باورچی خانے مین بغیر ایک گوسفند گزین کے
ذبح نہین ہوا تھا اور اوسکے جگر سے غذا مقرر کی اور گوشت شیلان یعنی عشا کو لیے
رکھ دیا کہ معاودت کے بعد اپنے خواص کے ساتھ تناول کرے حالانکہ مالک دوزخ نے
اسکے اور اسکے لشکریون کے لیے شیرہ زقوم سے ماحضر ترتیب دیا تھا حکیمون نے
کہا ہے کہ بادشاہ کو تین چیزون کی رعایت کرنی ضرور ہے اول ملک وخزانے کو آباد رکھنا دوسرے
رعیتون پر رحم ومہربانی کرنی تیسرے یہ کہ بڑے کام چھوٹے آدمیون کو فرمائش نکرے
اور کسی آل ساسان سے پوچھا کہ تیرے خاندان سے چار ہزار برس کی دولت کے
جانیکا کیا موجب تھا بولا کہ معظم امور جو عقلا کے لائق تھے ادنی لوگون کے حوالے کیے

کہتے ہیں کہ بازار عدالت کی گرمجوشی دو شخص سے ہے ایک وہ حاکم جو [illegible] ہو فرض کریں کہ خود
رعیت ہے اور دوسرا بادشاہ جو اپنی تلوار بخوشی یا بجبر [illegible] کہ ارباب احتیاج کے
انتظار کا روادار [illegible] سے [illegible] کہ ما اگر تو
اعانت خدا تعالی کی چاہتا ہے تو [illegible] کہ اپنی اوقات کو
شہوت و لذت جسمانی مین مصروف نرکھ کیونکہ [illegible] سبب [illegible] بلکہ
فراغت و راحت کے وقتون سے کچھ تدبیر ملکی اور رعیتون کی بہتری مین صرف کر ہر کوئی حکیم
کسی بادشاہ کو نصیحت کرتا تھا کہ خواب غفلت مین [illegible] اور کوئی تیری
شکایت خدا کے نزدیک نہ لیجاوے اور [illegible] تیری [illegible] برباد ہو جاوے اس لیے
کہ دولت اور عمر دھوپ کے برابر ہے [illegible] اور شام کو دوسری دیوار پر ہوتی ہے
اور ایسا کر کہ تو دنیا کو کھاوے [illegible] کہ سر رشتہ کاروبار کا رفق و
مدارات پر رکھ نہ غصے اور ناک چڑھانے پر [illegible] خدا کی رضامندی خلق اللہ کی دلجوئی مین
ڈھونڈھ جیسا خوشنودی خلق کی مخالفت مین [illegible] یہ کہ سب اوس سے
حکم چاہین عدالت کرے اور جسوقت مہربانی طلب کرین عفو کرے اسواسطے کہ خلائق پر مہربانی کرنا
حق تعالی کی رحمت کا سبب ہے چنانچہ حدیث صحیح مین آیا ہے کہ بخشش کرنیوالون کو خدا بخشش
کرتا ہے اہل ارض کے اوپر رحم کرو تو اہل سما تم پر رحم کرین [illegible] اہل حق کی صحبت کا
خواہان رہے اور پند و نصیحت سے آزردہ نہو [illegible] یہ کہ ہر شخص کو مرتبہ استحقاق پر رکھے و سوا اس
اوسپر اکتفا نکرے جو آپ ظلم نہین کرتا بلکہ ایسی تدبیر ٹھہراوے کہ عملے اور لشکری اور رعایا مین سے
کسیکو مجال ظلم کا نرہے اسلیے کہ بموجب اسکے کہ تم سب نگہبان ہو ہر کوئی پوچھا جاویگا اپنی رعیت سے
جو فساد ملک مین برپا ہو بواسطہ اسکے کہ تدبیر ملک کی اسکے ہاتھ تھی اوس سے پوچھینگے
اور اخبار مین آیا ہے کہ امیر المومنین عمر ابن عبد العزیز کو کہ نہایت عدالت اور از بسکہ تقوی و طہارت
مین موصوف تھا چنانچہ اوسے خلیفہ خامس کہتے تھے بعد وفات کے خواب مین دیکھا
اوسکے حال سے سوال کیا کہا کہ ایک برس تک مجھے ورطہ حجاب مین ڈال رکھا بسبب
اوسکے کہ ایک پل کے اوپر گڑھا پڑ گیا تھا کسی بکری کا پانون اوسمین آگیا اور زخمی ہوئی

میرے تئین عتاب کیا کہ کیا لازم ہی کہ جب خلائق کے نیک و بد کا سررشتہ تیرے قبضۂ قدرت مین ہی تو تربیت امور مین سستی کری پس چاہیے کہ رعیت کو قوانین عدالت کے التزام اور فضیلت حاصل کرنے کے لیے تاکید کرے اور جیسے قوام بدن کا طبیعت سے اور طبیعت کا روح سے اور روح کا عقل سے ہی ویسے قوام مدینے کا ملک سے اور ملک کا سیاست سے اور سیاست کا حکمت سے ہی جو عین شریعت ہی تا اور جمہور قواعد شرعی پر منتظم رہین جب اس راہ راست سے پھر جاوے خوبی و آبادی ملک کی برباد ہوا فلاطون نے کہا ہی کہ قوانین شریعت کو یاد رکھہ تو شریعت تیری حافظ ہو جب درستی عدالت کی روش سے فارغ ہو تو عنان ہمت فضل و احسان کی طرف پھیرے اسلیے کہ کوئی خصلت بخشش اور جود سے بہتر نہین ہی چنانچہ تفصیل سے ظاہر ہوا لیکن احسان مین مقادیر استحقاق کی رعایت کرنی واجب ہی اور چاہیے کہ وہ ہیبت و حشمت سے ملا ہوا اسلیے کہ احسان بے ہیبت کم زورون کی بے پروائی کا موجب اور سبب زیادتی طمع کا اونھون کے ہو اور اگر مثلا تمام ملک کے خراج کے برابر کسیکو دیجیے تو راضی نہوا ارسطاطالیس نے سکندر کو نصیحت کی چاہیے کہ مظلوم تجھسے وحشت نکرین تا عرض مطلب بخوبی کر سکین لشکری اور زیر دستون پر تیری ہیبت بہت ہو تا ظلم و ستم پر اقدام نکرین حضرت سید المرسلین علیہ افضل الصلواۃ والسلام بحکم اسکے کہ مظہر انوار تجلیات جلالی و جمالی اور محل آثار عظمت الٰہی اور ہیبت نامتناہی کے تھے رعب اس مرتبے رکھتے تھے کہ ابوسفیان جب شرف اسلام سے مشرف نہین ہوا تھا عہد و پیمان کے لیے حضرت کے پاس آیا جسوقت رخصت ہو گیا کہا قسم خدا کی ہی مینے بادشاہ اور صاحب اقبال بہت سے دیکھے کسی سے ایسا رعب و ہیبت اپنے دل مین نہین پایا اور خوش خلقی اور لطف و مہربانی بھی آپ کی ذات مین ایسی تھی کہ ایکدن کوئی عورت حضرت کے پاس آئی چاہتی تھی کہ عرض مطلب کرے یقینا بسبب اسکے کہ انوار قدس کی چمک طلعت صفا طینت پیغمبری مین نمایان تھی از بسکہ خوف اوس عورت کے بشرے سے ظاہر ہوا جب اوس سے آگاہ ہوئے فرمایا مین عرب کی ایک عورت کا لڑکا ہون جو گوشت خشک کھاتی غرض اس سے آپکی یہ تھی کہ خوف و ہراس

اوسکے دل سے دور ہو اور غرض مقصد کرے کہ سنگبرون کے ساتھہ تکبر کرنا مسکینون زیردستون سے
بر تواضع پیش آنا اخلاق کرام سے ہی اور عادات سلطانی سے اہم یہ ہی کہ اپنے اسرار پوشیدہ رکھے
تا فکر و راے کی جولانی پر قادر رہے اور دشمنون کے مکر سے نا رسے رہین حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم جب کسی جہاد کا عزم کرتے لوگون کو گمان ہوتے کہ اور مقام کو جاتے ہین حالانکہ
آئینہ خاطر حضرت کا غبار کذب سے صاف و مصفا تھا بلکہ یہ چلن اختیار فرماتے کہ مثلاً اگر کسی
جانب کا ارادہ رکھتے اور مقامون کا استفسار کرتے اور وہان کا احوال پوچھتے تا لوگون کو
مظنہ ہو کہ شاید ارادہ وہین کا رکھتے ہین حکیمون نے کہا ہی کہ اخفاے راز کا طریقہ باوجود صلاح
مشورت کے آدمیون سے یہ ہی کہ جو لوگ عقل و دانائی مین کامل ہین اونسے مصلحت پوچھے
اور سفیہ و کم عقلون سے اپنا بھید چھپاے پھر بعد ارادہ مصمم کے اون کامون پر اقدام
کرے جو بحسب ظاہر برعکس اوسکے ہون پر اوسمین بھی مبالغہ نہ کیا چاہیے کہ موجب تہمت کا
نہو بلکہ اونھین بھی اون فعلون سے ملاوے جو موافق عزم مقصود کے ہین اور مخالف کے
تفحص احوال سے ایکدم غافل نرہنا چاہیے بلکہ جاسوس اور ہرکارے اوسکے تجسس امور
مین لگا رکھے اور اونکے احوال ظاہر سے تفتیش احوال باطن کی کرے اور اونکے قصد و عزیمت پر
واقف ہونے کے لیے اون حواشیون سے استفسار کرنا جو کم عقلی مین موصوف ہین
اصل عظیم ہی بلکہ اسباب مین بہتر یہ طریق ہی کہ ہر ایک سے گفتگوے دوستانہ کیا چاہیے
کیونکہ ہر ایک شخص کا ایک دوست ہی کہ اوس سے وہ مانوس رہتا ہی اور اپنے دل کی
بات اسے کہتا ہی شک نہین کہ اس آمیزش کے درمیان ہر شخص کے مکنون خاطر سے خبردار
ہو سکے جب کسی سے آثار مخالفت کے معلوم ہون تو مقدور بھر سعی اسکی کرنا لازم کہ آتش
فتنہ کو آب صلح سے بجھائے اور اگر یہ کوشش مفید نہو تو جب تک تدبیر شائستہ اور حیلہاے خجستہ سے
رفع فساد ممکن ہو اقدام جنگ کا نہ کرے اور دشمن کے دفع کرنے مین حیلہ کرنا یا جھوٹھی
کہانیون کا لکھنا معیوب نہین ہی پر جھوٹ کہنا یا فریب دینا کسیوقت جائز نرکھے اور جو ضرورت
داعی جنگ کی طرف ہو تو یہ دو صورت سے خالی نہین یا بادی یعنے پیشدستی کرنیوالا یا دافع
یعنے ٹالنے ہارا ہی اول صورت مین ارادہ خیر ہی کا رکھے اور البتہ امور دینی یا قصاص کے لیے

یا ادس حق کے واسطے جو مخالفون کے ہاتھہ مین ہی لڑے نہ غلبہ اور تفوق کے واسطے اس لیے
کہ پیشدستی کرنیوالا اکثر مغلوب ہوتا ہی مگر جب امر دینی یا حق طلبی پر کمر باندھی اور جب تک سب لشکر
ایک دل اور ایک زبان نہون لڑائی کو نہ چلا چاہیے اسلیے کہ وہ مخالف کے درمیان جانا دینی
جان پر کھیلنا ہی اور مقدور بھر بادشاہ کو لازم ہی کہ خود غنیم کے روبرو نہو کیونکہ اگر شکست پاوی
تدارک سے ہاتھہ دھووی اور جو فتح ہو خفت اوٹھاوی اور ہیبت و وقار بادشاہی کو کھووی اور جو
"ا سلنے ہارا ہو اور قوت مقابلے کی بھی رکھتا ہی تو خفیہ شب خونی کے ارادے سے دشمن کی فوج پر
جانا بہتر ہی اسواسطے کہ اکثر اتفاق ہوا ہی کہ جن بادشاہون نے اونکے ملکون پر لڑائی کی ارادی سے
چڑھائی کی ہی مغلوب ہوئے اور اگر طاقت مقابلے کی نہین ہی تو شہر پناہ اور قلعہ بندی کی تدبیر مین
مصروف ہو لیکن اوسپر اعتماد نرکھا چاہیے حکیمون نے کہا ہی کہ جو قلعہ کے درمیان رہی گرفتار ہوی
بلکہ صلح کے دروازے کھولنے کے لیے حیلے حوالے اور پیسے دینے کو وسیلہ کری فوجون کے
بندوبست کے لیے ایسے آدمیون کو مقرر کیا چاہیے جو شجاعت مین مشہور اور حسن تدبیر اور
فہم و دانائی مین موصوف اور کار آزمودہ جنگ دیدہ ہو پر لڑائی کی شرائط مین سے شرط
اہم بیدار مغز رہنا اور جاسوس لگاکر دشمن کے احوال سے واقف ہونا اور رعایت ضبط و صرفہ
مین مبالغہ کرنا کیونکہ جب تک کسی فائدے کی توقع نہ سوجھے فوج و لشکر اور اسباب جنگ کو ضائع
کرنا عقل مصلحت اندیش کے نزدیک مذموم ہی حکیمون نے کہا ہی کہ قلعہ و خندق کا آسرا نہ لیا چاہیے
مگر لاچاری کے وقت اسلیے کہ یہ حرکت علامت نامردی کی ہی اور سبب ہی دشمن کے دلیر ہو جانیکا
اور جو کوئی لڑائی کے درمیان جوانمردی سے نام پیدا کری انعام و اکرام سے اوسکو نوازش کرنا اور
اوسکے حسن خدمت کے بدلے اچھے تحفے اور القاب شائستہ سے سرفراز کرنا واجب ہے
اور دشمن حقیر کو چھوٹا نجاننا چاہیے کلام شریف مین آیا ہی کتنے گروہ قلیل خدا کے حکم سے
غالب ہوئے جماعت کثیر پر اور فتح کے بعد بھی تدبیر سے غافل نرہنا چاہیے اور جب تک کسیکو
زندہ اسیر کر سکے قتل کرنا مناسب نہین اسلیے کہ بندیون مین بہت سے فائدے ہین جیسے
غلام کرنا و ہر و ہر رکھنا فدیہ دینا اور اسمین دشمنون کی دلجمعی ہوتی ہی چنانچہ نص قرآنی مشعر اوسکا ہی
غنیم کے اوپر فتح پانے سے اونکو قتل کرنا جائز نہین مگر جب بے قتل کیے اونکی شرارت سے

نہ پہنچے اور بعد تسلط کے صفحۂ خاطر سے غبار بغض وحسد کا جہاڑ ڈالا اسلیے کہ مخالف اب غلام و رعیت کے برابر ہی پھر اپنے بندون اور رعیتون کا ارادہ رخنہ قاعدہ عدالت سے دور ہی حکیمون کی کتابون مین مذکور ہی کہ جب سکندر نے کسی شہر پر فتح پائی اور اوسنے شمشیر کو غلاف نہ کیا ارسطاطالیس نے اوسے ایک خط عتاب آمیز لکھا مضمون اوسکا یہ ہی کہ اگر تیری تیئن ظفر پانے سے آگے مخالف کے قتل کرنے مین ضرورت تھی اب بعد غلبہ کے تجھے اون بیچارون کے مار ڈالنے مین کیا نفع ہی اور عفو کرنا بادشاہان اولو العزم کے خصائلون سے ہی اور شاہد اقبال کا موجب زینت ہی اور باعث استحکام قواعد جاہ وحشمت کا کیونکہ زور وقوت اگرچہ تمام تر ہو پر حسن عفو بیشتر ظاہر کری مامون نے جو ضابطہ عقد خلافت اور رابطہ نظم جلالت کا تھا کہا ہی کہ گنہگار لوگ اگر جانتے کہ عفو کرنے مین کیا لذت ہی مین اوٹھاتا ہون تو گناہون کو بطریق پیشکش کے میرے پاس لاتے اور بمقتضا اسکے کہ اسکے لیے انھین پیدا کیا ہی غرض اصلی ایجاد عالم اور خلقت آدم سے یہ ہی کہ شاہد وجود حقیقت مسند مجاز مین ظاہر ہو اور رحمت وعفو آلہی کا جمال عجز وقصور بشری مین جلوہ دکھاے چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ تم اگر گناہ نکرو تو حضرت خدا تعالی ایک خلقت اور پیدا کری جو گناہ کرین تو رحمت بے مت اسکی مرآت عفو مین نظر آوی پس زیور عفو سے آراستہ ہونا سوا اسے حقیقی تر جو نیکیو نکا سرچشمہ ہی تشبیہ رکھتی ہی جب ذہن سلیم وفہم مستقیم حضرت سلطانی بانی اساس جہان بانی ثانی حضرت صاحب قرانی درست کرنیوالے قواعد کشورستانی کے تیئن باریکیان رسوم سلطنت کی اور حقیقتین آداب مملکت اور سرداری کی پوشیدہ باتین اسرار حکمت کی اور نادر باتین احکام ملت کی ملہم قدسی کی تلقین ومعلم غیبی کے فیضان سے بواسطہ تعلمات کسبی اور تعلقات انسی کے حاصل ہی اور ذات مقدس اوسکی اور سکھایا مین ہی کے اسے علم کے بلند مرتبے مین واضح ہی تو اوسکی تعریف مین زبان کھولنا اور اسکے بیان کا دم بھرنا مجھ ایسے فقیر حقیر سے جو خوشہ چین ارباب بلاغت اور فضلہ خوار اہل براعت کا ہی قوانین ادب سے بعید ہی کیونکہ سلیمان کو منطق الطیر سکھانا اور لقمان کے تیئن قاعدہ حکمت کا بتانا داناؤن کے درمیان اپنے تیئن محل طعن اور مستحق لعن کا بتانا ہی فی المثل قوت علمی کے ظاہر کرنے کے لیے اگر دقائق بلاغت مین سے کسی وقیقے کو بیان کیا چاہین تو حضرت خاقانی صاحب زمانی سکندر ثانی کی سیرت کریمی کا ملاحظہ کرنا

کافی ہی ایسے کہ بے شایبہ تکلف وتعسیف سے کے باقتضاے تدوین کتاب ایجا و تکوین کے صفحۂ الواح قابلیات انسانی کو کمالات نفسانی کے ارقام سے منقش کر دے کوئی مجموعہ ایسا جو لطائف الٰہی کا جامع اور تائیدات غیر متناہی کا حاوی ہو مقابل اوسکے صنع اور اصطناع کے قلم اور ایجاد و ابداع کے خامے سے پیدا ہوا جب تک حسنر و خورشید مسند نشین چار بالش فلک چہارم کا ہی ہر چند سیاران اجرام سپہر اپنے چراغ روشن کے ساتھہ گرد جہان کے پھرتے ہین کسی جہاندار کو اس جاہ و حشمت کے ساتھہ ندیکھا اور کسی صاحب قران کی عظمت و رفعت کا شور اس شکوہ سے نہین سنا اللہ تعالی آسمان بادشاہت کے اون و وستارون کو جنکی انظار عنایت کی برکت سے سطح جہان گلشن اور اونکے انوار رحمت کی چمک سے زمین و زمان روشن ہی اوج اقبال و پایۂ اجلال پہ رکھکر حضیض وبال اور ہبوط زوال سے محفوظ رکھے اور اونکی افواج سعادت اور جنود دولت کے تنیئن مانند سلسلۂ زمان کے ثانی کو اول کے ساتھہ متصل و مقرون رکھے آمین آمین ثم آمین

پانچوان لمعہ بادشاہون کے خدمت کے آداب اور دولتمندون کی رسوم مین بادشاہ اور حکام کے ساتھہ عوام الناس کے چلن کی روش یہ ہی کہ اپنے دل و جان سے اونکی دوستی اختیار کرین اور زبان سے حمد و ثنا اونکی کیا کرین اور ہاتھہ پاؤن سے اونکی طاعت اور خدمتگزاری کی راہ مین دوڑ دھوپ کرین اور اونکے امر و نہی کے قبول کرنے مین اگر برخلاف حکم خدا کے نہو بقدر امکان کے شرائط سعی کے بجالاوین اور اونکے حقوق جیسے خراج وغیرہ ہی خوشنودی سے ادا کرین اسباب سے ہر گز موہنھ موڑین اور ظاہر و باطن سے اونکی تعظیم و تکریم کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرین اور ضرورت کے وقت جان و مال کو اونپر تصدق کرین اسلیے کہ دین و دنیا اور آل اولاد کی حفاظت اونکی ذات عالی پر موقوف ہی اور جو لوگ اون کے خادمون کے شمار مین ہین اونھین چاہیے کہ اپنے رتبے سے زیادہ خصوصیت پر دلیری نکرین اسلیے بادشاہون کی صحبت کو آگ کی درمیان جانے اور شیر کے ساتھہ اختلاط کرنے سے تشبیہ دی ہی اور سچ ہی کہ آداب سلطانی کی رعایت نہایت مشکل کام ہی ہر کسیکو اوسکے تحمل کرنے کی تاب نہین طریقت کے مشائخون مین سے بعضون نے کہا ہی کہ جسنے بادشاہون کی خدمت نہین کی وہ گویا تعلق سے خالی ہی اوس سے راہ طریقت کا چلنا نہین ہوسکتا اسواسطے کہ بموجب اسکے کہ بادشاہ ظل اللہ ہی اونکی مجلس خاص کے آداب کی

رعایت کرنی کمال نفسانی اور رسوم طریقت کے بجالانے کا سبب ہو پھر جسکو اونکی بارگاہ مین خدمت جو
چاہیے کہ جو کام اوسے مفوض ہووے اوسی مین مشغول رہے اور فضولیات اور کامون مین دخل نکیا کرے
اور حاضر باشی اسطور سے اختیار کیا چاہیے کہ جب اوسے طلب کرین حاضر ہو اور بہت حاضر باشی
بھی جو پہونچانیوالی ماندگی طرف ہی محترز رہے اور جو کچھ اوسنے ظہور پاوے صدق و ارادت سے اوسکی
مدح و ثنا کیا کرے نہ نفاق کے طور سے کیونکہ جو اوسنے صادر ہوتا ہے البتہ کوئی وجہ جمیل اوسکی ہوگی
پس اوس وجہ کو استنباط کر کے اچھے طور سے بیان کرے اور اگر کسیکو اونکا نصیحت کرنے کا
مرتبہ ہو تو ملایمت اور حسن آداب سے عرض کرے اسلیے کہ شرع کے موافق بھی ہر ایک کو سلاطین
حق مین امر معروف اور نہی منکر مین درشتی کرنی نہین پہونچتی بلکہ نصیحت شایستہ اور بیان جسته
ادب کی رو سے چارہ اونکا نہین ہے حضرت حق تعالیٰ کلام مجید اعلام مین موسیٰ اور ہارونکو
فرعون کے ساتھ کلام کرنے کے لیے فرماتا ہی کہ تم اوس سے ملایمت کے ساتھ بات کرو شاید
اسکو یاد رکھے اور ڈرے اور جو وزیر یہ بتدبیر کہ اگر بادشاہون سے خلاف مصلحت کی راے سرزد ہو
پہلی بار تبعیت و موافقت کرے بعد اوسکے بطریق سہولت کے اوس خیال کو اونکی خاطر سے
دور کرے کیونکہ حکیمون نے کہا ہی کہ بادشاہ اور حکام سیل کے مانند ہین جو کسی پہاڑ سے بہے
اگر کوئی اوسے ایکبارگی کسی طرف کو پھیرا چاہے اپنے تئین ورطۂ ہلاک مین ڈالے لیکن اگر پہلے
چھوڑ دے اور آہستے آہستے تدبیر سے ایک طرف کو خس و خاشاک سے باندھے تو پھیرنا اوسکا
آسان ہو اور کسی وجہ سے اونکے افشاے راز کا خیال نکیا چاہیے بلکہ بمقدور مخفی رکھنے
کی سعی کرے جب یہ قوت اوسکی طبیعت مین مستحکم ہو تو اخفاے راز اوسپر آسان ہو جاے
اور جاننا چاہیے کہ ہمت بادشاہون کی بلند ہوتی ہے اسی سبب خلق اللہ کو اونکے ساتھ
مقام اطاعت مین رہنا ضرور اور کبھی کسی امر مین اونکی طرف تقصیر و خطا کی نسبت نکرے
اگرچہ بڑے مقربون سے ہو اور جو کسی کام کا قصور اونکے اور اپنے درمیان دائر ہو تو
اپنی خطا مان لینا ضرور ہے اور اونکے دامن عصمت کو عیب و نقصان کی گرد سے صاف رکھ
کر پیچھے اپنے تئین حسن تدبیر سے بچاے اور اونکی رضاجوئی کی فکر مین مبالغہ کیا چاہیے
ہرگز اپنی خوشوقتی کے درپے نہو جب یہ قاعدہ مقرر کرے تو سمین خوشی اپنی اور خداوند نعمت کی

پہلے خاوند کو خوش کرے کہ اوسکے ضمن اوسکی بھی خوشی حاصل ہو اور اوسنے مقصد حاصل کرنے کے لیے طور معقول کو وسیلہ کیا چاہیے اور الحاح و مبالغہ کرنا نچاہیے اور حرص سے اجتناب اور قناعت مین کوشش کرنا ضرور کیونکہ دنیا اوسیکو پاتی ہی جو اوس سے موںھہ پھیر لے اور جو کوئی اسکو چاہی تو وہ اسے پیٹھہ دے چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہی جسکے معنے یہ ہین دنیاکو چھوڑ دے تب دنیا [illegible] تیرے پاس آوے اور توریت مین ہی کہ خداتعالی نے دنیا کو فرمایا ہی اے میری دنیا تو اوسکی خدمت کر جو میری بندگی کرے اور اوسکی خدمت کر جو تیری اطاعت کرے اور چاہیے کہ بادشاہون کے لیے اسباب منافع اور اموال موجود رکھے اور اونکے وسیلے سے اپنا مرتبہ حاصل کرے اور اونکے خاص مال پر طمع نہ کیا چاہیے تا سوال کی ذلت سے محفوظ رہے اور نفع بہت اوٹھائے اور اونکے نزدیک حرمت و عزت پائے اور انکے حضور اپنے تئین ایسا دکھاوے کہ تھوڑے التفات سے اپنی جان و مال کو اونپر نثار کردے کیونکہ اگر ایسا نا اہر باتین کچھہ مناقشہ درمیان لاوے تو موجب اس حدیث کے جسکے معنے یہ ہین کہ انسان کو جس سے منع کرین اسیکا حریص ہوتا ہی حرص انکی زیادہ ہو اور حکیمون نے کہا ہی کہ جسکو جس کام سے منع کرینگے اسپر حریص اور جسکی خواہش دلاوین اوس سے بیزار ہو اور چاہیے کہ جان و مال سے انکی آرایش طلب کرے نہ اپنا تجمل اور جو چیز خاص انکی ہو جیسے سواری اور لباس اور نظیر اوسکی ہرگز اوسمین شرکت نکرے اسلیے کہ بے ادبی کے سبب سے اپنے تئین محل زوال اور مقام وبال مین ڈالتا ہی اور کسی امر مین اگرچہ وہ ادنی بھی ہو اونکے روبرو اپنی بے پروائی نہ دکھاوے اور ہر دم اونکے حکم احکام پر راضی رہنا شعار اپنا کرے سلیمان بن داود علی نبینا و علیہما السلام کے صحیفے مین مرقوم ہی کہ اپنی طرف خطاب کرکے فرمایا ہے کہ اے دل بادشاہون کو حیرت جان اونکی باتون کو مان اور اوس سے ایسی بات کا جس سے ایذا تیرے تئین یا اور کو پہونچے قصد نکر کیونکہ اگر اوس سے ضرر تیرا ہو تو بادشاہ مجازی کی آتش غضب مین تو گر پڑے اور جو کسی اور کا ہو تو اپنے تئین بادشاہ حقیقی کے دریاے قہر کے بیچ ڈوباوے ابن مقفع کے آداب مین لکھا ہی کہ اگر سلطان تجھے بھائی کہے تو اوسکو خداوند نعمت کہا کر اور جتنا ہی تیرا مرتبہ زیادہ ہو تو تعظیم مین اوسکے مبالغہ کر اور جب اوسکے پاس کسی نوع کا تقرب تجھے حاصل ہو

تو خلوت مین گفتگو کرے کے درمیان بہت سا تملق اور تضرع مت کر کہ وحشت و بیگانگی کی علامت ہے
اور یہ زبان پر نلا کہ میرا کچھ حق تجھپر ترا یا خدمت سابق کا کچھ اجر بلکہ پچھلی خدمتون پر اسکلے ہمتون کو
سر نو سے موقوف اسطور پر رکھا چاہیے کہ استحقاق اولی کا حقیت اخذ ہی سبب نوی ہوتا ہے
کہ سلاطین بلکہ اکثہ اشخاص ایسے مین کہ جس حق کا آخر اوال سے منقطع ہوجاوے فراموش کرتے ہین
اور وزارت سلطانی سے کوئی کام خطرناک نہین ہے اور وزیر کا کوئی مددگار امانت واری کو
برابر نہین اور اگر خدمت مین سرفراز ہو چاہیے کہ خداوندکی خشکی یا گاف سے آزردہ نہو اور ہرگز
اوس سے کچھ گرانی دل مین نہ لاوے اور اگر معلوم کرے کہ مخالف اوسکے ساتھ وزیر نیکے
مقام مین ہین بسبب اوسکے اصلا متغیر نہو اور ان سے بغض و حسد ظاہر نکرے اسلیے کہ یہ حرکت
اور بھی انکی تدویر کا موجب ہوا اور اگر خصومت کی حرف منجر ہو تو عزو وقار کے دائرے سے
باہر نجاسے بلکہ جواب اسکا علم کے طریقے سے دے کیونکہ حلیم کو ہمیشہ غلبہ رہتا ہے اور مجلس سلطانی
کے آداب سے یہ بھی ہے کہ ہرگز اونکے حضور کسی سے مشورت نکرے اور اگر سوال اورسے
کرین جواب کا اقدام نکیا چاہیے بلکہ رعایت اس ادب کی ہمیشہ ضرور ہے چنانچہ سابق مذکور
ہوا اسلیے کہ یہ طور حقیقت مین قائل کی خفت کا سبب اور سائل و سیون کے بھی استخفاف کا
موجب ہے اگر سائل کہے کہ مین تجھسے نہین پوچھتا ہون تو ہرگز قائل کو جواب کی سبیل نرہے
اور اپنی حماقت سے خجالت کھینچے اور جو ایک جماعت سے پوچھین جواب دینے مین
سبقت نکرے اسلیے کہ بیشک آنکو خوش نہ آوے اور اوسکے کلام کی عیب جوئی کرین اور اگر چپکا
ہی یہان تک کہ اور اشخاص جواب دین اور انکی باتون کا عیب و ہنر معلوم ہو پھر اگر اوسے
کچھ فوقیت رکھتا ہو عرض کرے تب رعایت ادب کے ساتھ ہوشیاری اوسکی ظاہر ہووے
اور چاہیے کہ جن لوگون کا زیادہ تقرب بارگاہ سلطانی مین ہے اونپر اپنا تقدم نہ ڈھونڈھے
اور بسبب اوسکے رنجیدہ خاطر نرہے کہ وے لوگ بغیر فضیلت کے مرتبہ تقرب مین اوسکے اوپر
زیادہ ہین اسلیے ہر ایک شخص کی اگرچہ وہ نہایت عالیجاہی مین ہے ایک نوع کی مناسبت
ذاتی کسیکے ساتھ ہو سکتی ہے اگرچہ وہ غایت پائین درجے مین ہو اور وہی مناسبت سبب ہے
محبت کا اور حاصل کرنا اوسکا دائرہ قدرت سے باہر ہے پس اپنے تئین اوسکے سبب

گران خاطر نرکھا چاہیے اور شاید سابق سے حقوق اوسکے ثابت ہون کہ اورون کو اوسپر اطلاع ہو پھر مناقشہ اوس سے باعث ہو بادشاہ کی آزردگی کا بلکہ لازم یہ ہی کہ اپنی خواہش کو مطلقاً فراموش کر جاے اور اپنے ارادے کو سلطان کی مرضی کے تابع کیا چاہیے جیسے سابق بھی مذکور ہوا جب تک دو شخص ایک نہین ہوتے اتحاد و کار اوسمین مربوط نہین ہوتا اور جسوقت ایک شخص اپنے فائدے سے درگذرے اور اونکے درمیان سے مخالفت بلکہ مغایرت اوٹھجاے وحدت کی برکت سے سب کام اونکے درست ہون چھٹا لمعہ دوستی کی فضیلت اور دوستون کے ساتھہ گذران کرنے مین جب کہ سابق تمہید ہوچکی کہ انسان کمال خاص کے پہونچنے کے لیے اپنے بنی نوع مین سے دوسرے کا محتاج ہی اور مدد لینے کے قاعدے بدون علاقہ الفت و محبت کے مضبوط نہین ہوتے پس جس کیسکے جتنے دوست زیادہ ہون کمال کو پہونچنا اوسکو سہل ہو سکتا ہی اور جب صداقت کے مراتب سے محبت کا درجہ بہت بڑا ہی پس کمال حاصل کرنیکا طریق اتحاد کے وسیلے پر مرتب ہی پر سچا دوست بہت ہی نایاب کیونکہ نفیس چیزون کی عزت بے شبہہ لازم ہی اور اکثر آدمی لذت حیوانی اور خواہش نفسانی کے طالب ہین ولیکن آمیزش اونکے ساتھہ بقدر ضرورت کے کیا چاہیے اس فرقے کو حکیمون نے مصالح سے تشبیہ دی ہی کہ کھانون مین بقدر احتیاج چاہیے اور اوسکی کمی بیشی دونون موجب فساد کی ہین ارسطاطالیس نے کہا ہی کہ آدمی ہر حال دوست کے محتاج ہوتے ہین فراغت کی وقت اختلاط اور خوش طبعی کے لیے مصیبت مین کمک و امداد کے واسطے اور حقیقت کی روسے بڑے بڑے بادشاہون کو جو خلائق کی نسبت نہایت مستغنی ہین مستحقون بلکہ فقیر اور مسکینون سے جو محتاج ترین ہین احتیاج بیشتر ہی جیسے احتیاج اونکی صاحب مال اور اہل احسان سے ہی اور افسفرالیس نے کہا ہی کہ اگر تمام دنیا ایک شخص کو حاصل ہو اور دوستی کے فائدے سے محروم رہے زندگانی اوس پر وبال بلکہ بقا اوسکی لاحاصل اور جو خیال کرے کہ اس خصلت کا حاصل کرنا آسان ہی یہ گمان خطا ہی اسلیے کہ سچی دوستی کا جوہر جو اعتبار کی میزان سے پورا اوترے ساری دنیا کی نفیس چیزون مین سے بہت ہی نادر ہی اور کسی مصیبت کے وقت یا آفت کے دن مال و خزانے گڑے گڑاے سے بلکہ دنیا اور جو اسمین ہی کچھہ فائدہ نکرے اور اوس دوست کے برابر جسنے کسی مہم مین اعانت یا کسی مقصد کو پہونچنے کی مدد کی ہی ہو وہ ایک ذات کیا خوب آدمی ہے

بجاے

جو اس نعمتِ عظمیٰ سے محظوظ ہے اگرچہ دولتِ دنیا سے کچھ اوس کے پاس نہیں ہے درجہ
اس سے بھی نیک طینت وہ شخص ہے کہ وجودِ رتبۂ سلطنت کے اس دولت سے بہرہ ورکھے
اِسلیے کہ سلطان کو بادشاہت سے بہرہ ہر کام سے اور تمام رعیہ کی بہت سی کیفیت پر جو دار
ہو حاضر رہے اور ہزارون کاروبار کے لیے دل پہونچ کا ہے یعنی دل وایک زبان کافی نہیں ہے
حسوقت دوستی کی مدد سے اورون کے چشم وگوش ودل وزبان پر قادر ہو تو اپنی انہون سے
سب دیکھے اور کان سے بالکل سُنے اور زبان سے تمام کہسکے پھر بندوبست ملک وارثی کا
اسپر آسان ہو جاوے کہا ہے کہ اگر کوئی کسی سے دوستی کیا چاہے پہلے اوس کا حال
کی تفتیش کرے کہ اوس نے لڑکائی مین اپنے ماںباپ سے کیا کیا سلوک کیا ہے اگر عقوق کے
عصیان سے مشہور ہو ہرگز اسپر اعتماد نکیا چاہیے اور وہ دوستی کے لایق نہین ہے بسبب
کہ جو کوئی حقوقِ والدین کو عقوق کے برابر جانے اوس سے کچھ بھلائی کا بہروسا نہین پہ تفحص
کیا چاہیے کہ یہہ شخص دوستون کے ساتھ کیا سلوک ہے اور اون سے کس طور پر معاملہ کیا ہے
بعد اوس کے جستجو کرے کہ اوس نے اپنے ولی نعمتون کی شکرگذاری اور ناشکری مین کیا
حرکت کی اگر ناشکری مین مشتہر ہو اوس کی دوستی کی خواہش نکرنی کیونکہ بدذاتون کی خصلتون سے
کوئی خصلت ناشکری کی مثال نہین ہے اور نیک طینتون کے اوصاف مین سے کوئی وصف
شکرگذاری سے افضل نہین اور شکر سے مراد فقط مکافات نہین ہے اسواسطے کبھی ایسا ہوتا ہے
جو کوئی بسبب فقر کے مکافات کرنے سے عاجز ہو پر دل مین اوس کی محبت رکھتا ہے اور
زبان سے اوس کے اوصاف بیان کرتا ہے اس شخص کو قصور کی طرف نسبت نکیا چاہیے
پس پیچھے سوچے کہ فرزی اور مال جمع کرنے مین اور نفیس چیزون کی طرف خواہش
اسکی کیسی ہے اگر حرص وسیر غالب ہو دوستی کے لایق نہین یہہ نظر کرے اگر رغبت اوس کی
بڑائی اور غلبہ کی طرف زیادہ ہو وہ بھی اتحاد کے دروازے سے مردود ہے کیونکہ دعوی تغلب کے
ساتھ انصاف مغلوب ہے اور اپنے حق سے زیادہ مانگے اور آخر زوال اخلاص کو پہونچاوے دوسرا لاحظہ کیا چاہیے
کہ اگر قسم کے لہو لعب کا اشتغال راگ رنگ کا سننا اور کلاونتون سے صحبت رکھنی اوسکو دوستی کی جانب سے
باز رکھی اوسکی محبت کی خواہش نکیا چاہیے جسوقت ان تمام صفتون مین تا طالب امتحان سے پورا نکلے

اوسے دوستدار کامل اور یار غار افضل جانا چاہیے اور اوسکے جوہر اتحاد کو نقد جان کے ساتھہ
گنجینۂ دل مین رکھا چاہیے اسلیے کہ نہین ہی فخر مگر دوست کامل سے اور بعضے حکیمون نے کہا ہے
کہ بے اشتباہ ہم تعجب کرتے ہین اُس شخص سے جو پریشان خاطر ہی یار غمخوار کے ساتھہ پر ایسا
شخص گوکر دوسرے سے بھی عزیز تر ہی اگر ہاتھہ لگے تو ایک ہی دوست حقیقی پر اکتفا کرنا اولی ہی
کیونکہ بہت سے اشخاص کے مراسم حقوق کو بجالانا مشکل ہی اسواسطے کہ شاید بمقتضا تعداد کے
حال انکے مختلف ہوں مثلا ایک شخص کی موافقت سے خوش و محظوظ ہو اور دوسرے کی
[illegible] سے رنج و پریشانی اوٹھاوے [illegible] سبب [illegible] عداوت کا اکثر سابق آشنائی اور آمیزش
مین ہی اسلیے کہ جس آدمی سے کہ [illegible] وجہ کی [illegible] دشمنی اوس سے نہایت بعید نظر آوے
ولیکن مخالفت کمال اختلاط اور مافی الضمیر کے مطلع ہونے کے بعد از بسکہ مضر ہی پس اختلاط کے
باب مین طریق احتیاط ملحوظ رکھا چاہیے اور بقدر ضرورت کے اکتفا کرنا لازم جیسے کسی سخنور نے
شعر مین کہا ہی جسکے معنے یہ ہین بیت برا ہی دوست وہ ہوجاوی دشمن جانی + پھر اپنا یار
تو بہتون کے تئین کبھی نہ بنا + دیکھا تو نے بہت کھانے اور پینے سے + یقین کہ ہووی تجھے
درد بیشتر پیدا + اور جسوقت دوست ہاتھہ آوی رعایت حقوق کو واجب جانکر اوسکے کامون مین
جو سنے خاطر ہین سعی کیا چاہیے اور اوسکی حمد و ثنا مین بے شائبۂ تملق و نفاق کے پیش آیا چاہیے
ولیکن مکنون خاطر اور دوستی دلی پر اکتفا نکرے کیونکہ اطلاع مافی الضمیر کی عالم الغیوب ہی کو مخصوص ہے
اور تھوڑے عیب اور نا قصور کا جو دوستدارون کی طرف نسبت رکھین اعتبار نہ کیا چاہیے
بلکہ چشم پوشی اوسنے واجب ہی اسلیے کہ افراد بشری اوسنے خالی نہین ہوسکتی اگر اونپر نظر
کیا کرے تو زوال اتحاد اور اثبات بیگانگی کی طرف منجر ہو اور دوستی کے مزے سے محروم رہجاے
اس باب مین اپنے عیبون کا سوچنا بہت مفید ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی خوش ہی وہ شخص
جسکو اوسکے عیب نے آدمیون کے عیب سے فارغ رکھا جب اون طریقون کی مشق کرے
محبت خالص مستحکم ہو اس وسیلے سے غبار اور دوی اشخاص جنسے سابق معرفت نہ رکھتا ہو اس سے
آملین اور دوستی کے اظہار سے یہ ہی کہ محبون کو نعمت و مراتب مین شریک کرے اور احسان اختصاص کو
کبھی زبان پر نہ لاوے اور رتبۂ کرامت کو آشوب منت سے بچا رکھے اور جب اونپر کچھہ مصیبت پڑے

جان وہاں سے اپنے تئین جدا کر دے بلکہ رنج و مشقت مین شریک رہا چاہئے اپنے فراغت و
منفعت کے وقت سے بہت ہوتے ہین اپنے فراغت کے وقت مین جو پہچانے
جاتے ہین دوست مصیبت مین کون ہین اور دوست کے ساتھ سلوک کرنے مین سوال کا منتظر نرہے
بلکہ آثار و علامت سے اوسکے احوال کو معلوم کیا چاہیے اگر چہ نہ دوست کی طرف سے کچھ سستی
دریافت کرے تو اوسے اعراض جائز نرکھے بلکہ استمداد و جوئی مین بہت ہی مبالغہ کرتا رہے کیونکہ اگر وہ بھی اعراض کرے
علاقہ محبت کا اوٹھ جاوے بلکہ شاید ایسا حجاب سخت درمیان پڑ جاوے جو قطع مودت و مفارقت
کلی کو پہونچاوے طریقہ اوسکا یہ ہے کہ جو سبب کدورت کا ہو تو صاف دلی سے بے تکلف بیان کر دے
تا راستی کی برکت سے صفائی آوے بلکہ ہر حال مین دوستی کو محفوظ رکھنا لازم ہے جیسے کہ جب کوئی مکان
یا لباس یا سواری کی غمخواری کرتے ہین اوسکی مرمات مین کاہلی کرنے سبب سے اوسکے ضائع ہونیکا
پس اوس شخص کی غمخواری سے بھی چھپانا جس سے دونون جہان کی بہتری کی توقع رکھتے ہے
کیونکہ جائز ہو ساتھ اسکے دوستی کے ہونے سے عداوت ایسی جو بہت ہی نفرت کا موجب ہے
پیدا ہوا اسلئے کہ مخالفت کے ہوے محبت کے بعد بیشمار [illegible] جدائی اگرچہ مطلق مذموم ہے
پر دوستون کے ساتھ نہایت بدنما ہوا اسطے کہ اوس سے اختلاف اور جدائی پیدا ہوتی اور وہ موجب
تمام فسادون کا ہے اور چاہیے کہ دوستون کو کسی علم و ادب کے جتانے مین جو اونھین مفید ہو بخل
نکرے کیونکہ اوسنے متاع دنیاوی مین جو محل خصوصیت کا ہے تنگی کرنی بدتر ہے پس علم کے باب مین کس طرح
جائز ہو حالانکہ علم خرچ کرنے سے زیادہ ہوتا ہے اور بخل کے ساتھ گھٹ جاتا ہے اور جب دوست سے
کسی عیب کا مشاہدہ کرے تو اوسکے ساتھ اظہار موافقت کا کرنا اسطور پر جو تنبیہ لطیف کا متضمن ہووے
ضرور اور اس عیب کے جتانے مین غفلت اور شرمندگی جائز نرکھے اسلیے کہ یہ صورت محض خیانت
کی ہے پہ طریق تنبیہ لطیف کا یہ ہے کہ پہلے کسی مثل اور شخص کے نقل سے اوسکو اوسپر واقف کرے
اگر مفید ہو تو بطریق تعریض و کنایہ کے اشارہ اوسکا کرے پھر جو تصریح کی احتیاج پڑے تو خلوت [illegible] کے
درمیان پیش بندی کے بعد جو موجب وثوق اعتقاد کا ہے بیان کر دے اور اوسکے عیب سے اگرچہ وہ
اوسکے محبون سے ہے انکار رکھے اور چاہیے کہ ہرگز غماز کو مداخلت نہ دے اسلیے کہ ہرچند محبت کتنی
استوار ہو اوسکی غمازی سے منہدم ہو جاتے حکیمون نے تاصرف ترشیدہ اور شخص سے [illegible] ہے

جو ناخن سے دیوار مستحکم کو کھودے کہ ایک دو نکل بہر جگہ نکالے پہر جسوقت ایک سوراخ پا وے تو تیشے سے دسکو بڑا کرے یہان تک کہ آخر الامر اوس دیوار کو ڈہا دے حاصل کلام صحبت کی حفاظت مین بہت احتیاط کرنی واجب ہے کیونکہ مدار انتظام امور کا اور قوام مصلحت جمہور کا اوسپر موقوف ہے جیسے سابق مذکور ہوا+ ساتوان لمعہ+ عوام الناس کے فرقون کے ساتھ گذران کرنے مین جب کوئی شخص اپنے احوال کی گفتگو اخلاق کے ساتھ کیا چاہے تو وہ تین حال سے خالی نہین ہوسکتا یا رتبے مین اون سے بالاتر ہے یا برابر یا فروتر پہر طریق گذران کا قسم اول کے ساتھ پہلے لمعے کی بیچ معلوم ہوا اور قسم دوم سے تین نوع پر ہے پہلے گذران کرنا دوستون کے ساتھ دوسرے دشمنون کے ساتھ تیسرے اون لوگون کے ساتھ جو نہ دوست ہین اور نہ دشمن اور دوستون کی دو قسمین ہین حقیقی و غیر حقیقی پہلے حقیقی دوستون کے ساتھ گذران کرنے کا طریق سابق معلوم ہوا اور دوست غیر حقیقی اگر اپنے تئین بناوٹ اور تملق مین حقیقی دوست کی برابر دکھاوی تو بہتر مقصود اون سے خوف پیش آنا ضرور اور اونکی دلدہی اور خاطر داری کی سعی کرنی واجب ہے شاید کہ وسے سچی دوستی کے درجے کو پہونچین ولیکن راز اور عزم دلی اور مال و اموال کی مقدار اور اپنے عیبون کو اون سے مخفی رکھا چاہیے اور اون کی تقصیرون کا مواخذہ نکیا کرے اور حقوق مین غفلت کرنے کی سبب پرسش نکرے اور بقدر وسعت کے اون کے کامون مین خندہ روئی سے خواہ رغبت کے طور یا بناوٹ کی روش پر پیش آیا چاہیے اور اگر جاہ و مال اور بزرگی مین اون کی ترقی ہو دوستی کے تردد مین افزایش نکیا چاہیے اور دشمنون کی دو قسمین ہین نزدیک اور دور اور ہر ایک کی دو قسمین ہین ظاہر اور پوشیدہ پر اہل حسد مخفی دشمنون کے عدد مین داخل ہین ولیکن دشمن نزدیک سے احتراز بہت کرنا لازم جانے کیونکہ وہ اکثر جزئیات احوال پر واقف ہوتا ہے اور کہانے پینے اور وارد صادر ہونے مین اس سے غافل نرہا چاہیے غرض ہر ایک صورت مین دشمن سے احتیاط کرنی واجب اور دشمنون کے ساتھ گذران کرنے مین طریق عمدہ یہہ ہے کہ اگر ہو سکے تو لطف و لطائف مین اون کے دلون سے عداوت اور شہادت اور بغض و حسد کے بیج نکال ڈالے اگر یہہ حیلہ مفید نہو تو جب تک ظاہر کی آمیزش سے گذران کر سکے تسیطر اظہار مخالفت نہ کرے لیے اسس لیے کہ دفع شر کے لیے

کوئی طریق نیکی اور خیرات سے بہتر نہین ہے اور اون کی سفاہت کی طرف التفات نہ کیا چاہیے
بردباری اور مدارات شعار اپنا کرنا واجب اور نزاع اور خصومت سے محترز رہنا لازم ہے
کیونکہ یہہ دولت و نعمت کے زائل ہونے اور ہمیشہ فکرمند اور پریشان خاطر رہنے کا سبب
بلکہ جان مال کے نقصان اور فسادون کے برپا ہونے کا موجب ہے اور عمر گرامی اس سے عزیز
تر ہے جو دشمن کے ساتھہ معارضہ کرنے کی فکر مین گذرے اور ہوشیار رہے یہی ترطون سے
یہہ ہی کہ دشمنون کے احوال کے جستجو مین رہے اور اون نے ہر ایک کام پر واقف ہونیکے
لیے سعی کمال کرے پہر جب اون کے احوال سے مطلع ہووے تو اوس کے مخفی رکھنے کی
کوشش کرے کبہی اسکے افشا کرنے کو جائز نرکہے مگر بضرورت کیوقت اسلیے کہ مخالف کے
عیبونکو ظاہر کرنا سبب ہے اسکا کہ وہ اسپر اصرار کرے اور جائز ہے کہ جہد اس سے تاثیر ہی نکرے
شاید وہ کسی حیلے سے اس کے دفع کرنے مین مشغول ہو اور جب مخفی رکہے یہان تک کہ
مصلحت کیوقت اظہار کرے تو اسکا توڑنا اور مغلوب رکھنا بخوبی حاصل ہو ولیکن ان مین سے
اگر بعضے کو بسبب مصلحت وقت کے اوس سے ظاہر کرے یہان تک کہ وہ جانے کہ میرے
عیب پر مطلع ہوا ہے تو شکستہ خاطر اور غمگین ہو دانائی سے بعید نہین ہے اور ہرگز اپنے تئین
بہتان مین ملوث نکرے کیونکہ جہوٹھ کہنا دشمن کے قوی اور غالب ہونے کا موجب ہی بڑے
بڑے آدمی اور حاکمون کے نزدیک مخالفونکا شکوہ نکیا چاہیے کیونکہ جب اوس کی حقیقت سے
خبردار ہون پہر اس کی چغلی پیش رفت نہوگی اور بُری باتون مین اوس کے ساتھہ متہم ہو
اور چاہیے کہ اون کے ہر ہر فرقے کی رسم و عادت سے خبردار ہو تو اوسکو مقابلے کی طور پر
دفع کرے اور جس چیز سے انہین قلق و اضطراب پیدا ہوا اس سے بہی واقف ہونا ضرور ہے
تا اپنے وقت مین استعمال کرے افلاطون نے کہا ہے کہ دشمنونکی عداوت کے دفع
کرنے کا طریق مستحسن یہہ ہے کہ اپنے تئین ان فضیلتون مین جو ان کے درمیان مشترک
رہین اون پر غالب رکہے اس لیے کہ جو شخص درجۂ کمال کو پہونچا اوسنے مخالف کے
تعرض کو اپنے دفع کیا اور اونکو اونا اور ذلیل بنایا اور طعن اور تشنیع اور لعنت اور غیبت نکیا چاہیے اور اپنے تئین اس سے
بچا رکہے کیونکہ یہہ خصلت عورتون اور ناقصونکی ہے اور عقل و دانائی کی راہ سے بعید ہو اعلی کہ باوجود اسکے کہ وہ ضعیفونکی سیرت کا

منقلب ہو اور اُس سے کچھ مسرت مخالف کو بھی نہین پہونچتی خود اونکے تعرض کا باعث ہو جاے
نقل کی ہی کہ ایک شخص نے ابو مسلم مروزی کے آگے اسکی ندیمی کے ارادے سے نثار کر
بہا پر جو مروانیون کی طرف سے والی خراسان کا تھا عرض کی ابو مسلم کو خوش نہ آئی اور اسی سبب
سرزنش کی اور کہا کہ اگر کسی غرض کے سبب مین انکے خون سے اپنے ہاتھ آلودہ کرون میرے
تئین اچھین کہ زبان سے تعرض انکا کرون کیا نوش ہی جب دشمن کو کوئی آفت ایسی پہونچے
جس سے اپنے تئین بھی امن نہو طعن نکرے اور اس کے سبب اظہار خوشی نہ کیا چاہیے
اسلیے کہ جب حقیقت مین وہ آفت مشترک ہی تو گویا اپنے اوپر طعن کیا **بیت** ای دوست گرگذر
ہو عدو کے جنازے پر ہو شادان نہو کہ تجھ پہ بھی گذری یہ ماجرا ❊ اور جو دشمن اسکی پناہ لیوے
یا اسپر اعتماد کرے چاہیے کہ فریب اور خیانت سے محترز ہو کر بخشش اور مروت کی شرط بجالاوے
اور ایسا کرے کہ نیک خوئی و عہد و پیمان اسکا سبکو معلوم ہووے برائی اور بدخوئی دشمن کی طرف
عائد ہو اور اس بات مین بموجب اس آیت کے جسکا مضمون یہ ہی تمھارے لیے رسول اللہ صلعم کی
ذات مین پوری خوبیان ہین پیروی حضرت کی سیرت مطہر کی جو تمم ہین مکارم اخلاق کے
واجب جانے چنانچہ اخبار کے ناقلون نے روایت کی ہی کہ کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ نے جو
عرب کے فصیحون مین سے تھا آگے اسکے کہ شرف الاسلام کو پہونچے آستانہ رسالت کے
بعضے خادمون اور کعبہ جلالت کے بعضے عاکفون کی ہجو مین اپنی زبان ملوث کی تھی حضرت
رسالت پناہ صلعم نے اسکے خون کو ہدر کیا جب کعب نے اسبات کی خبر پائی جانا کہ انکے قہر کے
آسیب سے سوا انکی رحمت بے انتہا کے سایے کے جو بحکم اس آیت کے جسکے معنے
یے ہین اور نہین بھیجا تیرے تئین مگر تمام عالم پر رحم کرنے کے لیے مہربانی انکی دونون
جہان کے ہر ایک ذرے کو شامل ہی پناہ لے نہ سکیگا ایک قصیدۂ غرا جو حضرت خاتم الانبیا کی
نعت کے کمال کے زیور سے آراستہ ہی مرتب کیا اور عربون کی رسم سے ایک شتر تیز رو پر
سوار ہو کر میدانون کو طی کر کے اپنے تئین آستانہ رسالت مین پہونچایا اور بعد سلام کے قصیدہ
پڑھنے لگا اسکے درمیان معذرت و استغفار کی تمہید مندرج تھی جب حضرت نے سنا تو اوسکے
دفتر تقصیر مین حرف عفو کا رقم کر کے چادر ربانی جسکی برکت سے امن و عافیت حاصل کر سکے

اپنے تن روح پرور اور بدن مطہر سے اوتار کر اوسے عنایت فرمائی اور اپنے مقبول بندون کے
سلسلہ مین داخل کیا پس دشمنون کے دفع ضرر کے تین طریق مین ایک یہ کہ وہ آپ ہی کی
اچھے ہون اگر یہ میسر ہو تو کسیکو درمیان لاکر وہ سبب انکی شرارت سے بچ رہنا مکان دور و
دراز یا سفر مین رہکر تسبب اب غلطی اور انکی بیخ کنی سے پر یہ سب تدبیر دن کے بعد ہی اور اسپر
اقدام جب کرے کہ اگر دشمن شریر بالذات ہو اور اوسکی بدذاتی سے کسو طرح بچ نہ سکے اور
جانے کہ دشمن مجبہر فتح پاتا ہی اسس ضرر سے زیادہ تر ہی او جانے کہ مال اوسکا دنیا و آخرت مین
بنہین اور باوجود اسکے مکر و خیانت سے الگ رہا چاہیے اور اگر اوسکے مغلوب کرنیکا طریق اور
مخالف سے بن آوی سب سے بہتر ہی ولیکن حاسد کے تئین فضیلت و نعمت اور اسباب
سعادت کو دکھا کر داخلی ہون یا خارجی جو اوسکے جلنے اور کڑھنے کے موجب ہون ایذا دیا
چاہیے اور اوسکے عیبون کو ظاہر کر دینا لازم تا آدمی اوسکی بدخوئی سے واقف ہون اور اوسے
متہم جانین ایسے شخص کی عداوت سکے دور کرنے کے لیے سعی کرنی بیفائدہ ہی جیسے کہا ہی
بیت ہر عداوت کا دفع ممکن ہی بجز اسکے پر نہ زائل ہو جو حسد سے ہو ولیکن اون آدمیون سے گذران کرنا
جو نہ دوست ہین اور نہ دشمن وہ بحسب مراتب کے مختلف ہین اسلیے کہ نصیحت کرنیوالونکے
ساتھہ جو بہ نسبت جمہور خلائق کے نصیحت و خلق کے مقام مین ہین اختلاط کیا چاہیے اور اونسے
کشادہ روئی کے ساتھہ ملاقات کریں پر اونکی بات کے ماننے مین جلدی نکریں اور اونکے ظاہر
احوال پر فریفتہ نہوی بلکہ ہر ایک شخص کی غرضون کی اطلاع تبامل ہاتھہ لگتی ہی بعد اوسکے جو مقرر
بمناسب ہو اسپر عمل کریں اور ساتھہ صلحا یعنے اس جماعت کے جو ذات البین کی اصلاح مین
مشغول ہین تعظیم و تکریم واجب ہی اور سفیہون کے ساتھہ بردباری سے گذران کیا چاہیے اور
احمق پنے اور گالی دینے کا اعتبار کرکے اوسکے بدلے کے قصد مین نہ ہو بلکہ سلوک اور رفق
و مدارات کے ساتھہ اونسے نجات حاصل کیا چاہیے اور تکبر کرنے والون سے تکبر کرنا مروی ہے
تا اوسے عبرت پکڑین چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ مغرور کے ساتھہ کبر کرنا صدقہ دینا ہی اس لیے
کہ ان لوگون سے تواضع کرنا اونکی گمراہی کے زیادہ ہونیکا موجب ہوتا ہی جب اون سے
تکبر کی چال چلو شاید کہ متنبہ ہو کر اس خصلت سے باز رہین اور فاضلون کی حرمت کرنی واجب

اور اون سے فائدہ لینا غنیمت جانے اور خوے بد پر ہمسایہ اور خویشون کے صبر کرنا
چاہیے حکیمون نے کہا ہے بخیل لوگ بدن پر صابر ہین اور بخشش کرنیوالے جان پر لیکن
زبردست لوگ اگر سیکھنے والے ہون تو اونہین فرزندون کی برابر عزیز رکہا چاہیے اور اونکی
خوی و خصلت اور طبیعت مین نظر کیا چاہیے جسکی استعداد اون مین بیشتر ہو اوسمین مشغول کیا
چاہیے مقدور بہر اونکی مدد کرنی ضرور اور شاگردون کو جسکی طرف انکی سمجہ نزدیک ہو اوسکی طرف
ترغیب دے اور تضییع اوقات سے منع کیا کرے سوال کرنیوالون کو اگر الحاح کرین زجر کرنا لازم
اور اوسکی اجابت مین توقف کیا چاہیے مگر جب الحاح انکا بہت ہی لاچاری سے ہو اور درمیان
محتاج اور طامع کے امتیاز کرنا لازم ہے اور محتاج کی رفع حاجت کرے اور جب تک کسی
نوع خلل اوسکا نہو بخشش کرے اور طامع کو اوسکی طمع سے باز رکھے ضعیفون کی دستگیری
اور مظلومون کی اعانت بجا لایا کرے غرض مقدور بہر خیر مطلق کے ساتھ جو چشمہ نیکیونکا اور منبع کمالات
کا ہے برتر اور پاک ہے ذات اوسکی تشبیہ پیدا کرے کہ جود بے انتہا اور کرم بیشمار
سبحانی نے موجودات کی زمین قابل پر بے ارادہ غرض کے باران رحمت کا برسایا
اور نسیم تربیت ربانی نے کمالات آسمانی کی میوون کو بدون توقع منفعت کے جسکے سبب سے
ذات اوسکی برتر ہے کہلایا پس طالب کمال کو چاہیے کہ خیر کی تمام قسمون مین رو سے مقصود
طلب کا اوس کے خیر محض کیطرف رہے تا اخلاق الٰہی کے مرتبہ علیہ مین پہونچے اور اللہ تعالیٰ
ہر ایک خیر و کمال کا دینے والا ہے توفیق اور اوسی کے اختیار ہے مطالب و مآل کی تحقیق
مغرب بیچ بیان بعضے لواحق کے حکیم محقق فیلسوف مدقق نصیر الدین طوسی نے بعضے لوامع
مین جو اکثر ان لوامعونکا اوس کے انوار فوائد کی روشنی کے چمک مین سے ہے خاتمہ
کتاب اخلاق ناصری کا افلاطون کی ان وصیتون سے جس سے اپنے شاگرد ارسطاطالیس
کو نصیحت فرمائی تہی کیا ہے سچ ہے کہ بیشتر نفع اون پاکیزہ باتون کا نہایت عمدہ حکمت مین اس درجہ پر ہے
کہ لائق ہے اونہین بیاض مردمک چشم کے ورقون پر بینائی کی روشنائی سے لکھین بلکہ فہم کے
قلم سے نساروں کے تختون پر مرقوم کرین اور جب ان فکرون اور حسن اتفاقونکی برکت سے کہ وہ بہی
حضرت سلیمان کا انکی تاثیر دولت کے سبب ہین اس فہرست مین نسخہ سر الاسرار جسے ارسطاطالیس نے سکندر ذو القرنین کیلیے

جو سازوار اسکا تھا تصنیف کیا ہی اس عاجز کے مسلک مین آیا اور وہ نفیس نصیحتون پر مشتمل ہی تو ایسا
اچھا نظر آیا کہ ان نصیحتون کا خلاصہ جو تدبیر ملکی کے لیے نہایت خصوصیت رکھتے ہین اس رسالے
کے آخر الحاق کیا جاے لاجرم مضمون اس قاعدے کا وہ ہمت مین دونون کے ثابت کرنے
کے لیے درج کیا پہلی ہمت افلاطون کی وصیتون کے بیان مین افلاطون کہتا ہی کہ خدا کو
پہچان اور اسکے حق کو نگاہ رکھہ اور ہمیشہ اپنی ہمت تعلیم و تعلم مین مصروف کر اور اہل علم کے
علم کی زیادتی کا امتحان نکر بلکہ شر و فساد سے باز رہنا اختیار کر اور حق تعالی سے ایسی چیز مت
مانگ کہ اسکی منفعت کی طرف زوال کی راہ ہو بلکہ جو نیکیان کہ باقی رہتی ہین انکی طلب کر
ہمیشہ بیدار رہ کہ بدیون کی بہت سبب ہین اور جو نکیا چاہیے اسے آرزو کے ساتھہ
مت اٹکا اور جان کہ بندے سے خدا کا انتقام لینا غضب کے طریق پر نہین بلکہ بطریق
تادیب و تہذیب کے ہی اور زندگی پر قانع مت رہ جب تک موت نہ آوے اور زندگانی کو
بہتر مت جان مگر جب کسی چیز کے حاصل کرنے کا وسیلہ ہو خواب و آسائش کی رغبت نکر
مگر بعد اسکے جب تین چیزون کا محاسبہ آپ سے تو لے ایک یہ کہ تو تامل کری کہ جس دن
جو تو نے لیا ہی مجھے خطا سرزد ہوئی یا نہین دوسری یہ کہ سوچ کہ آج کچھہ کام کیا ہی یا نہین
تیسری یہ کہ کوئی کام تجھسے بسبب قصور کے رہگیا یا نہین یاد کر کہ اس زندگی سے
آگے تو کیا تھا اور بعد اسکے تو کیا ہوگا اور کسیکو ایذا نہ دے کہ عالم کے سب کام زوال و
تغیر کے مقام مین ہین بدبخت وہ شخص ہی جو عاقبت کی یاد سے غافل رہی اور گناہ سے
نہ چھوڑی اور اپنی پونجی اس چیز سے جو تیرے پاس نہو مت کر اور مستحقون کو نیکی
پہونچانے مین اونکے سوال پر موقوف نرکھہ اور اوسے حلیم مت جان جو لذت دنیاوی
سے خوش ہو یا کسی مصیبت کے سبب جزع و فزع کری اور ہمیشہ موت کو یاد رکھہ اور
مردون سے عبرت پکڑ اور خسیس آدمیون کو اونکے بہت بیفائدہ بات کرنے اور بغیر
پوچھے جواب دینے سے پہچان اور جان کہ شریر وہی شخص ہی جسنے شرارت اختیار کی ہو
خوب سوچ کر بول اور کام کر اور سبکا دوست رہ جلد غصے مت ہو تا خفگی تیری عادت نہو جاے
اور محتاج کی حاجت کل پر مت چھوڑ تو کیا جانے کل کیا ہوگا قیدیون کی اعانت کر مگر جو خود

که تو سخن جائز نرکھی اور آدمی کے پوشیدہ عیب کی تفتیش نکری اور جب کسی پر جو انعام تو کری
کبھی اوسکا ذکر نکری اور تمام فضیلی و کرم اسمین ہی کہ نیکون کی حرمت کری اور آدمیون ساتھہ
کشادہ رو رہی اور لوگون کی شان سکے موافق جواب دے اور نادانون کی خطا سے درگذر
ای سکندر عقل مدار ہی تمام تدبیرون کی اور نقص و کمالون کا آئینہ اور تمام فضیلتون کی
جڑ ہی اور مقصود اہم عقل سے طلب نیکنامی ہی کیونکہ فقط سلطنت مقصود نہین ہی بلکہ مقصود اس سے
نیکنامی ہی اسلیے کہ جو بادشاہ تابع دین اور شریعت الہی کا ہو استخفاف کری شرع الہی اوسکو
خوار و بعد ذلیل کر دے ای سکندر چاہیے کہ بادشاہ عالی ہمت اور صاحب رای و شیرین
زبان اور بلند آواز ہو اور بات کم کہی اور رذالون سکے ساتھہ نہ بیٹھے اور جب باہر آوے
تو آرائش ایسی جو لائق بادشاہی سکے ہی اختیار کری کہ اورون سے ممتاز معلوم ہو اور
اون سوداگرون کی رعایت کرنی جو دور و دراز ملکون سے اوس کی بادشاہت مین آوین
واجب جانی تا اوسکی نیک نامی کے پھیلنے اور دلون سکے مائل ہونے اور تاجرون سکے
بہت آنیکا موجب ہو اور اسی سبب سے بادشاہت اوسکی آباد ہو وے اور تھوڑی سی
فروگذاشت سے جو اونکے ساتھہ کری بہت نفع پاوی اور بہت نہ ہنسی کیونکہ بہت ہنسنا اونکی
ہیبت و وقار کو اوٹھا دے اور باعث نقصان عمر و ضعف حرارت عزیزی کا ہو وی ای
سکندر حریص شہوت کا نرہ کہ وہ خنزیرون سکے خواص مین سے ہی اور کیا فخر اس چیز
مین ہی جسمین ادنی حیوان تجھپر غالب رہین اور اوسمین زیادتی کرنی ضعف بدن اور نقصان
عمر کو پہونچانی اور عورتون کی سیر تون سکے حاصل کرنے کا سبب ہوتی ہی مسکینون اور
ضعیفون سکے احوال سے غافل نرہ اور احوال پرسی انکی واجب جان کہ خالق کی رضامندی
اور دلون سکے ہاتھہ آنیکا سبب ہی اور غلہ جمع کرتا خشک سالی کے دن آرام سے بیٹھی ولیکن کہ
اہل صلاح تجھسے امن مین رہین اور اہل فساد ڈرین ای سکندر مینے تجھے بارہا وصیت کی ہی پھر
تاکید کرتا ہون کہ خونریزی مین دلیر مت رہ اور حقیقت حال سوا سے علام الغیوب سکے کسیکو معلوم
نہین شاید بسبب کسی تہمت سکے جس سے شخص بری رہی یا اس گناہ پر اقدام کرنے کے لیے
کچھہ عذر اسکا ہو تو اسکے قتل کو مہوا رکھی اور اس سے کون گناہ سخت تر ہی ہرمس اکبر یعنی ادریس علیہ السلام سے

مجکو یہ خبر پہونچی ہی کہ جب ایک مخلوق دوسرے مخلوق کو قتل کریں آسمان کے فرشتے باری تعالی
کی درگاہ مین روتین کہ تیرے فلانے بندے نے ایک اور بندے کے قتل کرنے مین
تجھسے برابری کی اگر وہ قتل بسبب قصاص کے ہو حضرت حق تعالی فرماوی کہ اسکو میرے
حکم سے بسبب گناہ کے مارا ہی اور جو بسبب ظلم کے ہو فرماوی قسم ہی اپنی عزت و جلال کی کہ مینے
خون قاتل کو مباح کیا پس فرشتے ہر ایک تسبیح و استغفار مین اوسکے اوپر دعای بد کرین یہانتک
کہ وہ بدلے کو پہونچے اور یہ حال اسکے لیے بہتر ہی اور جو خود مری خدا تعالی کا نشان غضب ہو کیونکہ
بڑے عذاب اور سخت عقاب مین گرفتار ہووی اور عہد شکنی نکر اور کبھی قسم نکھا اور جب تو نے
کھائی تو کسی وجہ اسکو مت توڑ اس لیے کہ یونان کے بہت سے بادشاہون کی بادشاہت بسبب گند
دروغ کی شامت اور عہد شکنی سے تباہ ہوگئی اور اس چیز پر جو تجھسے جاتی رہی تاسف مت کر
کہ یہ خاصیت لڑکون اور ناقصون کی ہی اور اپنی بادشاہت کے لوگون کو علم و ہنر کے حاصل
کرنے کے لیے حکم کر اور جو کوئی علم مین فائق ہو اسکو بہت مہربانی اور تربیت سے مخصوص
رکھہ کہ یہ خصلت دلون مین تیری بہت محبت کا سبب اور ملک کی رونق اور یادگار
نیک کا موجب ہو اور یونان کے لوگ اون دونون خصلت کی برکت سی ہمیشگی بادشاہی
رکھتے تھے اسلیے کہ وہی لوگ رعیتون کو تحصیل علوم کے واسطے حکم کرتے یہان تک کہ لڑکیان
باپ کے گھر فرائض اور آداب شرعی اور علم طب اور نجوم کے تمام قاعدے جانتین اور حسیر
تیرا اعتماد نہو اوسکے ہاتھہ سے کچھہ نہ کھا اور اپنی حفاظت سے غافل نرہ اور اوس قصے کو فراموش
نکر کہ ہند کے بادشاہ نے تیرے لیے تحفے بھیجے اونمین سے ایک لونڈی تھی جسکو لڑکائی سے
زہر مین پرورش کیا تھا تا اوسکی طبیعت سانپ کی طبیعت کے قریب ہو اور غرض اونکی
اس سے قصد تیرا تھا اور مینے اس حال کو دانائی سے معلوم کیا تھا ای سکندر ایسی
دلیل سے حکم مت کر اور جب دلیلین متعارض ہون اقوی کی طرف مائل ہو ای سکندر
عدالت ایک صفت ہی اللہ تعالی کی صفتون سے آسمان و زمین عدالت کی سبب قائم
ہین اور عدالت کے ساتھہ پیغمبر مبعوث ہوئے ہین اور عقل کی صورت عدالت ہے
اور عدالت کی برکت سے دلون اور گردنون کے مالک ہوسکے اہل ہند نے کہا ہے

کہ سلطان کا عدل زمانے کی سرسبزی سے بہتر ہی اور بادشاہ دادگر نافع تر ہی باران تند سے اور بعضے شہرون مین زبان سریانی سے لکہا تہا کہ ملک اور عدالت دو بہائی ہین کہ کوئی اونمین کا دوسرے سی مستغنی نہین ہی بعد اسکے کہتا ہی کہ اسباب نظام عالم کے باہم ربط پانے کی کیفیت اس دائرۂ شریف مین درج کرتا ہون تا اونکی توالی و تشابک کی صورت محسوس و مشاہدہ ہو اور اس کتاب کا لب لباب اور اوسکے مطالب کا خلاصہ یہ دائرہ ہی اگر بدون اسکے بہی سمجہے بہی نہایت کرتا صورت دائرہ کی یہ ہی



جولائی کی بیسوین دوشنبہ کے دن ۱۸۶۵ء اٹہارہ سو پانچ عیسوی مطابق ۱۲۸۲ھ بارہ سو بیس ہجری کے بہت محنت و جانفشانی اور فضل یزدانی کی مدد اور صاحبان عالیشان کے اقبال کی برکت سی اس ہیچمدان نے کتاب لوامع الاشراق فی مکارم الاخلاق عرف اخلاق جلالی کے ترجمے سے فراغت کی و لیکن داناؤن کے نزدیک پوشیدہ نہ ہی کہ اسکے لآلی مطلب کو جو عبارت فارسی کے صدف مین پنہان تہے غواص طبیعت نے دریائے فکر مین کس طرح سے غوطہ مار کر نکالا ہی

اون آبدار موتیون کو رشتۂ تحریر مین پروکر ریختہ زبان سکے اردو بازار مین لا حاضر کیا اسلیے کہ اب صاحبان والا شان سکے دور مین گوہر سخن کا اعتبار اور دُر کلام کا اقتدار ہی کون جوہری اس بازار کا ہی جسکی دوکان سخن گرم خریدار سے نہین اور انکے عصر مین وہ گوہر فروش کلام کہان جسکا دامن آرزو صلہ و بخشش سکے زر و سیم سے خالی ہی ابیات ہوا ہی دور مین اب اونکے اعتبار سخن ✣ اور اونکے عصر مین ہی رشد و اقتدار سخن ✣ سنو وہین کیون نہ وہی اہل سخن سکے قدر شناس ✣ ہی جنکا باب کرم دہر مین مدار سخن ✣ دُر کلام نہ لیجاؤن کیون نہ اونکے در ✣ کہ جنسے پاوی جلا دُر آبدار سخن ✣ ہمیشہ اہل سخن کیونکہ وہان نہون سر سبز ✣ ہو جس مکان مین زر و سیم سے وقار سخن ✣ جو مست بادۂ شیرین کلام ہی لیوے ✣ ہی میرے ہاتھ مین یہ جام خوشگوار سخن ✣ زبان طعن نکالی جو مدعی اسپر ✣ ہی اوسکے واسطے کافی یہ ذوالفقار سخن ✣ اگرچہ کلام اس قلیل البضاعت کا جو خوشہ چین ارباب کلام کا ہی اس درجے مین نہین کہ سخنوران کامل کا محل تعریف ہو لیکن بمقتضا اسکے کہ معانی اسکے اسرار حکمت پر مشتمل اور احکام مصلحت کو شامل سکتے بہ تشبیہ اس خیال سکے کہ شاہد متناسب الاعضا اور عروس خوش قد و زیبا کو کیا پر نیانی اور کیا دیبا ہر لباس مین ہی وہ خوشنما اوسکی زلف مطالب کی عقدہ کشائی مین ناخن فکر کو تیز کرسکے عقل حکمت شناس کی مشاطگی سے آراستہ کیا اور اوسکے چہرہ مقاصد کو تئین رای صحت قیاس سکے گلگونہ خیال سے آرایش دیکر اس لباس مین جلوہ گر کیا چشم ہی کہ حسن بازان جمال کمال کی چشم مین منظور ہووی اور بد نظران پایۂ نقص زوال کی آنکھون سے مستور رہی الغرض وہ کتاب سخت مشکل تھی بلکہ بنیہر جسے جودت طبعی سکے زور بازو سے حل کرسکے کحل بصیرت بنایا اور عجب عقدۂ لاینحل تھے کہ حدت ذہنی کی انگشت تدبیر سے اوس کی گرہ کشائی کرسکے طالبان کمال کو دکھایا تقریر ہی کہ جو شخص اوسکی حکمت آمیز باتون اور مصلحت انگیز کلامون پہ واقف ہووی اور اوسکے فوائد کی لڑیون کو گوش ہوش کا آویزہ کری اور گردن عقل کو اوسکے زیور عمل سے آرایش دیوی دامن آرزو کو تئین دونون جہان سکے جواہر آسائش سے مالا مال کرسے ✣ ✣

مثنوی

علم حکمت سی جو کہ ہو آگاہ ✣ اور عامل ہو اوسکا خاطر خواہ ✣ ہووی تدبیر اوسکی محکم تر ✣ رہی آرام سی وہ شام و سحر ✣

ہر دو عالم میں بہرہ ور ہووے ✤ تا ملک مالک و سیم و زر ہووے ✤ زندگانی کے حظ سے عاطل ہو ✤ علم حکمت سے جو کہ جاہل ہو ✤
یہ نصیحت تو یاد رکھہ میری ✤ دوست رکھہ جان سے حکمت علمی ✤ ہے وہ بنیاد بادشاہت کی ✤ اصل مضبوط ہے سیاست کی
یہ سخن ہے پسند ہر دل کو ✤ کب ہے شاہی درست جاہل کو ✤ ہے یہی اوقات کو تو ضائع نکر ✤ روز و شب رہ بہ کسب علم و ہنر
عمل و علم اور درستی رای ✤ ہیں معاون ترے بفضل خدا ✤ جز ہنر کوئی تیرا یار نہیں ✤ بے ہنر کا کہیں وقار نہیں
خاتمہ اس سخن پہ کر شیدا ✤ صلح کل پر ہے راحت دنیا ✤ جاننا چاہیے کہ ترجمے سے فراغت کرنے کے بعد بعضے دوستوں نے تکلیف دی کہ تاریخ اتمام کی اگر اس میں منظم ہو تو بطور یادگار کے یادر ہے مینے بھی اسکو مناسب جانکر تاریخ ہجریہ میں یہ قطعہ کہکر یہاں لکھدیا

ترجمے سے میں جب ہوا فارغ ✤ فکر تاریخ طبع پر تھی شاق ✤ دور کر تیغ علم سے سر جہل ✤ بولا ہاتف تمامی اخلاق

١٢ ٢٠

خاتمۃ الطبع

حمد بیحد اللہ الصمد لم یلد و لم یولد و لم یکن لہ کفوا احد کو سزاوار و لائق ہے کہ جسنے ایک مشت خاک انسان
شعر ان کو کیا کیا شرف عنایت کیے ہیں اگر اونکا حصر کیجیے تو دشوار بلکہ محال ہے اور نعت
اقدس ع. العالمین احمد مجتبی حضرت محمد مصطفی اصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اگر کوئی دعوی کرے
استغفر اللہ کہ چھوٹا منہ بڑی بات ہوجاے آدمی منہ کی کھاے اما بعد مخفی و مستتر نرہے
کہ اس زمان ہدایت عنوان میں کتاب لاجواب صحیفۂ انتخاب ترجمۂ اخلاق جلالی المشہور فی الآفاق موسوم بجامع اخلاق جسکو عالم بیمثال فاضل ذی کمال طریقت پناہ حقائق آگاہ مولوی امانت اللہ صاحب نے نہایت عرقریزی اور کمال جانفشانی سے عبارت اردو عام فہم میں ترجمہ فرمایا جو کہ یہ کتاب نایاب قابل اشاعت مکاتب و مدارس تھی اسواسطے مطبع فیض منبع جناب عالی خطاب منشی نولکشور صاحب میں باہتمام سنجیدہ کارگزاران دقیقہ شناس بہ تصحیح تمام و تنقیح مالا کلام نہایت خوشخط کاغذ عمدہ ولایتی خوش القطع بر ماہ اپریل ۱۸۷۳ء مطابق شہر صفر المظفر ۱۲۹۰ ہجری لیکن بحسن انطباع طبع ہو کر مطبوع طبائع خاص و عام ہوئی بساعت احسن و وقت سعید میں تمام ہوئی خدا کرے مکرر طبع ہونیکی نوبت آوے خریداروں اور شائقین کو
مژدہ طبع تازہ پہونچاے آمین رب العالمین

تمت

فہرست مضامین جامع الاخلاق